عمران سیریز

ماورائی نمبر

ڈیول فیس



ارشاد العصر جعفری



محترم قارئین

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''ڈیول فیس'' پیش خدمت ہے، اور نام سے ہی ظاہر ہو رہا ہے کہ عمران کے مدمقابل ایک بار پھر شیطانی طاقتیں آ گئی ہیں لیکن اس بار انہوں نے عمران سے مقابلہ ذرا مختلف انداز میں کیا ہے۔ اس سے پہلے تو شیطانی طاقتوں کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ عمران کو نقصان پہنچائیں لیکن عموماً وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہو جاتی تھیں۔ اس بار انہوں نے سوچا کہ عمران کی بجائے عمران کے قریبی ساتھیوں کو نقصان پہنچایا جائے کیونکہ یہ بھی تو عمران ہی کا نقصان تھا۔ سو سلیمان، صفدر، تنویر حتیٰ کہ جوزف بھی ان کی زد میں آتے چلے گئے اور حد تو یہ ہو گئی کہ شیطان کے ایک غلام نے جولیا کو شیطان کے بت کے قدموں میں قربان کرنے کے لئے اغوا کر کے ایک ایسی وادی میں پہنچا دیا جہاں تک کسی انسان کی رسائی ممکن ہی نہیں تھی۔

تو کیا عمران وہاں تک پہنچ سکا۔ اس سوال کا جواب تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہو گا۔ ہاں۔ میں اتنا ضرور کہوں گا

کہ اپنے منفرد پلاٹ کی وجہ سے یہ ناول آپ کو ضرور پسند آئے گا اور آپ اسے مدتوں یاد رکھیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ مجھے آپ کے خطوط کا شدت سے انتظار رہتا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ آپ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود مجھے خط لکھتے ہیں۔ آپ کے چند خطوط دیکھتے ہیں۔

پہلا خط محمد امین صاحب کا ہے جو انہوں نے سیالکوٹ سے لکھا ہے۔ اسرائیل کے موضوع پر آپ کا ناول جی پی تائن پڑھا یقین جانیئے بہت مزہ آیا۔ خاص طور پر وہ لمحات تو بہت ہی پرلطف تھے جب اسرائیل کا صدر عمران اور صفدر کو اپنے ساتھ اپنی خفیہ لیبارٹری میں لے جاتا ہے اور ریڈ سٹون اپنے ہاتھوں سے عمران کو دے دیتا ہے۔ ایسی دلچسپ سچوئیشن تو بار بار آنی چاہئے۔ مجھے تو آپ اپنا قاری سمجھیں۔

امین صاحب۔ آپ کو میرا ناول جی پی تائن پسند آیا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے اور مشورے دیتے رہیں گے۔

کراچی سے سجاول خان صاحب نے لکھا ہے جناب ارشاد صاحب۔ عمران سیریز کی دنیا میں آپ کی آمد کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن ہم دوستوں کو لگتا ہے کہ ہم بہت عرصے سے آپ کے ناول پڑھ رہے ہیں۔ آپ کی تحریر میں ہمیں اجنبیت محسوس نہیں ہوتی۔ آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں اور پسند بھی آئے ہیں۔ میرے

اور میرے دوستوں کے آپ پسندیدہ مصنف بن چکے ہیں۔

سجاول خان صاحب۔ آپ کو اور آپ کے دوستوں کو میرے ناول پسند آئے۔ آپ نے خط لکھا اور تعریف کی میری طرف سے شکریہ قبول کیجئے اس گزارش کے ساتھ کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

سمرینہ خالد صاحبہ نے ملتان سے لکھا ہے محترم ارشاد صاحب۔ آپ کا ناول جی پی تائن پڑھا۔ اسرائیل پر ناول مجھے اچھے لگتے ہیں۔ عمران اور اس کی ٹیم جب اسرائیل اور کافرستان میں کوئی کارنامہ سرانجام دیتی ہے تو میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے اور میری عمران سے محبت اور بڑھ جاتی ہے۔ اسرائیل پر تو آپ نے ناول لکھ دیا اب میری فرمائش پر کافرستان پر بھی ناول لکھیئے۔

محترمہ سمرینہ خالد صاحبہ۔ جی پی تائن آپ کو پسند آیا شکریہ۔ جی پی تائن قارئین نے ہی مجھ سے لکھوایا ہے۔ یہ قارئین کا پسندیدہ موضوع ہے۔ انشاء اللہ کافرستان پر بھی آپ ناول پڑھیں گے۔ بس دعاؤں میں یاد رکھیئے گا۔

جناب کاشف عثمان شیخ نے مظفر گڑھ سے لکھا ہے۔ میں عمران سیریز کا باقاعدہ قاری تو نہیں ہوں کبھی کبھار پڑھ لیتا ہوں۔ آپ کا ناول گیم اوور لائبریری والے کے اصرار پر پڑھا۔ بہت پسند آیا۔ پھر ڈیول ولا اور مارس ایکشن پڑھے۔ آپ کے انہی تین ناولوں نے مجھے آپ کا گرویدہ بنا دیا ہے۔ البتہ ایک چیز کی کمی میں نے

محسوس کی ہے۔ وہ ہے جولیا اور عمران کے رومانٹک جملوں کی۔ ان کے رومانٹک جملوں کو شامل کر کے آپ اپنے ناول کو مزید دلچسپ بنا سکتے ہیں۔

کاشف عثمان صاحب۔ سب سے پہلے تو خط لکھنے پر شکریہ۔ آپ کی فرمائش میں نے نوٹ کر لی ہے۔ اب جب بھی عمران اور جولیا کے درمیان رومانٹک جملوں کا تبادلہ ہوا میں اس کی تفصیل مرچ مسالہ لگا کر ناول میں دے دوں گا۔ امید ہے آئندہ بھی آپ مشورے بھرے خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

''اماں بی۔ صاحب کا کوئی علاج کرائیں۔ مجھ سے صاحب کی حالت دیکھی نہیں جاتی''...... سلیمان نے اداس لہجے میں اماں بی سے کہا۔ وہ اس وقت کوٹھی پر آیا ہوا تھا۔

''کیا مطلب ہے تیرا۔ کیا ہوا ہے عمران کو''...... اماں بی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''صاحب ساری ساری رات جاگتے رہتے ہیں۔ آسمان کو تکتے رہتے ہیں اور تارے گنتے رہتے ہیں''...... سلیمان نے عمران کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا۔

''علاج کی اسے نہیں تجھے ضرورت ہے۔ کم بخت۔ تم فلیٹ میں رہتے ہو۔ فلیٹ میں آسمان کہاں سے نظر آتا ہے''...... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا تو سلیمان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے۔ اماں بی کا غصہ ہی ایسا تھا جس سے اس کی جان نکلتی تھی۔

''وہ۔ وہ اماں بی۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ صاحب آج کل اداس رہنے لگے ہیں''...... سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو اماں بی نے اسے گھور کر دیکھا۔

''اداس کیوں رہنے لگا ہے عمران''...... اماں بی نے سلیمان سے عمران کی اداسی کا سبب پوچھا۔

''اماں بی۔ میں نے صاحب سے پوچھنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن صاحب مجھے بتاتے ہی نہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''ہونہہ۔ اور یہ اداسی کی حالت کب سے ہے''...... اماں بی نے پوچھا۔

''اماں بی۔ چند روز پہلے ہماری بلڈنگ میں ایک لڑکے کی شادی تھی۔ اس شادی سے واپسی پر صاحب کسی سوچ میں گم تھے اور پھر صاحب اداس رہنے لگے۔ کسی وقت تو صاحب آہیں بھی بھرنے لگ جاتے ہیں''...... سلیمان نے کہا تو اماں بی بھی سوچ میں گم ہو گئیں۔

''تو پھر اس کی اداسی دور کرنے کے لئے کیا کیا جائے''۔ اماں بی نے چند لمحے سوچنے کے بعد سلیمان سے پوچھا۔

''یہ آپ مجھ سے پوچھ رہی ہیں اماں بی۔ آپ تو صاحب کی ماں ہیں۔ آپ کو سمجھ جانا چاہئے کہ صاحب اب نوجوانی کی عمر سے نکل کر جوانی کی عمر میں داخل ہو رہے ہیں اور اس عمر میں انسان کو ایک جیون ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''میں نے تو اس کے لئے درجنوں رشتے تلاش کئے لیکن وہ تو شادی کے لئے آمادہ ہی نہیں ہوتا''...... اماں بی نے مایوس کن لہجے میں کہا۔

''اماں بی۔ آپ صاحب پر دباؤ ڈال سکتی ہیں۔ آپ انہیں کوئی دھمکی وغیرہ دے کر دیکھیں''...... سلیمان نے اماں بی کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''کون سی دھمکی''...... اماں بی نے اس سے پوچھا۔

''یہ سوچنا پڑے گا''...... سلیمان نے کہا اور سوچ میں ڈوب گیا۔

''اماں بی ۔ صاحب آپ کو ناراض نہیں دیکھ سکتے۔ اگر وہ آپ کی بات نہ مانے تو آپ ان سے ناراض ہو جائیں''...... چند لمحوں تک سوچ میں ڈوبے رہنے کے بعد سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ یہ دھمکی نہیں چلے گی۔ وہ جانتا ہے کہ میں اس سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں ہو سکتی''...... اماں بی نے سلیمان کی تجویز کو رد کرتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلانے لگا۔

''آپ انہیں دھمکی دیں کہ اگر انہوں نے آپ کی بات نہ مانی تو آپ خودکشی کر لیں گی''...... سلیمان نے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اماں بی کو ایک اور تجویز پیش کی۔

''لاحول ولا قوۃ۔ عمران جانتا ہے کہ میں ایسی غیر اسلامی بات سوچ بھی نہیں سکتی''...... اماں بی نے اس مرتبہ سلیمان سے برہم

لہجے میں کہا تو وہ گھبرا گیا اور ایک مرتبہ پھر سوچ میں ڈوب گیا۔

''اماں بی۔ بات دراصل یہ ہے کہ صاحب تو ابھی ہیں نوجوان اور آئندہ کئی سالوں تک ان کی عمر میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ لگتا ہے کہ وقت کو انہوں نے اپنی مٹھی میں بند کر لیا ہے اس لئے مزید دس پندرہ سال گزر جائیں اور ان کی شادی نہ ہو تو انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ فرق تو مجھے پڑا ہے۔ اب میں خود کو بوڑھا سمجھنے لگا ہوں''...... سلیمان نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

''یوں کہہ نا کہ تجھے عمران کی نہیں بلکہ اپنی فکر کھائے جا رہی ہے''...... اماں بی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ ایسے ہی سمجھ لیں اماں بی''...... سلیمان نے بدستور مسکین لہجے میں کہا۔

''تیری عمر کو ابھی کچھ نہیں ہوا۔ تو عمران سے زیادہ بڑا تھوڑی ہے''...... اماں بی نے کہا۔

''اماں بی۔ آپ اس وقت میری بات پر توجہ نہیں دے رہیں لیکن وہ وقت جلد آنے والا ہے جب آپ کہیں گی کہ سلیمان ٹھیک کہتا تھا''...... سلیمان نے اماں بی سے کہا۔

''کیا مطلب ہے تیرا''...... اماں بی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''صاحب میرے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھا رہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اب میرے ہاتھ میں ذائقہ نہیں رہا اور وہ ہوٹلوں پر جا کر

کھانا کھاتے ہیں اور یہ تو آپ جانتی ہیں کہ ہوٹلوں کا کھانا انسانی صحت کے لئے مضر ہے۔ ہوٹلوں کا کھانا کھا کھا کر صاحب نے اپنی صحت برباد کر لی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''پہلے تو تو نے یہ بات نہیں بتائی کہ عمران فلیٹ کے بجائے ہوٹل سے کھانا کھا رہا ہے''...... اماں بی نے فکر مند لہجے میں کہا۔

''یہ بات تو میرے ذہن میں آئی ہی اب ہے''...... سلیمان نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا تو نے''...... اماں بی کو اس کی بڑبڑاہٹ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

''کچھ نہیں اماں بی۔ بس اتنا کہہ رہا تھا کہ صاحب کی شکایت لگانا اچھی بات نہیں''...... سلیمان نے کہا تو اماں بی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ میں ایک بار پھر عمران کے لئے لڑکی ڈھونڈتی ہوں''...... اماں بی نے کہا تو سلیمان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا کیونکہ عمران کی شادی کے بعد ہی اس کی شادی ہوسکتی تھی اور عمران کسی طرح بھی شادی پر تیار ہی نہیں ہو رہا تھا۔

''اماں بی۔ آپ نے صرف لڑکی ہی تلاش نہیں کرنی بلکہ ضد کر کے صاحب کی شادی بھی کر دینی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اچھا۔ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تو پریشان نہ ہو۔ میں عمران کی شادی کراتی ہوں''...... اماں بی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''اللہ آپ کو خوش رکھے اماں بی''...... سلیمان نے باقاعدہ اماں بی کو دعا دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اماں بی سے اجازت لی اور خوشی خوشی فلیٹ واپس آ گیا۔

اس نے فلیٹ کھولا اور سیٹی بجاتے ہوئے فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ فلیٹ میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کچن میں گیا۔ وہ نہایت ہی عمدہ چائے بنا کر پینا چاہتا تھا۔ ابھی اس نے چولہا جلایا ہی تھا کہ ڈور بیل بج اٹھی کیونکہ وہ اس وقت خوش تھا اس لئے اسے اس وقت کسی کا آنا ناگوار بھی نہ گزرا اور وہ سیٹی بجاتا ہوا دروازے تک پہنچا اور اس نے دروازہ کھولا اور دروازے پر موجود شخصیت کو دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔ وہ اتنی حسین لڑکی تھی کہ ایسی لڑکی سلیمان نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

''کیا سلیمان صاحب اسی فلیٹ میں رہتے ہیں''...... لڑکی نے معصوم سے لہجے میں کہا تو سلیمان کو جیسے ہوش آ گیا۔

''ج۔ جی ہاں۔ میرا نام ہی سلیمان ہے۔ تشریف لایئے''۔ سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا اور لڑکی کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ لڑکی اندر آ گئی۔ سلیمان نے اسے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور اس کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ شہزادیوں سے بھی بڑھ کر خوبصورت تھی لیکن لباس اس نے عام سا پہنا ہوا تھا جس سے سلیمان نے اندازہ لگایا کہ یہ لڑکی کسی غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔

''جی میرا نام الماس ہے''...... لڑکی نے سلیمان کو اپنا تعارف

کراتے ہوئے کہا۔

''شخصیت کی طرح آپ کا نام بھی خوبصورت ہے''...... سلیمان نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''ج۔ جی''...... لڑکی نے کہا اور اس کے چہرے پر یکدم ہی گھبراہٹ کے تاثرات نمودار ہو گئے تو سلیمان فوراً سنبھل گیا۔

''جی میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ آپ کس کام کے سلسلے میں آئی ہیں''...... سلیمان نے اس سے پوچھا۔

''آپ کے صاحب بہت بڑے آدمی ہیں نا''...... الماس نے کہا تو سلیمان کے چہرے پر مایوسی پھیل گئی۔

''تو آپ صاحب سے ملنے کے لئے آئی ہیں۔ میں تو خوش ہو رہا تھا کہ آپ مجھ سے ملنے آئی ہیں''...... سلیمان نے مایوس کن لہجے میں کہا تو الماس نے اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا۔

''ملنے تو میں آپ سے آئی ہوں۔ آپ کے صاحب نے بھلا میری بات کہاں ماننی ہے''...... الماس نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تو ہے کہ صاحب صرف میری بات مانتے ہیں اور کسی کی بات تو سنتے ہی نہیں۔ تم مجھے بتاؤ تمہیں کیا کام ہے۔ میں تمہارا ہر کام چٹکیوں میں کر دوں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بھی سنا ہے کہ آپ کے صاحب آپ کی کوئی بات نہیں ٹالتے اس لئے تو میں آپ کے پاس آئی ہوں''۔ الماس

نے کہا تو سلیمان ایک مرتبہ پھر خوش ہو گیا۔

''ہاں۔ ہاں۔ بولو تمہیں کیا کام ہے''...... سلیمان نے الماس سے پوچھا۔

''سلیمان صاحب۔ میں بہت غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ ملازمت میری مجبوری ہے لیکن میرے پاس کوئی سفارش نہیں ہے۔ آپ اپنے صاحب سے کہہ کر مجھے کسی دفتر میں ملازمت دلوا دیں''...... الماس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''بس اتنا سا کام۔ یہ کام تو میں خود بھی کر سکتا ہوں۔ صاحب کی سفارش کی ضرورت نہیں ہے''...... سلیمان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے الماس نے اسے بہت ہی معمولی کام بتایا ہو۔

''سلیمان صاحب۔ میرے لئے تو یہ بہت بڑا کام ہے۔ میں تو کئی مہینوں سے کام کی تلاش میں ہوں لیکن مجھے ملازمت مل ہی نہیں رہی''...... الماس نے مایوس کن لہجے میں کہا۔

''بس سمجھو کہ تمہیں ملازمت مل گئی''...... سلیمان نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو سلیمان صاحب۔ میں نے بی اے کیا ہوا ہے۔ ٹائپنگ بھی جانتی ہوں۔ کمپیوٹر کورسز بھی کئے ہوئے ہیں''...... الماس نے اپنے کوائف بتاتے ہوئے کہا۔

''بس۔ بس۔ ٹھیک ہے۔ تم مجھے اپنا فون نمبر بتا دو میں کل ہی تمہیں تمہاری ملازمت کے بارے میں فون کر کے بتا دوں گا''۔

سلیمان نے کہا۔

''سلیمان صاحب۔ ہم اتنے غریب ہیں کہ ہمارے گھر میں فون ہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میں سیل فون بھی نہیں خرید سکتی جو کہ آج کل بہت ہی سستے اور عام ہو گئے ہیں''...... الماس نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''فون نہیں ہے تو کوئی بات نہیں۔ کل اسی وقت تم یہاں آ کر اپنا اپائمنٹ لیٹر لے جانا''...... سلیمان نے کہا۔

''او کے۔ یہ بہتر رہے گا''...... الماس نے کہا۔

''اچھا۔ تمہیں بھی میرا ایک کام کرنا ہو گا''...... سلیمان نے الماس سے کہا۔

''ج۔ جی۔ میں۔ میں بھلا آپ کا کیا کام کر سکتی ہوں''۔ الماس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں اچار گوشت تو پکانا آتا ہی ہو گا''...... سلیمان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ اچار گوشت تو میں بہت ہی لذیذ بنا لیتی ہوں''۔ الماس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بس آپ مجھے اچار گوشت پکانا سکھائیں گی''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اچار گوشت پکانا میں آپ کو سکھا دوں گی''۔ الماس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچن میں میرے ساتھ کام کرو گی تو بے تکلفی بڑھے گی۔ بے تکلفی بڑھے گی تو میری شادی کا بھی مسئلہ حل ہو جائے گا"۔ سلیمان نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جی۔ کیا کہا آپ نے"...... الماس کو سلیمان کی بڑبڑاہٹ کی سمجھ نہ آئی تو اس نے پوچھا۔

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ تمہارا پکا وعدہ ہے نا کہ تم مجھے اچار گوشت پکانا سکھاؤ گی"...... سلیمان نے کہا۔

"جی ہاں۔ پکا وعدہ ہے۔ ملائیں ہاتھ"...... الماس نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیمان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ نا چاہتے ہوئے بھی سلیمان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے ہاتھ میں پھولوں کی سی نرمی تھی۔ پھر اچانک ہی سلیمان نے محسوس کیا کہ وہ نرم ہاتھ سخت ہوتا جا رہا ہے۔ چند لمحوں بعد اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کا ہاتھ کسی شکنجے میں پھنس گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں حیرت اور خوف کی شدت سے پھٹنے لگیں۔

کچھ دیر پہلے اس کے سامنے دنیا کی ایک حسین ترین لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور اب اس کے سامنے ایک انتہائی ڈراؤنی شکل تھی۔ اس کا چہرہ سیاہ رات سے بھی زیادہ سیاہ تھا۔ آنکھیں مرغی کے انڈوں کی طرح موٹی اور سفید کان گدھے کے کانوں سے مشابہ تھے۔ ناک کی جگہ دو سیاہ لکیریں نظر آ رہی تھیں۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا جس سے اس کے دانت نظر آ رہے تھے جو کتے کے دانتوں جیسے

تھے۔ سلیمان زور لگا کر اپنا ہاتھ چھڑانا چاہتا تھا لیکن اس کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ اس بلا نے سلیمان کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور اسے قالین پر گرا لیا۔ اس کے بعد اس کے دانت سلیمان کی گردن کی طرف بڑھنے لگے۔ اس کی آنکھوں میں انتہائی خونی چمک پیدا ہو چکی تھی۔ سلیمان اس کے پنجے سے نکلنے کے لئے بہت زور لگا رہا تھا لیکن اس کا زور لگانا بیکار ہو رہا تھا۔

اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کئی من وزنی چیز کے نیچے آ گیا ہو۔ جیسے جیسے اس بلا کے خونی دانت سلیمان کی گردن کی طرف بڑھ رہے تھے ویسے ویسے اسے اپنی موت کا یقینی ہونا نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے بسی اور خوف بڑھتا جا رہا تھا۔ اس نے چیخنا چاہا لیکن اس کا گلا اس قدر خشک ہو گیا تھا کہ اس کے حلق سے آواز تک نہیں نکل رہی تھی اور پھر اس کی شہ رگ اور بلا کے خونی دانتوں کے درمیان فاصلہ کم سے کم تر ہوتا چلا گیا۔

رات نصف سے زیادہ بیت چکی تھی اور اندھیرے نے پوری کائنات کو اپنی سیاہ چادر میں لپیٹ لیا تھا۔ سناٹا اتنا گہرا تھا کہ لگتا تھا کائنات کی ہر شے ساکت ہو گئی ہے۔ مگھو مل کے سامنے چند فٹ کے فاصلے پر گھنا جنگل تھا۔ درختوں کی کثرت تھی لیکن لگتا تھا کہ پتوں نے بھی چپ سادھ لی ہے۔ مگھو مل کے ارد گرد گندگی کے کچھ ڈھیر لگے ہوئے تھے جن میں سے تیز بو ابھر رہی تھی لیکن وہ آنکھیں بند کئے اس طرح اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا جیسے پھولوں کی کیاریوں کے درمیان میں بیٹھا ہو۔

اس سے کچھ ہی فاصلے پر زمین پر چھ سات سال کا ایک بچہ بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ بچے کے قریب خون کی ایک بند بوتل پڑی ہوئی تھی اور مٹی کے دو پیالے بھی رکھے ہوئے تھے۔ کچھ فاصلے پر دو روشن چراغ بھی رکھے ہوئے تھے۔ ان چراغوں کی

روشنی حیرت انگیز طور پر صرف چند فٹ تک پھیل رہی تھی اور چند فٹ کے بعد گہری تاریکی تھی۔

مگھو مل کی آنکھیں تو بند تھیں لیکن اس کے ہونٹ مسلسل ہل رہے تھے۔ پھر یکا یک اس کے ہونٹوں کی تھرتھراہٹ ختم ہو گئی اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ آنکھیں کھول کر اس نے بچے کو دیکھا اور پھر اس کی طرف منہ کر کے پھونک ماری۔ بچے کے جسم میں یکا یک حرکت پیدا ہوئی اور چند لمحوں بعد وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ پھر جیسے ہی اس کی نظر مگھو مل پر پڑی خوف سے اس کی چیخ نکل گئی۔

مگھو مل کا حلیہ ہی ایسا تھا۔ اس کی رنگت کوّے جیسی کالی تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی اور سرخ۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ابھی ان آنکھوں سے خون بہنا شروع ہو جائے گا۔ اس کے ہونٹ موٹے موٹے اور انتہائی بھدے تھے۔ اس کے چہرے پر خباثت سی بکھری ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر تو بڑے انسانوں کے دل دہل جاتے تھے۔ بچے نے اس خوفناک ماحول میں اس کا خوفناک چہرہ دیکھا تھا تو اس کا چیخنا لازمی امر تھا۔ بچے کی چیخ سن کر مگھو مل کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔ اس کے دانت بھی انتہائی بدنما اور نوکیلے تھے۔ اسی مسکراہٹ کے دوران مگھو مل نے اپنی دھوتی کی سائیڈ سے ایک تیز دھار چھری نکالی اور بچے کو وحشی نظروں سے دیکھنے لگا۔

بچے کے جسم میں خوف کی وجہ سے کپکپی پیدا ہو چکی تھی۔ مگھومل اپنے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے اٹھا اور بچے کی طرف بڑھا اور بچہ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا۔ بچے کو بے ہوش ہوتے دیکھ کر بھی مگھومل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ شیطانی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بچے کے قریب پہنچ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک پیالہ اٹھا کر ہاتھ میں پکڑا اور پھر چھری بچے کی شہ رگ پر پھیر دی۔ بچے کا جسم تڑپنے لگا تو اس نے چھری نیچے رکھ کر بچے کے جسم کو قابو کر لیا اور پیالہ شہ رگ سے لگا دیا جہاں سے تازہ خون ابل رہا تھا۔ جلد ہی پیالہ خون سے بھر گیا۔

مگھومل نے بچے کے خون سے بھرا ہوا پیالہ دیکھ کر ایک طویل قہقہہ لگایا۔ اس کے شیطانی قہقہے کی گونج بہت دور تک گئی۔ اس نے بچے کا جسم چھوڑ دیا جو اب ساکت ہو چکا تھا۔ مگھومل نے بچے کی قمیض چاک کی اور چھری سے اس کا سینہ چاک کرنے لگا اور پھر اس نے بچے کا دل نکال لیا۔ وہ چند لمحوں تک بچے کے دل کو دیکھتا رہا پھر اس نے وہ دل خون کے پیالے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے دوسرا پیالہ اٹھایا اور بوتل میں بند خون اس پیالے میں ڈال دیا اور پھر اس نے ایک پیالہ ایک ہاتھ میں اور دوسرا پیالہ دوسرے ہاتھ میں اٹھا لیا۔ جیسے ہی وہ دونوں پیالے اٹھا کر سیدھا ہوا اس نے اپنے سامنے ایک عورت کو کھڑے پایا۔ حلیئے میں وہ عورت اس سے کم نہیں تھی۔ بھیانک شکل کے ساتھ ساتھ اس کے بال بھی

کانٹے دار جھاڑیوں جیسے تھے۔

"کیا ہے۔ کون ہے تو"...... مگھومل نے اسے دیکھا تو جھڑکتے ہوئے کہا۔

"ہی۔ ہی۔ ہی۔ میرا نام نلتری ہے"...... اس عورت نے بھیانک ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"یہاں کیا کرنے آئی ہے تو"...... مگھومل نے سخت لہجے میں اس سے پوچھا۔

"مجھے چمگادڑوں کے خون کی خوشبو یہاں کھینچ لائی ہے اور پھر بچے کا دل اور خون بھی تو میری پسندیدہ خوراک ہے"...... نلتری نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ کیا تو مجھے نہیں جانتی۔ میں تیرے گلے پر ہی چھری پھیر کر پیالہ خون کا بھر لوں گا"...... مگھومل نے اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"ہی۔ ہی۔ ہی۔ مجھ میں خون ہو گا تو تو نکالے گا نا"۔ نلتری نے ہنستے ہوئے کہا۔ مگھومل نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی اور اس کے بعد اس نے ہوا میں پھونک ماری تو اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل کر ہوا میں غائب ہو گیا۔

"یہ شعلہ اگر میں تجھ پر پھینک دیتا تو تو جل کر راکھ ہو جاتی"۔ مگھومل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں جانتی ہوں لیکن میں تجھ سے التجاء کرتی ہوں کہ یہ دونوں پیالے مجھے دے دے"...... نلتری نے اس مرتبہ منت بھرے لہجے میں کہا تو مگھومل ابلیسی ہنسی ہنسنے لگا۔

"نہیں۔ میں یہ پیالے تجھے نہیں دوں گا۔ یہ تو میں خود پیئوں گا"...... مگھومل نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اگر تو مجھے یہ دونوں پیالے دے دے تو میں تیری غلامی میں آ جاؤں گی"...... نلتری نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب تک تجھے تیرا آقا میری غلامی میں نہ دے تو اس وقت تک کیسے میری غلام بن سکتی ہے"...... مگھومل نے کہا۔

"میرا آقا کچھ دیر پہلے مر گیا ہے۔ اب میں بڑے شیطان کے دربار میں جا رہی تھی کہ مجھے چمگادڑوں کے خون کی بو محسوس ہوئی اور میں یہاں آ گئی۔ چونکہ میرا آقا مر چکا ہے اس لئے میں تیری غلامی میں آ سکتی ہوں"...... نلتری نے کہا۔

"اگر تیرا آقا مر گیا ہے تو پھر تو واقعی میری غلامی میں آ سکتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں تجھے یہ دونوں پیالے دے رہا ہوں۔ ان پیالوں کے بدلے میں تو میری غلامی میں آ جائے گی"...... مگھومل نے کہا۔

"ہاں۔ میں خون کے یہ دونوں پیالے پی کر تیری غلامی میں آ جاؤں گی"...... نلتری نے کہا تو اس کی بات سن کر مگھومل نے

دونوں پیالے نلتری کو دے دیئے۔ نلتری نے خوشی خوشی وہ دونوں پیالے لئے اور پھر اس نے وہ پیالے زمین پر رکھ دیئے اور پھر وہ یکدم ہی کتیا میں تبدیل ہو گئی۔ کتیا بنتے ہی اس نے پہلے چمگادڑوں کا خون پیا اور پھر بچے کے خون والے پیالے میں منہ ڈال کر بچے کا خون پینے کے ساتھ ساتھ وہ بچے کا دل بھی کھا گئی اور پھر جیسے کتیا بنی تھی اسی طرح اچانک وہ اپنی اصل شکل میں آ گئی۔

"شکریہ آقا۔ تم نے میرا دل خوش کر دیا"...... اس مرتبہ نلتری نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اب تم میری غلام ہو۔ اب تم میرا ہر کام کرو گی"...... مگھومل نے نلتری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا۔ تم میرے آقا ہو اور میں تمہاری غلام اور اب میں تمہارا ہر کام کرنے کی پابند ہوں۔ جو میرے بس میں ہو"...... نلتری نے مگھومل کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"میرے سینے میں انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے نلتری اور میں یہ آگ بجھانا چاہتا ہوں"...... مگھومل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز کسی بھیڑیئے کی مانند ہو گئی تھی۔

"آقا۔ مجھے بتاؤ۔ تم کس سے انتقام لینا چاہتے ہو"...... نلتری نے کہا۔

"پاکیشیا کا ایک شخص ہے علی عمران جو وہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اس نے میرے بھائی کو کافرستانی ایجنٹ

ہونے کے جرم میں مار ڈالا تھا۔ میں اس علی عمران سے بدلہ لینا چاہتا ہوں''...... مگھومل نے نلتری سے کہا۔

''ٹھیک ہے آقا۔ میں ابھی جاتی ہوں اور اس کا خون پی کر واپس آ جاتی ہوں''...... نلتری نے کہا۔

نہیں۔ تو نے اس کا خون نہیں پینا۔ اس کا خون میں خود پیئوں گا تو میرے اندر جلتی ہوئی آگ سرد ہو گی''...... مگھومل نے کہا۔ اس کے لہجے میں انتقام کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔

''آقا۔ مجھے بتاؤ کہ اب مجھے کیا کرنا ہے''...... نلتری نے ایک بار پھر سر جھکاتے ہوئے پوچھا۔

''تو یہ بوتل لے جا اور اس عمران کو قتل کر کے اس کا خون اس بوتل میں لے آ''...... مگھومل نے چمگادڑوں کے خون سے خالی ہونے والی بوتل نلتری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے آقا۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... نلتری نے کہا اور بوتل لے کر وہ غائب ہو گئی۔ اس کے جاتے ہی مگھومل کے چہرے پر اطمینان کے اثرات پھیل گئے۔ نلتری شیطانی طاقت تھی۔ مگھومل نے شیطانی عمل کیا ہی اس لئے تھا کہ کوئی شیطانی طاقت اس کے ہاتھ میں آ جائے۔ اس نے تین دن کا عمل کیا تھا اور اس عمل کے نتیجے میں کسی نہ کسی شیطانی طاقت کا اس کے قبضے میں آ جانا یقینی امر تھا۔

مگھومل کا بھائی کافرستان سیکرٹ سروس میں ایجنٹ تھا۔ وہ ایک

مشن پر پاکیشیا گیا تو وہاں وہ علی عمران کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ تب سے مگھومل نے عہد کیا کہ وہ علی عمران سے اپنے بھائی کی موت کا انتقام لے گا۔ مگھومل کو کالے علم سے بہت دلچسپی تھی۔ اس نے کئی چلے کاٹے ہوئے تھے اور وہ بہت سے جنتر منتر جانتا تھا۔ اس نے اپنے اس کالے علم کی مدد سے ہی عمران سے انتقام لینے کا سوچا تھا۔

مگھومل کو تین دن کا یہ شیطانی عمل ایک یوگی نے بتایا تھا کہ اس عمل کے بعد وہ شیطان کے خاص بندوں میں شامل ہو جائے گا اور شیطان اس پر بہت سی نوازشات کرے گا۔ شیطان کو خوش کرنے کے لئے اس نے سات آٹھ سال کے بچے کو قربان کیا تھا اور اس کا دل نکال کر نلتری کو کھلایا تھا۔ اب وہ نلتری کا انتظار کر رہا تھا۔

اسے یقین تھا کہ شیطانی طاقت ابھی اس کے بھائی کے قاتل علی عمران کا خون لے کر آ جائے گی اور وہ یہ خون پی کر شیطان کو اور زیادہ خوش کرنا چاہتا تھا۔ وہ منتظر نگاہوں سے نلتری کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد نلتری واپس آ گئی لیکن اسے دیکھ کر وہ چونک پڑا کیونکہ نلتری کے ہاتھ میں موجود بوتل خالی تھی اور نلتری کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات تھے۔

''کیا مطلب۔ کیا تو عمران کا خون نہیں لائی۔ کیا سارا خون تو نے خود پی لیا ہے''...... مگھومل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ میں تو آپ کے اس دشمن کے قریب بھی نہیں جا سکتی"۔ نلتری نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیا خاص بات ہے اس میں"...... مگھومل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آقا۔ اس کے گرد روشنی کا حصار ہے۔ اگر میں اس کے قریب گئی تو جل جاؤں گی"...... نلتری نے کہا۔

"میرے علم کے مطابق وہ روشنی کی طاقتوں کا نمائندہ تو نہیں ہے۔ وہ تو عام انسان ہے۔ دنیا دار، سیکرٹ ایجنٹ پھر اس کے گرد روشنی کا حصار کیوں ہے"...... مگھومل نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"آقا۔ میں اس کے قریب تو نہیں جا سکتی البتہ اس کے ساتھ رہنے والے باورچی کے قریب گئی ہوں۔ میں نے اس کا ذہن پڑھا ہے جس سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ عمران اپنی ماں کی دعاؤں کے حصار میں رہتا ہے۔ شاید اسی لئے اس کے گرد روشنی کا حصار ہے"...... نلتری نے کہا۔

"ہونہہ"...... مگھومل نے کہا اور پھر وہ گہری سوچوں میں ڈوب گیا اور کافی دیر تک سوچتا رہا۔

"اس باورچی کے ذہن سے اور کیا معلوم ہوا ہے"...... مگھومل نے نلتری سے پوچھا۔

"آپ کے دشمن کا یہ باورچی اپنے مالک کا وفادار ہے اور وہ

اپنے مالک سے بہت محبت کرتا ہے اور آپ کا دشمن عمران بھی اپنے اس باورچی کو دل و جان سے چاہتا ہے"...... نلتری نے کہا۔

"میں اس عمران کے بارے میں کچھ اور سوچتا ہوں۔ تو جا اور اس باورچی کا خون پی آ"...... مگھومل نے کہا تو نلتری کے چہرے پر خوشی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"شکریہ آقا۔ لیکن اس سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا"...... نلتری نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"تو نے خود ہی تو بتایا ہے کہ عمران کو اپنے اس ملازم سے بہت محبت ہے اور انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کی موت سے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ غم سے نڈھال ہو جاتا ہے"...... مگھومل نے نلتری کو سمجھاتے ہوئے کہا تو اس نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"ہاں آقا۔ اگر عمران کے اس ملازم کی موت ہو گئی تو وہ غم سے بے حال ہو جائے گا"...... نلتری نے کہا۔

"ہاں۔ اب تو جا اور عمران کے اس ملازم کے خون کا آخری قطرہ بھی چوس کر میرے پاس آ۔ میں اتنی دیر میں اس عمران کا کوئی اور بندوبست کرتا ہوں"...... مگھومل نے کہا تو نلتری یکدم غائب ہو گئی جبکہ مگھومل کے چہرے پر سوچ کی لکیریں سی نمودار ہو گئیں۔

مکروہ شکل عورت کے دانت سلیمان کی شہ رگ تک پہنچ چکے تھے۔ اسے اپنی گردن پر دانتوں کی چبھن سی محسوس ہو رہی تھی۔ سلیمان نے اپنے دونوں ہاتھ اس بلا کی ٹھوڑی پر رکھے اور اس کا منہ پیچھے ہٹانے کی کوشش کرنے لگا۔

"یہ شیطانی مخلوق ہے اور شیطانی مخلوق سے محفوظ رہنے کا ذریعہ کلام الٰہی ہے"...... اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال ابھرا۔ اس خیال کے آتے ہی سلیمان نے بلند آواز سے آیت الکرسی کا ورد شروع کر دیا۔ جیسے ہی اس نے آیت الکرسی پڑھنا شروع کی اس بلا نے ایک چیخ ماری اور اگلے ہی لمحے وہ یکدم غائب ہوگئی۔

وہ تو غائب ہوگئی لیکن سلیمان نے آیت الکرسی مکمل کی اور اپنے آپ پر پھونک ماری۔ اس کے بعد وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔ کال بیل بجانے کا انداز

عمران کا تھا اس لئے سلیمان گہرے گہرے سانس لیتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر واقعی عمران تھا۔ عمران کی نظر سلیمان پر پڑی تو وہ حیران رہ گیا۔

"کیا ہوا سلیمان۔ خیریت تو ہے نا"...... عمران نے اس کی خراب حالت دیکھ کر پوچھا۔ ساتھ ہی وہ دونوں ڈرائنگ روم میں آگئے۔ عمران کے سوال کا سلیمان نے فوری طور پر کوئی جواب نہ دیا بلکہ وہ اپنے سانس درست کرنے لگا۔

"سلیمان۔ میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں"...... جب سلیمان کچھ نہ بولا تو عمران نے ایک بار پھر اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"صاحب۔ زندگی تھی جو آج بچ گیا"...... سلیمان نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہی تو میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ کا خون پینے کے لئے جب کسی درندے کے دانت آپ کی شہ رگ تک پہنچ جائیں گے تو اس وقت میں بھی پوچھوں گا کہ کیا ہوا ہے اور آپ اتنے گھبرا کیوں رہے ہیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا فلیٹ میں کوئی درندہ گھس آیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"شیطانی مخلوق تو درندوں سے بھی بڑھ کر خون کی پیاسی ہوتی

ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''تم پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہو۔ صاف صاف کیوں نہیں بتاتے کیا ہوا ہے''...... عمران نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا تو سلیمان نے الماس کی آمد سے لے کر آیت الکرسی پڑھنے تک تمام باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

''یہ تو واقعی شیطانی مخلوق تھی۔ شکر ہے کہ تمہاری جان بچ گئی۔ اس خوشی میں اب چائے بنا کر لاؤ''...... عمران نے تفصیل سننے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ شاید میری بات کو مذاق سمجھ رہے ہیں۔ یقین جانیئے یہ مذاق نہیں بلکہ حقیقت ہے''...... عمران کو مسکراتے دیکھ کر سلیمان نے ناراض لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ یہ حقیقت ہے۔ شیطانی مخلوق ہمارے ارد گرد رہتی ہے اور ہمیں نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی''...... عمران نے سلیمان کو ناراض ہوتے دیکھ کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پھر اب ان سے بچاؤ کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے''۔ سلیمان نے پوچھا۔

''جس طریقے سے تم نے اب اس شیطانی مخلوق کو بھگایا ہے۔ بس یہی طریقہ اپنایا جائے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ بلا پھر بھی آ سکتی ہے۔ اُف توبہ۔ وہ لمحات بہت ہی

خوفناک تھے''...... سلیمان نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''الماس اگر دوبارہ آجائے تو اسے بچ کر واپس نہیں جانا چاہئے''...... عمران نے غور سے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیسے۔ میں بھلا اسے کیسے روک سکتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''اگر تم آیت الکرسی دل ہی دل میں مکمل پڑھ کر اس پر پھونک مار دیتے تو اس نے جل کر راکھ ہو جانا تھا''...... عمران نے کہا۔

''آئندہ اگر کوئی شیطانی مخلوق میرے سامنے آ گئی تو میں ایسا ہی کروں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''شیطانی طاقت بظاہر بہت ہی زیادہ طاقتور لگتی ہے لیکن درحقیقت یہ بہت ہی کمزور ہوتی ہے۔ اس کی مثال میں تمہیں یوں دوں کہ اندھیرا اکثر خوفناک اور گہرا دکھائی دیتا ہے لیکن روشنی کی ایک ہلکی سی کرن اندھیرے کا وجود مٹا دیتی ہے۔ شیطان اور اس کی طاقتیں اندھیرا ہی ہیں اور یہ ہلکی سی روشنی سے ہی فنا ہو جاتی ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں صاحب۔ شیطان مردود تو صرف لاحول ولا قوۃ پڑھنے سے ہی دور بھاگ جاتا ہے''...... سلیمان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سلیمان کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے سائنس میگزین اٹھایا اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

آج کل چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہیں تھا اس لئے عمران کا زیادہ وقت مطالعہ میں گزرتا تھا اور کچھ وقت وہ گھومنے پھرنے میں بھی گزار دیتا تھا اور اس گھومنے پھرنے کو وہ مطالعہ کے ساتھ مشاہدہ کہتا تھا۔اس کے برعکس سیکرٹ سروس کے ممبران اپنا فارغ وقت ایک دوسرے کی دعوتیں کرنے میں صرف کر دیتے تھے۔

جلد ہی سلیمان نے عمران کو چائے کا کپ لا کر دے دیا۔ چائے پینے کے ساتھ ساتھ وہ میگزین بھی پڑھ رہا تھا۔ سائنس میگزین ایک انٹرنیشنل رسالہ تھا جو ایکریمیا سے شائع ہوتا تھا اور اس میں ہر ماہ سائنسی مضامین شامل ہوتے تھے۔ اس کو چھاپنے والوں کا دعویٰ تھا کہ اس کی پانچ کروڑ کاپیاں شائع ہوتی ہیں۔عمران اس کے سالانہ خریداروں میں سے تھا۔عمران ہر ماہ اس سائنسی میگزین کا باریک بینی سے مطالعہ کرتا تھا۔

''صاحب۔ یہ شیطانی طاقت کہیں آپ کے پیچھے تو نہیں آئی تھی۔ فلیٹ میں آ کر اس نے سوچا ہو گا کہ صاحب نہ سہی اس کا ملازم ہی سہی''...... سلیمان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''شیطانی طاقتیں تو اپنے ٹارگٹ پر جاتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ شیطانی طاقتیں مجھے کیوں ٹارگٹ بنائیں گی۔ دشمن نمبر ون تو آپ ہیں شیطان کے۔ مجھ جیسے تو لاکھوں کروڑوں لوگ

ہوں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''اگر انہوں نے مجھ پر حملہ کرنا ہوتا تو براہ راست مجھ پر حملہ کرتیں اور تمہیں کچھ نہ کہتیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ اب ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتے ہیں آیات کریمہ کا ورد بھی کرتے رہتے ہیں اور اماں بی بھی ہر وقت آپ کے لئے دعائیں کرتی رہتی ہیں۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے شیطانی طاقتیں آپ پر کوئی وار نہیں کر سکتیں اس لئے انہوں نے سوچا ہو گا کہ آپ کے قریبی لوگوں کو نقصان پہنچایا جائے اور آپ کو کمزور کیا جائے اور اگر آپ کسی وقت کمزور پڑ سکتے ہیں تو ممکن ہے کہ وہ اس وقت آپ پر وار کر دیں''...... سلیمان نے کہا۔

''وری گڈ ۔تم نے بالکل درست تجزیہ کیا ہے''...... عمران نے سلیمان کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''پھر تو آپ مجھے کسی ٹی وی چینل پر بھرتی کروا دیں آج کل تو ہر ٹی وی چینل پر ہر وقت تجزیہ نگار ہی نظر آتے ہیں''...... سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ٹی وی پر آنے والے تجزیہ نگار حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔میری بھی حالات حاضرہ پر گہری نظر ہے۔ میں بتا سکتا ہوں کہ آج مونگ کی دال کا کیا بھاؤ ہے۔ چائے کے پیکٹ کا کیا ریٹ ہے اور چینی کا ریٹ کیا ہے۔ آپ کو یقین نہ آئے تو مجھ

سے پوچھ لیں اور بازار جا کر اس کی تصدیق کر لیں''...... سلیمان نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔

''میں نے مان لیا کہ حالات حاضرہ پر تمہاری گہری نظر ہے لیکن اس کے باوجود تم ٹی وی پر نہیں آسکتے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیسے صاحب''...... سلیمان نے کہا۔

''اس لئے کہ ٹی وی چینل سے شیطانی طاقتیں تمہیں باآسانی شکار کر لیں گی''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ وہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ کیسے''...... سلیمان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹی وی چینل کی میزبان خواتین اتنی حسین ہوتی ہیں کہ تم جب ان کے قریب بیٹھو گے تو اپنی سدھ بدھ کھو دو گے۔ تمہیں کچھ پڑھنا یاد ہی نہیں رہے گا اور جب تم کچھ پڑھ نہیں پاؤ گے تو آسانی سے شیطانی طاقتوں کا شکار ہو جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر سلیمان نے کوئی جواب نہ دیا البتہ ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور چائے کے خالی برتن اٹھا کر کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور اس نے دوبارہ میگزین پر نظریں جما دیں۔

کمرے میں عجیب سا تعفن پھیلا ہوا تھا لیکن مگھومل فرش پر آلتی پالتی مارے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ اس کا مخصوص کمرہ تھا جہاں بیٹھ کر وہ شیطانی عمل کرتا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بہت بڑا بت رکھا ہوا تھا اور دیواروں پر عجیب وغریب تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ کمرے کا ماحول بہت ہی خوفناک تھا۔ مگھومل کو نلتری کا انتظار تھا۔ اس کا یہ انتظار زیادہ طویل ثابت نہ ہوا اور اسے اپنے کمرے میں بیٹھے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ نلتری اس کے سامنے آ گئی۔

''کیا پی آئی ہو عمران کے باورچی کا خون۔ کیا عمران غم کے مارے پاگل ہو گیا ہے''...... مگھومل نے پوچھا۔

''آقا۔ میں نے اسے قابو کر لیا تھا اور میرے دانت اس کی شہ رگ کے قریب پہنچ چکے تھے لیکن اس نے روشن کلام پڑھنا شروع

کردیا جس کی وجہ سے مجھے وہاں سے بھاگنا پڑا''...... نلتری نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم پھر ناکام ہوگئی ہو''...... مگھومل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم روشن کلام کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں''...... نلتری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یعنی تم میرے لئے بیکار چیز ہو اور میں بیکار چیزوں کو جلا دیا کرتا ہوں''...... مگھومل نے سانپ کی مانند پھنکارتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ آپ غصے نہ ہوں میں شالتری کو بلا کر لاتی ہوں''۔ نلتری نے کہا۔

''کون ہے شالتری اور یہ میرے کس کام آئے گی''...... مگھومل نے کہا۔

''آقا۔ یہ بڑے آقا کے دربار کی عیار ترین اور ذہین ترین طاقت ہے۔ یہ آپ کو مشورے دے گی۔ اس کے مشوروں پر عمل کر کے آپ اپنے دشمن سے انتقام لے سکیں گے''...... نلتری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جلدی سے اسے بلاؤ''...... مگھومل نے کہا۔

''آقا۔ سب سے پہلے تو آپ کو اس کمرے میں بڑے آقا کا بت رکھنا ہو گا اور بڑے آقا کے بت کے سامنے جھکنا ہو گا''۔ نلتری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ کام ابھی ہو جائے گا۔ شیطان آقا کا بت دوسرے کمرے میں موجود ہے''...... مگھومل نے کہا۔

''شالتری کے آنے پر آپ کو چمگادڑوں اور الوؤں کے خون سے اس کی تواضع بھی کرنی ہو گی''...... نلتری نے کہا۔

''اس کا انتظام بھی ہو جائے گا''...... مگھومل نے کہا۔

''میں شالتری کو بلانے جاتی ہوں آقا۔ آپ یہ دونوں کام کر لیں''...... نلتری نے کہا۔

''ہاں۔ تم جاؤ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ اگر تمہارے ذریعے میرے انتقام کی آگ، نہ بجھی تو میں تمہیں جلا کر راکھ کر دوں گا''...... مگھومل نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں آقا۔ شالتری کے پاس ہر مسئلے کا حل ہے''...... نلتری نے کہا اور پھر وہ غائب ہوگئی۔ اس کے غائب ہونے کے بعد مگھومل دوسرے کمرے میں آیا جہاں شیطان کا بڑا سا بت رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ بت اٹھا کر اپنے عملیات والے کمرے میں چھوٹے بت کے پاس رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ چمگادڑوں اور الوؤں کا خون لینے چلا گیا۔ اس کے گھر کے قریب ہی ایک دکان تھی جس پر سفلی عمل کرنے والے کی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔

کافرستان کے کونے کونے سے سفلی عمل کرنے والے اس دکان سے آ کر اپنی ضرورت کی چیز خریدتے تھے۔ چمگادڑوں اور الوؤں کا

خون سفلی عمل کرنے والوں کی ضرورت تھا اس لئے اس دکان پر چمگادڑیں اور الو بھی موجود تھے۔ مگھو مل نے دکاندار کو چمگادڑوں اور الوؤں کے خون کا آرڈر دیا تو اس نے تھوڑی ہی دیر میں دو بوتلوں میں الگ الگ خون لا کر اسے دے دیا۔ مگھو مل نے قیمت ادا کی اور دکاندار کا شکریہ ادا کرتا ہوا واپس اپنے گھر آ گیا۔ اس نے خون کی بوتلیں شیطان کے بت کے قریب رکھ دیں اور پھر شیطان کے بت کے سامنے جھکتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا تو نلتری کو ایک اور بھیانک شکل کی عورت کے ساتھ کمرے میں موجود پایا۔

"آقا۔ یہ شالتری ہے"...... نلتری نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"بڑے آقا کی جے ہو"...... شالتری نے بھی سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"بڑے آقا کی جے ہو"...... جواب میں مگھو مل نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ شالتری آپ کی مہمان ہے اس کی تواضع کریں"۔ نلتری نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں"...... مگھو مل نے کہا اور پھر اس نے خون کو دونوں بوتلیں اٹھائیں اور شالتری کی طرف بڑھا دیں۔ شالتری نے فوراً ہی دونوں بوتلیں لے لیں۔ اس کے چہرے سے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے اسے بہت بڑی دولت مل گئی ہو۔

"شکریہ۔ شکریہ آقا"...... شالتری نے کہا۔ اس کے بعد اس نے دونوں بوتلوں کو سونگھا اور سونگھنے کے بعد اس نے اطمینان بھرا سانس لیا اور پھر غٹاغٹ خون پینے لگی۔ ایک بوتل ختم کرنے کے بعد اس نے دوسری بوتل کھولی اور اسے بھی غٹاغٹ پی گئی۔ نلتری اس دوران اسے دیکھتی رہی اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتی رہی۔ چونکہ وہ اب مگھو مل کی غلام تھی اس لئے وہ کوئی فرمائش نہیں کر سکتی تھی جبکہ خون پینے کے دوران شالتری نے اس سے پوچھنے کی زحمت تک گوارہ نہیں کی۔

"ہاں مگھو مل۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تمہیں مجھ سے کیا کام ہے"...... شالتری نے مگھو مل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پاکیشیا میں ایک شخص علی عمران میرا دشمن ہے۔ میں اسے ہلاک کرنا چاہتا ہوں اور بس"...... مگھو مل نے کہا۔

"تمہارا یہ دشمن بڑے آقا کا بھی نمبر ون دشمن ہے"...... شالتری نے کہا۔

"بڑے آقا کا دشمن ہے تو پھر بڑے آقا اسے ختم کیوں نہیں کر دیتے"...... مگھو مل نے کہا۔

"ایک تو اس شخص کو ختم کرنا کوئی آسان کام نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ بڑے آقا فی الحال دوسرے بڑے بڑے کاموں میں مصروف ہیں۔ وہ جیسے ہی فارغ ہوں گے پھر اس شخص کی طرف توجہ دیں گے"...... شالتری نے کہا تو مگھو مل سوچ میں پڑ گیا۔

''میں تمہیں خوشخبری سنا سکتی ہوں''...... شالتری نے مگھومل کو سوچ میں گم دیکھ کر کہا۔

''کیسی خوشخبری''...... مگھومل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''اگر تم اپنے اس دشمن کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے تو بڑے آقا تمہیں اپنا بڑا نائب بنا لیں گے اور بڑا نائب بنتے ہی تمہیں ان کے تمام اختیارات حاصل ہو جائیں گے اور جب تک وہ زندہ رہیں گے تم بھی ان کے ساتھ زندہ رہو گے''...... شالتری نے کہا تو اس کی بات سن کر مگھومل خوش ہو گیا اور اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔

''کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ کیا میں عمران کو مار کر بڑا نائب بن سکتا ہوں''...... مگھومل نے بے یقینی سے کہا تو شالتری کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

''ہم سے سچ کی توقع رکھنا تو حماقت ہے کیونکہ ہم تو مکر و فریب کے دلدادہ ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ بڑے آقا کا یہ بڑا دشمن جس کے ہاتھوں مارا جائے گا وہ بڑے آقا کا نائب اعظم بنے گا۔ بڑے آقا اس سے خوش ہوں گے اور وہ بڑے آقا جتنی ہی عمر پائے گا''...... شالتری نے کہا۔

''اچھا۔ ایک بات میں نے محسوس کی ہے۔ نلتری اور تم اس عمران کا پورا نام نہیں لے رہیں جبکہ اس کا پورا نام علی عمران ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے''...... مگھومل نے پوچھا۔

''اس کے نام کا پہلا حصہ ان ناموں میں سے ایک ہے جسے ہم جیسی طاقتوں کو اپنی زبان پر لانے کی اجازت نہیں ہے اگر ہم اپنی زبان پر یہ نام لائیں تو ہم جل کر راکھ ہو جائیں گی''...... شالتری نے کہا۔

''اچھا۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا میں اپنے اس دشمن کا خاتمہ کر سکتا ہوں''...... مگھومل نے پوچھا۔

''ہاں۔ تمہارا یہ دشمن ایک عام انسان ہے۔ اسے زخم آتے ہیں، اسے بھوک لگتی ہے، چھری، گولی، زہر یا حادثہ اس کی موت کا سبب بن سکتے ہیں۔ اسے مارنا کوئی مشکل کام نہیں ہے''۔ شالتری نے کہا۔

''تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ اسے مارنا کوئی آسان کام نہیں ہے''...... مگھومل نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارے لئے تھوڑا مشکل ہے کیونکہ روشنی کی کچھ طاقتیں اس کی حفاظت کر رہی ہیں لیکن تم انسانوں کے لئے اسے ختم کرنا مشکل نہیں ہے''...... شالتری نے کہا تو مگھومل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب تم اسے ہلاک کرنے کا کوئی طریقہ بھی بتاؤ''...... مگھومل نے اس سے پوچھا۔

''تم سات مسلمان کنواری لڑکیوں کے خون سے بڑے آقا کے بت کو غسل دو پھر الو اور چمگادڑ کا خون پی کر کالے علم کا عمل خبیثہ

مکمل کرو۔ یہ عمل مکمل ہوتے ہی آقا تم سے خوش ہو جائے گا اور تمہیں اپنا خاص منتر عطا کر دے گا۔ تم جب اس خاص منتر کو پڑھو گے تو پندرہ منٹ کے لئے تمہارا چہرہ بڑے آقا کے چہرے کے مشابہ ہو جائے گا اور اس چہرے کو جو بھی دیکھے گا شیطان بن جائے گا۔ اگر وہ شیطان نہ بنا تو پھر وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ آقا تمہیں اپنی خاص طاقت خباثی اور مجھے بھی تمہاری غلامی میں دے دیں گے''...... شالتری نے کہا تو مگھومل کا انگ انگ خوشی سے پھڑکنے لگا۔ یہ شیطان کی طرف سے اس کے لئے اتنا بڑا انعام تھا جس کے بارے میں اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ شیطانی چہرہ مل جانے کا مطلب یہ تھا کہ اسے پوری شیطانی دنیا پر برتری حاصل ہو جاتی تھی اور عام شیطانی مخلوق اس کے تابع ہو جاتی تھی۔

''ٹھیک ہے۔ میں آج ہی سات کنواری مسلمان لڑکیوں کے خون سے آقا کے بت کو غسل دوں گا۔ یہ میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے''...... مگھومل نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کے چہرے پر ایک مرتبہ پھر مکروہ ہنسی ابھر آئی۔

''تم یہ عمل کرو۔ اگر تم نے یہ عمل مکمل کر لیا تو پھر میں اور خباثی تمہاری خدمت میں حاضر ہو جائیں گی''...... شالتری نے مگھومل سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہو گئی۔

''اب تم نے میرا ایک کام کرنا ہے''...... شالتری کے چلے جانے کے بعد مگھومل نے نلتری سے کہا۔

''حکم کریں آقا''...... نلتری نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''تم نے کافرستان کے مختلف حصوں سے سات کنواری مسلمان لڑکیاں اٹھا کر لانی ہیں تاکہ میں ان کے خون سے بڑے آقا کے بت کو غسل دے سکوں''...... مگھومل نے شیطان کے بت پر بڑے پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''بہت بہتر آقا۔ سات مسلمان کنواری لڑکیاں میں لے آؤں گی''...... نلتری نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''بس اب تم جاؤ اور رات شروع ہوتے ہی تم نے یہ کام شروع کر دینا ہے''...... مگھومل نے کہا۔

''بہتر آقا۔ شام شروع ہوتے ہی میں اپنے کام پر نکل جاؤں گی''...... نلتری نے کہا اور پھر وہ غائب ہو گئی۔

''آنے والا وقت میرا ہے اور میں پوری شیطانی دنیا پر حکومت کروں گا''...... مگھومل نے خوشی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے اس وقت جتنی خوشی محسوس ہو رہی تھی زندگی میں کبھی اسے اتنی خوشی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ شیطان کا نائب اعظم بننا اور شیطانی چہرہ پا لینا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ چمگادڑ اور الو کا خون لینے کے لئے وہ ایک بار پھر اسی دکاندار کے پاس آ گیا۔ دکاندار نے چمگادڑ اور الو کاٹ کر ان کا تازہ خون دو بوتلوں میں بھرا اور پھر بوتلیں اس کے حوالے کر دیں۔ مگھومل دونوں بوتلیں لے کر واپس آ گیا۔

رات ابھی نصف بھی نہیں گزری تھی کہ نلتری نے اس کے

دوسرے کمرے میں سات لڑکیاں پہنچا دیں۔ ان کی عمریں سولہ اور سترہ سال کے درمیان تھیں۔ وہ سب لڑکیاں بے ہوشی کی حالت میں تھیں۔ مگھو مل کچھ دیر تک انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ وہ سب ہی انتہائی خوبصورت تھیں۔

''انہیں میرے عمل والے کمرے میں پہنچا دو''...... مگھو مل نے کہا تو نلتری نے ان لڑکیوں کو دوسرے کمرے میں پہنچا دیا۔

''انہیں بے ہوشی کی حالت میں ذبح کرنا ہے یا ہوش میں لا کر''...... مگھو مل نے نلتری سے پوچھا۔

''آقا۔ ان سب کو پہلے رسی سے باندھو اور پھر انہیں ہوش میں لا کر قتل کر دو۔ جب ایک لڑکی قتل ہو گی تو باقی لڑکیاں اسے دیکھ کر چیخیں گی اور چلائیں گی۔ یہ جتنی زیادہ چیخیں گی بڑے آقا اتنے زیادہ خوش ہوں گے''...... نلتری نے کہا۔

''تم ٹھیک کہتی ہو''...... مگھو مل نے کہا اور پھر وہ ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری میں سے اس نے رسی کا گچھا اٹھایا اور ایک تیز دھار چھری بھی اٹھا لی اور پھر واپس آ کر اس نے الگ الگ ان سات لڑکیوں کو باندھ دیا اور پھر وہ پانی سے بھرا ہوا جگ اٹھا لایا۔

''آقا۔ تم انہیں ہوش میں لا رہے ہو اس لئے میں کمرے سے باہر جاتی ہوں''...... نلتری نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تم ان سے ڈر رہی ہو''...... مگھو مل نے پوچھا۔

''آقا۔ ان ساتوں میں سے کسی نے بھی روشن کلام پڑھ لیا تو تمہیں تو کچھ نہیں ہو گا لیکن میں جل کر راکھ ہو جاؤں گی''۔ نلتری نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم کمرے سے باہر چلی جاؤ''...... مگھو مل نے کہا اور پھر جب نلتری کمرے سے باہر چلی گئی تو مگھو مل ان لڑکیوں پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا۔ ایک ایک کر کے ساتوں لڑکیاں ہوش میں آ گئیں۔ وہ مگھو مل کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی تھیں اور خوف کی وجہ سے ان کی چیخیں بھی بلند ہونے لگیں۔

''خوب چیخو۔ سندر ناریو۔ خوب چیخو۔ تم جتنا چیخو گی میرا آقا اتنا ہی زیادہ خوش ہو گا''...... مگھو مل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ ایک تو کمرہ تعفن زدہ تھا دوسرا کمرے میں تصویریں بھی خوفناک لگی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ کمرے میں ہیبت ناک بت رکھے ہوئے تھے اور کمرے میں روشنی بھی بہت کم تھی۔ اس ماحول کی وجہ سے کمرہ انتہائی خوفناک نظر آ رہا تھا جس کی وجہ سے لڑکیوں کی آدھی جان تو ویسے ہی نکل گئی تھی اور مگھو مل کا اپنا چہرہ بھی بھیانک تھا اور اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی تھی۔

مگھو مل نے آگے بڑھ کر ایک لڑکی کو اٹھایا اور شیطان کے بت کے قریب آ گیا۔ بندھی ہوئی لڑکی نے مزاحمت تو کی تھی لیکن وہ

ایک تو کمزور سی لڑکی تھی اور پھر بندھی ہوئی تھی جبکہ مگھو مل کسی سانڈ کی مانند پلا ہوا تھا۔ اس کے سامنے بندھی ہوئی لڑکی بھلا کیا مزاحمت کر سکتی تھی۔ لڑکی کو شیطان کے بت کے قریب لٹا کر مگھو مل نے تیز دھار چھری لہرائی تو لڑکی کی آنکھوں میں موت کے سائے لہرانے لگے۔ مگھو مل نے نہایت ہی بے رحمی سے لڑکی کی گردن پر چھری پھیر دی۔ لڑکی کی شہ رگ کٹی تو وہاں سے خون کا فوارہ ابل پڑا جبکہ لڑکی کا جسم تڑپنے لگا۔

مگھو مل نے فوراً ہی اس تڑپتے ہوئے جسم کو اٹھایا اور شیطان کے بت کے اوپر کر دیا۔ لڑکی کا خون شیطانی بت کے اوپر گرتا رہا۔ جب خون نکلنا بند ہو گیا تو مگھو مل نے لڑکی کا مردہ جسم ایک طرف اچھال دیا اور دوسری لڑکیوں کی طرف بڑھا۔ پہلی لڑکی کا خون اس کے سر، منہ اور ماتھے پر گرا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ اتنا خوفناک اور بھیانک ہو گیا تھا کہ دوسری لڑکیوں کو اپنے سانس سینے میں اٹکتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ بالکل کسی خون آشام درندے کی مانند لگ رہا تھا۔ لڑکیوں کے حلق خوف سے خشک ہو گئے اور ان کے حلق سے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

"ارے سندری ناریو۔ چیخو چلاؤ۔ زندگی کی بھیک مانگو۔ تم خاموش کیوں ہو گئی ہو"...... مگھو مل نے کہا لیکن کوئی بھی لڑکی بول نہیں سکی تھی کیونکہ ان میں بولنے کی ہمت ہی نہیں رہی تھی۔

"اچھا نہیں بولتی تو نہ بولو۔ تمہاری مرضی"...... مگھو مل نے

کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوسری لڑکی کو ہلاک کر کے اس کا خون شیطانی بت کے سر پر ڈال دیا۔ باری باری اس نے ساتوں لڑکیوں کو ہلاک کر دیا۔ ساتوں لڑکیوں کو ہلاک کرنے کے بعد اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ اس کے قہقہہ لگاتے ہی نلتری بھی کمرے میں آ گئی۔ اس نے بھی شیطان کے بت کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھا اور پھر ساتوں لڑکیوں کو مردہ حالت میں دیکھ کر وہ خوشی سے اچھلنے لگی۔

"بڑے آقا کی جے ہو۔ مگھو مل آقا کی جے ہو"...... اچھلنے کے ساتھ ساتھ نلتری نعرے بھی لگانے لگی اور پھر وہ یکدم ہی ایک خوبصورت لڑکی کے روپ میں تبدیل ہو گئی۔

"آقا۔ میری طرف دیکھو"...... نلتری نے کہا تو مگھو مل نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بھی خوش ہو گیا۔

"آؤ۔ آؤ۔ ہم رقص کریں۔ رقص کرنے کے بعد ہم جشن منائیں گے"...... نلتری نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ آؤ رقص کرتے ہیں اور جشن مناتے ہیں۔ آج کی رات جشن کی رات ہے"...... مگھو مل نے کہا اور پھر اس کمرے میں ابلیسی رقص شروع ہو گیا اور وہ دونوں ہی اس ابلیسی رقص میں مدہوش ہو گئے۔ وہ کافی دیر تک رقص کرتے رہے اور پھر مگھو مل رک گیا اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

"آقا۔ آؤ جشن بھی منائیں۔ دیکھو میں نے تمہاری خاطر کتنا

سندر روپ اپنایا ہے''...... نلتری نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ اب تو عمل خبیثہ کا وقت ہو رہا ہے۔ اس عمل کو مکمل کرنے کے بعد ہم جشن منائیں گے''...... مگھو مل نے کہا اور پھر وہ آلتی پالتی مار کر زمین پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور خبیثہ منتر پڑھنے لگا۔ وہ کافی دیر تک خبیثہ منتر پڑھتا رہا جبکہ اس عمل کے دوران نلتری کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔ عمل مکمل کرنے کے بعد بھی وہ اسی طرح آلتی پالتی مارے بیٹھا رہا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔

''آنکھیں کھولیں آقا۔ آپ کی داسیاں حاضر ہیں''...... مگھو مل کو ایک آواز سنائی دی تو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس کے سامنے شالتری ایک اور عورت کے ساتھ موجود تھی۔ اس عورت کی آنکھیں بیضوی تھیں اور آنکھوں کی رنگت گہری زرد تھی۔ اس کے کان اندر کی طرف دھنسے ہوئے تھے اور چہرے کی رنگت کالی تھی۔ اس کے ہونٹ موٹے موٹے تھے اور سر پر بالوں کی جگہ کانٹے دار جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخن بڑے بڑے اور نوکیلے تھے۔

''آقا۔ یہ بڑے آقا کی خاص طاقت خباثی ہے۔ بڑے آقا نے یہ آپ کو عطا کر دی ہے۔ میں اور خباثی اب آپ کی داسیاں ہیں''...... شالتری نے کہا۔

''میں نے تمہیں اپنی غلامی میں قبول کیا''...... مگھو مل نے

مغرور لہجے میں کہا۔

''آقا۔ اگر آپ ہمیں اسی روپ میں دیکھنا چاہیں تو ہم اسی روپ میں آپ کے ساتھ رہیں گی اور اگر آپ کسی اور روپ میں ہمیں دیکھنا چاہیں تو ہم اس روپ میں آپ کے ساتھ رہیں گی''...... شالتری نے کہا۔

''مجھے سندر سندر ناریاں بھاتی ہیں۔ نلتری نے بھی وہ روپ اپنا لیا ہے۔ تم بھی اس روپ میں آ جاؤ''...... مگھو مل نے کہا۔

''جو حکم مہاراج''...... اس مرتبہ خباثی نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا اور پھر اگلے ہی لمحے وہ دونوں خوبصورت لڑکیوں کے روپ میں آ گئیں۔ مگھو مل انہیں اس روپ میں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

''تم نے میرا دل خوش کر دیا''...... تم جیسی سندر ناریاں میں نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھیں''...... مگھو مل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''اپنے آقا کو خوش کرنا ہی داسیوں کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے مہاراج''...... شالتری نے دلکش مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ وہ جتنے حسین روپ میں آئی تھی اس کی مسکراہٹ اس سے کہیں زیادہ حسین تھی۔

''میرا سب سے بڑا مقصد اپنے دشمن علی عمران کی زندگی کا خاتمہ ہے اور جب تک اس کا خاتمہ نہیں ہو جاتا مجھے شانتی نہیں ملے گی''...... مگھو مل نے یکدم غراتے ہوئے کہا۔

"اب۔ آپ کے دشمن کا خاتمہ ہو جانا چاہئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں"...... خباثی نے کہا۔

"تم نے آقا کا خاص منتر بھی لانا تھا"...... مگھومل نے چونک کر کہا جیسے اچانک اسے خاص منتر کا خیال آ گیا ہو۔

"ہاں آقا۔ بڑے آقا نے اپنا خاص منتر تحفے کے طور پر بھیجا ہے۔ یہ منتر آج تک آقا نے کسی اور کو نہیں دیا"...... شالتری نے کہا اور پھر اس نے حرام جانور کی کھال کا ایک ٹکڑا مگھومل کی طرف بڑھایا دیا۔ مگھومل نے وہ ٹکڑا لے لیا۔ کھال کے ٹکڑے پر چند آڑھے ترچھے لفظ لکھے ہوئے تھے۔ مگھومل ان الفاظ کو پڑھ سکتا تھا۔ اس نے وہ الفاظ ذہن نشین کر لئے۔

"آقا۔ آپ کو معلوم ہے کہ بڑے آقا نے خوش ہو کر آپ کو ایک اور خوبی بھی دان کر دی ہے"...... شالتری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون سی خوبی"...... مگھومل نے پوچھا۔

"آپ بڑے آقا کا یہ منتر تین بار پڑھ کر نوجوان اور خوبصورت روپ میں بھی آ سکتے ہیں"...... شالتری نے کہا تو مگھومل نے فور ہی تین بار دل ہی دل میں وہ منتر پڑھا تو وہ واقعی ایک خوبصورت نوجوان لڑکے کے روپ میں آ گیا۔ اس روپ کو دیکھ کر وہ اد زیادہ خوش ہو گیا۔

"اب میں آقا کا روپ دھار کر بھی دیکھ لوں"...... مگھومل ۔

خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ذہن نشین کئے ہوئے لفظ دل میں دوہرائے۔ ان الفاظ کے دوہراتے ہی اس کے چہرے پر دنیا جہاں کی تاریکی پھیل گئی۔ اس کے چہرے کے نقوش اس حد تک بگڑ گئے تھے کہ وہ کوئی خوفناک عفریت نظر آنے لگا اور اس کا باقی جسم بھی بدنما ہو گیا۔

"ہاں۔ ہاں۔ آقا۔ تمہارا چہرہ بالکل بڑے آقا کا چہرہ ہو گیا ہے"...... خباثی نے خوشی سے چلاتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد شالتری اور خباثی دونوں مگھومل کے سامنے جھک گئیں۔ مگھومل اس وقت اپنے آپ کو دنیا کا خوش نصیب انسان سمجھنے لگا۔

"تلتری کمرے میں حاضر ہو"...... مگھومل نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا تو تلتری بھی کمرے میں آ گئی۔ اس نے مگھومل کا چہرہ دیکھا تو وہ بھی شالتری اور خباثی کی طرح جھکتی چلی گئی۔

"اٹھو میری غلام طاقتو۔ اٹھو"...... مگھومل نے متکبرانہ لہجے میں کہا تو وہ تینوں سیدھی ہو گئیں۔

"آقا۔ اب آپ بہت آسانی سے اپنے دشمن کو ہلاک کر سکیں گے"...... خباثی نے کہا۔

"کیسے۔ مجھے طریقہ کار بتاؤ"...... مگھومل نے پوچھا۔

"آقا۔ اب تو بہت آسان ہے۔ تم چونکہ ہماری دنیا کی طاقتوں میں سے نہیں ہو بلکہ انسان ہو اس لئے تم اپنے دشمن کے قریب جا سکتے ہو۔ تم اس خوبصورت نوجوان کے روپ میں دشمن کے سامنے

جاؤ اور پھر وہاں یکدم آقا کا چہرہ اپنا لو۔ تمہارا دشمن تمہیں دیکھتے ہی یا تو شیطان بن جائے گا یا پھر مارا جائے گا۔ ساتھ ہی تم احتیاطاً ہتھیار بھی لیتے جانا۔ جیسے ہی تمہارا دشمن موت کا جھٹکا کھائے تم اس ہتھیار سے بھی اس پر وار کر دینا۔ یوں تمہارا دشمن سو فیصد یقینی موت کا شکار ہو جائے گا''...... خباثی نے تفصیل کے ساتھ مگھومل کو عمران کے خاتمے کا منصوبہ بتاتے ہوئے کہا۔ یہ واقعی بے داغ منصوبہ تھا اور عمران اس سے یقینی طور پر ہلاک ہوسکتا تھا۔ مگھومل کو اپنا انتقام پورا ہونے کا یقین ہو گیا تھا۔

''اس روپ سے میں واپس اپنے روپ میں کیسے آ سکتا ہوں''۔ مگھو نے خباثی سے پوچھا۔

''بڑے آقا کا خاص منتر دوبارہ پڑھ کر آپ اپنی اصلی شکل میں واپس آ سکتے ہو''...... خباثی نے کہا تو مگھومل نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ اپنی اصلی شکل میں آ گیا۔

''ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب یہ عمران مجھ سے بچ نہیں سکے گا''...... مگھومل نے ایک زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

عمران دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو اس کے لئے چائے بنانے چلا گیا۔ پھر جلد ہی وہ دو کپ چائے بنا کر لے آیا اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ دیا۔

''لگتا ہے کچھ عرصے بعد تمہیں چائے کا کھوکھا کھولنا پڑے گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں بلیک زیرو سے کہا۔

''آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''دنیا بھر کے سیکرٹ ایجنٹ اور مجرم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن کر خوف سے تھرتھرانے لگتے ہیں اس لئے اب انہوں نے پاکیشیا کا رخ کرنا چھوڑ دیا جس کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس فارغ ہے۔ گورنمنٹ کچھ عرصہ اور دیکھے گی اور پھر سیکرٹ سروس کی

ضرورت محسوس نہ کرتے ہوئے یہ ادارہ ختم کر دے گی۔ اس وقت تمہارا یہ چائے بنانے کا فن تمہارے کام آئے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''عمران صاحب۔ میں تو چائے کا بزنس کر لوں گا لیکن آپ کیا کریں گے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تو ویسے ہی فری لانسر ہوں اس لئے پرائیویٹ سراغ رسانی کا ادارہ بنا لوں گا اور عورتوں کے لئے ان کے شوہروں کی جاسوسی کروں گا۔ دیکھنا میرے پاس کیسے دھڑا دھڑ کیس آتے ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔

''عمران صاحب۔ واقعی حالات ایسے آگئے ہیں کہ اب ہمیں مستقبل کے بارے میں سوچ لینا چاہئے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔

''میں نے تو اپنے مستقبل کے بارے میں سوچا ہوا ہے لیکن میرے راستے میں ایک بہت بڑا کانٹا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیسا کانٹا عمران صاحب۔ اور آپ نے اپنے مستقبل کے بارے میں کیا سوچا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''تنویر میرے راستے کا سب سے بڑا کانٹا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک مرتبہ پھر ہنس پڑا۔

''توبہ ہے عمران صاحب۔ آپ مذاق بھی اتنی سنجیدگی سے

کرتے ہیں کہ ڈرا دیتے ہیں''...... بلیک زیرو نے ایک بار پھر ہنستے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''مجرموں اور سیکرٹ ایجنٹوں نے تو پاکیشیا کا رخ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اب ان کی جگہ شیطانی ذریات لے رہی ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ بھی مذاق ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے محتاط لہجے میں کہا تو عمران اپنی عادت کے خلاف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اسے کہتے ہیں کہ دودھ کا جلا چاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آپ بات ہی ایسی کرتے ہیں کہ محتاط رہنا پڑتا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے سچ بات کہی ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اسے سلیمان کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ سنا دیا۔

''تو سلیمان کا خیال ہے کہ وہ شیطانی طاقت آپ کے لئے آئی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو بھی سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ پھر تو آپ کو بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مسلمان ہونے کے ناطے میرا یقین ہے کہ موت اپنے مقررہ وقت پر آنی ہے۔ عقیدہ پختہ ہو تو یہ شیاطین مسلمانوں کو معمولی سی

خراش بھی نہیں پہنچا سکتے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کئی بار شیطان کے آڑے آئے ہیں اس لئے شیطان آپ کو اپنا دشمن نمبر ون سمجھتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ظاہر۔ یہ اللہ کا ہم پر کرم ہے کہ شیطان ہم کو اپنا دشمن سمجھتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بے شک عمران صاحب۔ عزت اور ذلت دینے والا وہی ہے۔ اسی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دنیا بھر کے سامنے باوقار بنایا ہوا ہے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری عزت یونہی ہمیشہ برقرار رکھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آمین''...... عمران نے خلوص دل سے کہا۔

''عمران صاحب۔ ممبران کو ہدایت کی جائے کہ وہ مطالعے کی عادت اپنائیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ تو تم نے بہت اچھی بات کہی ہے۔ جن قوموں کا کتاب سے رشتہ گہرا ہوتا ہے وہی قومیں ترقی کرتی ہیں اور جو قومیں مطالعے سے رشتہ توڑ لیتی ہیں وہ تنزلی کا شکار ہو جاتی ہیں اور پھر تہذیب و ادب کا دامن بھی ان کے ہاتھوں سے چھوٹ جاتا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

''لیس۔ جولیا سپیکنگ''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''لیس چیف''...... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ فوراً ہی مؤدبانہ ہو گیا۔

''تم لوگ فارغ اوقات میں ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے رہتے ہو اور سیر و سیاحت کرتے رہتے ہو''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس مرتبہ اس کا لہجہ نسبتاً نرم تھا۔

''لیس چیف۔ فارغ اوقات میں عموماً ہمارے یہی دو مشاغل ہوتے ہیں''...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

''جبکہ میں چاہتا ہوں کہ عمران کی طرح تم بھی مطالعہ کی عادت اپناؤ۔ مطالعہ ذہن کو وسعت دیتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں آپ کا حکم تمام ممبران تک پہنچا دیتی ہوں۔ انشاء اللہ ہم بھی عمران کی طرح مطالعہ کو وقت دیں گے''۔ جولیا نے کہا۔

''میری ٹیم کا ہر ممبر عمران سے بڑھ کر ہے۔ فرق ہے تو صرف مطالعہ کی عادت کا اور میں چاہتا ہوں کہ یہ فرق بھی نہ رہے''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ کیا واقعی صرف مطالعہ کی عادت کا ہی فرق ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر بھی صلاحیت میں کم نہیں

ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ میں اپنی زبان کی وجہ سے ان پر حاوی ہو جاتا ہوں اور چونکہ تم بھی مجھے لیڈر بنا کر بھیج دیتے ہو اس لئے وہ احتراماً میرے سامنے دبے رہتے ہیں۔ کیس ہم سب مل کر حل کرتے ہیں اور کریڈٹ سارا مجھے مل جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے ممبران کی صلاحیتوں سے انکار نہیں لیکن آپ تو آپ ہیں''...... بلیک زیرو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم کسی ممبر کو صرف ایک مشن پر بھیج کر دیکھ لو۔ یہ نہلے پہ دھلے والا فرق واضح ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''ایسے مواقع اور مشنز سامنے آئے تو ایک ایک کو اکیلے بھیج کر بھی دیکھ لیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم ایسے مشنز تلاش کرو۔ میں اپنے فلیٹ پر جا رہا ہوں''۔ عمران نے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور بلیک زیرو کو اللہ حافظ کہہ کر وہ کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد عمران اپنی سپورٹس کار میں سوار ہو کر کنگ روڈ پر پہنچا اور پھر اس نے کار گیراج میں کھڑی کی اور سیڑھیاں چڑھ کر فلیٹ پر پہنچ کر اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھلا ہونے کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت فلیٹ میں کوئی مہمان موجود ہے۔ وہ سیدھا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو ڈرائنگ روم میں واقعی ایک سمارٹ سا نوجوان موجود تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے میز پر چائے کے خالی برتن رکھے ہوئے تھے۔ وہ

نوجوان عمران کو ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

''کیا آپ ہی علی عمران صاحب ہیں''...... اس نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ تشریف رکھیئے''...... عمران نے کہا اور خود بھی اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''صاحب۔ یہ رندھیر صاحب ہیں اور بہت دیر سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں''...... اسی لمحے سلیمان نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے سوالیہ نظروں سے اس نوجوان کی طرف دیکھا۔ اس نوجوان کو دیکھ کر عمران کو عجیب سی بے چینی سی محسوس ہو رہی تھی۔

''جی عمران صاحب۔ میرا نام رندھیر ہے اور میں کافرستان سے آیا ہوں''...... رندھیر نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''جی فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''صاحب۔ میں آپ کے لئے چائے لے آؤں''...... اس سے پہلے کہ رندھیر کچھ کہتا سلیمان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور سلیمان کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران دوبارہ رندھیر کی طرف متوجہ ہوا لیکن اسی لمحے عمران حیرت سے اچھل پڑا کیونکہ یکا یک رندھیر کی شکل تبدیل ہو گئی تھی۔ اس کا خوبصورت چہرہ کسی

عفریت کے چہرے میں بدل گیا تھا۔ اس کے چہرے پر اس قدر تاریکی پھیل چکی تھی کہ عمران کو ڈرائنگ روم بھی تاریک ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس تاریک چہرے پر خباثتیں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی عمران کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور عمران کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

سلیمان نے چائے پہلے سے تیار کر کے فلاسک میں رکھی ہوئی تھی اس لئے اس نے جلدی سے وہ چائے کپ میں ڈالی اور ڈرائنگ روم میں واپس آ گیا۔ جب سے عمران کا یہ مہمان آیا تھا سلیمان کو ایک عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے ہی سلیمان ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو اس نے عمران کو جھٹکا کھا کر گرتے دیکھا اور اس نوجوان کی جگہ اس نے انتہائی مکروہ اور بھیانک چہرے والے کسی عفریت نما انسان کو دیکھا۔ وہ ایسے لگ رہا تھا جیسے دنیا بھر کی تاریکی اور خباثت اس کے چہرے میں سمٹ آئی ہوں۔

سلیمان نے بھیانک چہرے والے کو جیب سے مشین پسٹل بھی نکالتے دیکھ لیا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر سلیمان نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا گرم گرم چائے والا کپ اس کے چہرے کی طرف اچھال دیا۔ کپ اس بھیانک چہرے والے کی آنکھوں سے ٹکرایا اور گرم چائے اس

کے چہرے پر گر گئی جس سے اس کی چیخ بلند ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی سلیمان نے بجلی کی سی تیزی سے گلدان اٹھایا اور اس کے سر کے پچھلے حصے پر دے مارا۔ بھاری بھرکم گلدان اس کے سر پر پڑا تو اس کی چیخ نکل گئی۔ سلیمان نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر دوسرا وار کر دیا تو وہ بھیانک چہرے والا گر کر بے ہوش ہو گیا۔ اسے بے ہوش دیکھ کر سلیمان تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور اس نے عمران کی نبض چیک کی۔ عمران کی نبض چل رہی تھی لیکن اس کی رفتار بہت سست تھی۔ عمران کو فوراً ہسپتال پہنچانا ضروری تھا اس لئے سلیمان جلدی سے اٹھا اور فون کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہ فون کر کے ایمبولینس منگوا سکے لیکن وہ فوراً ہی حیرت سے اچھل پڑا کیونکہ صرف ایک سیکنڈ سے بھی کم وقفے مین بھیانک شکل والا نوجوان جو بے ہوش ہو کر قالین پر گرا تھا اب وہاں اس کا وہاں نام و نشان نہیں تھا۔ لیکن یہ وقت زیادہ حیران ہونے اور سوچنے کا نہیں تھا لہٰذا دوسرے ہی لمحے ہی سلیمان فون کے قریب پہنچ گیا۔

اس نے تیزی سے فاروقی ہسپتال کے نمبر پریس کئے اور ایمبولنس بھیجنے کی درخواست کی۔ فون کر کے وہ عمران کے قریب آ گیا اور اس نے ایک بار پھر عمران کی نبض چیک کی۔ نبض کی رفتار مزید سست پڑ چکی تھی۔ سلیمان کو ایک خیال آیا تو اس نے آیت الکرسی پڑھی اور عمران پر پھونک ماری اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک گلاس میں پانی لیا اور پانی پر بھی آیت الکرسی

پڑھ کر دم کیا اور وہ پانی اس نے عمران کے منہ میں قطرہ قطرہ ٹپکانا شروع کر دیا۔ ابھی دو تین قطرے ہی عمران کے منہ میں گئے تھے کہ اس کی نبض تیز ہونے لگی اور پھر چند لمحوں بعد عمران نے یکدم آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

''اللہ کا شکر ہے کہ آپ کو ہوش آ گیا''...... سلیمان نے شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ شیطان کہاں گیا''...... عمران نے پوچھا۔

''صاحب۔ وہ تو غائب ہو گیا''...... سلیمان نے کہا اور پھر اس نے تمام واقعہ بتا دیا۔ اس لمحے ایمبولینس بھی پہنچ گئی تھی۔

''شکریہ جناب۔ میرے صاحب اچانک بے ہوش ہو گئے تھے اب نہ صرف ہوش میں آ گئے ہیں بلکہ بالکل ٹھیک بھی ہیں۔ آپ کو تکلیف ہوئی ہم آپ سے شرمندہ ہیں''...... سلیمان نے ایمبولینس کے عملے سے کہا تو وہ لوگ واپس چلے گئے۔

''صاحب۔ آپ نے اس بھیانک شکل والے کو شیطان کہا ہے۔ کیا وہ واقعی شیطان تھا''...... سلیمان نے پوچھا۔

''وہ انسان نما شیطان تھا۔ ابلیس کا کوئی خاص چیلا''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ وہ جب سے آیا تھا مجھے عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں۔ اس کی موجودگی میں مجھے بھی بے چینی سی محسوس ہو رہی

تھی‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’صاحب۔ آپ اس کے جادو سے بے ہوش کیسے ہو گئے۔ آپ تو ہر وقت باوضو رہتے ہیں اور آیت کریمہ بھی پڑھتے رہتے ہیں۔ ابلیسی مخلوق تو آپ کے قریب آ ہی نہیں سکتی۔ پھر یہ آپ کے قریب کیسے آ گیا‘‘...... سلیمان نے پوچھا۔

’’جب ہم مقدس آیات کا ورد کر رہے ہوں تو ابلیسی طاقتیں ہمارے قریب نہیں آ سکتیں انسان تو قریب آ سکتے ہیں اور ویسے بھی کچھ دیر پہلے میں واش روم میں گیا تھا اور پھر وضو نہیں کیا تھا اور اس کی موجودگی میں بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے میں کوئی مقدس کلمات بھی نہیں پڑھ سکا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’صاحب۔ میں نے تو آیت الکرسی کا تعویذ بنا کر گلے میں پہن لیا ہے جو ہر وقت میرے سینے کے ساتھ لگا رہتا ہے اور بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے میں نے چائے بنانے کے دوران ہی آیت الکرسی پڑھ کر خود پر دم کر لیا تھا‘‘...... سلیمان نے کہا۔

’’اسی لئے رندھیر کی تاریکی نے تم پر اثر نہیں کیا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’صاحب۔ اس نے آپ کو ہلاک کرنے کے لئے مشین پسٹل بھی نکال لیا تھا‘‘...... سلیمان نے کہا۔

’’ہاں۔ اسے شک ہو گا کہ میں کہیں اس کے سفلی حملے سے بچ نہ جاؤں‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے زمین

پر گرا ہوا پسٹل اٹھا لیا۔

’’صاحب۔ وہ تو بے ہوش ہو گیا تھا پھر غائب کیسے ہو گیا‘‘۔ سلیمان نے اس سے پوچھا۔

’’اپنے کالے جادو کے ساتھ یا پھر اس کے ساتھ کوئی اور شیطانی طاقت ہو گی جو اسے اٹھا کر لے گئی ہو گی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تم فلیٹ کا دروازہ بند کر لو میں شاہ بابا سے ملنے جا رہا ہوں‘‘...... عمران نے سلیمان کو ہدایات کرتے ہوئے کہا۔

’’بہتر صاحب۔ صاحب آپ وضو تو کر لیں‘‘...... سلیمان نے عمران سے کہا تو عمران اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے وضو کیا اور پھر کچھ دیر بعد وہ فلیٹ سے نیچے آ گیا جہاں اس کی سپورٹس کار موجود تھی۔ کار میں سوار ہو کر وہ تقریباً آدھے گھنٹے میں شاہ بابا کے پاس پہنچ گیا۔ شاہ بابا سلیمان کے مرشد تھے اور سلیمان کے ساتھ وہ پہلے بھی شاہ بابا سے مل چکا تھا اور اس کے بعد بھی کئی بار ان کے پاس جا چکا تھا۔ شاہ بابا اپنے علاقے کی مسجد میں نماز کی امامت کراتے تھے اور انہوں نے محلے میں ہی کریانہ کی دکان بھی کھولی ہوئی تھی۔ جس مسجد میں وہ بیٹھتے تھے یہ مسجد بھی ان کی کوششوں سے ہی بنی تھی۔ مسجد کے لئے زمین بھی انہوں نے ہی دی تھی۔ اب بھی وہ مسجد کے امام بھی تھے اور مؤذن بھی۔ مسجد کی صفائی وہ خود ہی کیا کرتے تھے چونکہ اس وقت نماز کا وقت نہیں تھا

اس لئے وہ اپنی کریانے کی دکان پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''...... عمران نے شاہ بابا کو سلام کرتے ہوئے کہا تو انہوں نے عمران کے سلام کا جواب دیا اور اسے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ عمران کو دیکھ کر وہ ہمیشہ ہی مسکراتے تھے۔

''بیٹھو عمران بیٹے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم مجھ سے ملنے کے لئے آجاتے ہو''...... شاہ بابا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شاہ بابا۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور اتنا وقت دیتے ہیں''...... عمران نے نہایت ہی عاجزانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ شاہ بابا نے دکان میں ڈیپ فریزر بھی رکھا ہوا تھا۔ محلے کے تمام لوگ انہی سے بوتلیں لے کر جاتے تھے۔ شاہ بابا نے اس ڈیپ فریزر سے ایک بوتل نکال کر عمران کی طرف بڑھائی۔

''شاہ بابا۔ آپ ہر بار یہ تکلف کرتے ہیں''...... عمران نے شاہ بابا سے کہا۔

''اور میں ہر بار یہ کہتا ہوں کہ مہمان اللہ کی رحمت ہوتے ہیں اور ان کی تواضع کرنا میزبان کی خوش قسمتی ہوتی ہے''...... شاہ بابا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے شاہ بابا کے ہاتھ سے بوتل لے لی اور پینے لگا۔

''شاہ بابا۔ میں آپ سے چند باتیں کرنے کے لئے حاضر ہوا

تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ ضرور بیٹا۔ ضرور باتیں کرو''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران نے انہیں رندھیر والا تمام واقعہ تفصیل سے بتا دیا۔

''یہ دنیا بہت وسیع ہے عمران بیٹے۔ اس وسیع دنیا میں کروڑوں اقسام کی مخلوقات ہیں۔ اربوں قسم کے انسان بھی ہیں۔ ان انسانوں میں اللہ کے نیک بندے بھی ہیں اور شیطان کے غلام بھی۔ شیطان انہیں اپنا غلام بنا کر ان کر روح پر قابض ہو جاتا ہے۔ تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے جو انسان آیا تھا وہ بھی کوئی شیطان کا چیلا ہی تھا''...... شاہ بابا نے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاہ بابا۔ کیا وہ دوبارہ بھی مجھ پر حملہ آور ہو سکتا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''تم شیطانی دنیا میں بہت مشہور ہو چکے ہو اور تمام شیطانی مخلوق تمہاری دشمن ہے۔ شیطان کے پیروکار تمہارے خون کا آخری قطرہ تک پی جانا چاہتے ہیں۔ ایک دو بار کی ناکامی کے بعد وہ رک تو نہیں جائیں گے۔ وہ تو مسلسل تم پر حملے کریں گے تا کہ تمہارا خاتمہ کر کے شیطان کے دربار میں بلند مرتبہ حاصل کر سکیں''...... شاہ بابا نے کہا۔

''شاہ بابا۔ شیطانی طاقتیں مجھے مار کر کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ میں جو کچھ جانتا تھا وہ میں نے بتا

دیا''...... شاہ بابا نے کہا۔

''جی شاہ بابا۔ آپ کا شکریہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''لگتا ہے تم مجھ سے ناراض ہو گئے ہو''...... شاہ بابا نے عمران کو اٹھتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

''شاہ بابا۔ میں بھلا ایسی گستاخی کر سکتا ہوں۔ آپ تو میرے بزرگ ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران بیٹے۔ یہ ابلیس تمہیں اپنے راستے کا کانٹا سمجھتا ہے اور تمہیں اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کرے گا''...... شاہ بابا نے کہا۔

''انشاء اللہ میں اس کا ہر حربہ ناکام بنا دوں گا شاہ بابا''۔ عمران نے کہا۔

''اللہ تمہاری زبان مبارک کرے''...... شاہ بابا نے کہا تو عمران نے شاہ بابا سے اجازت لی اور پھر اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ فلیٹ پر ایک وحشت ناک خبر اس کی منتظر تھی۔

تمہیں بڑا ناز ہے خود پر۔ یہ ہے تمہاری حقیقت کہ ایک عام انسان مجھ پر حاوی ہو رہا ہے''...... مگھول اپنی ناکامی کے بعد خباثی، شالتری اور نلتری پر گرج رہا تھا۔ غصے سے اس کا برا حال ہو رہا تھا جبکہ وہ تینوں سر جھکائے ہوئے کھڑی تھیں۔

''آقا۔ آپ کا یہ دشمن دنیا کا عیار ترین، تیز ترین، ذہین ترین اور خطرناک ترین انسان ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ اس شخص کو مارنا آسان نہیں ہو گا''...... نلتری نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو مگھول کے غصے میں اضافہ ہو گیا۔

''پھر تمہارا کیا فائدہ۔ میں نے یہ جنتر منتر اور عمل فضول کئے ہیں۔ تمہارے کہنے پر معصوم بچوں اور بچیوں کی بھینٹ دی ہے۔ کیا میرے یہ سارے کام رائیگاں جائیں گے''...... مگھول نے گرجتے ہوئے کہا۔

"نہیں آقا۔ آپ کی محنت بے کار نہیں جائے گی۔ ہم آپ کے دشمن کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور یقیناً آپ کا دشمن مارا جائے گا"...... اس مرتبہ شالتری نے مگھو مل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیسے مارا جائے گا وہ۔ جلدی بتاؤ مجھے، ورنہ میں تم تینوں کو جلا کر بھسم کردوں گا"...... مگھو مل نے سانپ کی مانند پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کا غصہ کسی طرح بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔

"آقا۔ آپ کے اس دشمن کی ایک ساتھی عورت ہے جس کا نام جولیا ہے۔ آپ کا دشمن اس لڑکی کو بہت چاہتا ہے۔ اگر ہم اس لڑکی کو اغوا کر کے یہاں لے آئیں اور اس لڑکی کی بھینٹ دے دیں اور اس کارروائی کی وڈیو بنا کر اپنے دشمن کو بھیج دیں تو جیسے ہی آپ کا دشمن یہ وڈیو دیکھے گا پاگل ہو جائے گا۔ اگر وہ پاگل نہ بھی ہوا تو کچھ دیر کے لئے اس کے حواس ضرور معطل ہو جائیں گے اور پھر جیسے ہی اس کے حواس معطل ہوں گے وہ روشن کلام پڑھنا بھول جائے گا اور ہمیں اس کے قریب جانے کا اور اس پر وار کرنے کا موقع مل جائے گا"...... خباثی نے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔ انسان جس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کی اچانک موت پر وہ پاگل سا ہو جاتا ہے اور دنیا اس کے لئے اندھیر نگری ہو جاتی ہے"...... مگھو مل نے کہا۔

"آقا۔ میں اس کو اٹھا کر لے آتی ہوں"...... شالتری نے کہا۔

"کیا تم اسے اٹھا کر لا سکتی ہو۔ تم تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے قریب بھی نہیں جا سکتی۔ عمران کے ملازم کی مثال میرے سامنے ہے"...... مگھو مل نے کہا۔

"آقا۔ اس کام کے لئے مجھے نسیان کی مدد لینی پڑے گی"۔ شالتری نے کہا۔

"نسیان کون ہے اور وہ تمہاری کس طرح مدد کرے گا"...... مگھو مل نے شالتری سے پوچھا۔

"نسیان بھی بڑے آقا کی ایک طاقت ہے۔ وہ بالکل غیر محسوس طریقے سے انسان کے ذہن میں گھس جاتا ہے اور اسے بھولنے کی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے۔ نسیان اس جولیا کے ذہن میں گھس جائے گا"...... شالتری نے مگھو مل سے کہا لیکن مگھو مل کو اس کا کوئی فائدہ نظر نہ آیا۔

"نسیان اگر جولیا کے دماغ میں گھس گیا تو اس سے مجھے کیا فائدہ ہوگا"...... مگھو مل نے پوچھا۔

"آقا۔ یہ لوگ رات کو روشن کلام پڑھ کر سوتے ہیں جس کی وجہ سے ہم ان کے سونے کی حالت میں بھی ان کے قریب نہیں جا سکتے۔ جب نسیان جولیا کے دماغ میں ہوگا تو وہ سونے سے قبل روشن کلام پڑھنا بھول جائے گی اور مجھے اس کے قریب جانے کا موقع مل جائے گا"...... شالتری نے تفصیل سے مگھو مل کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر نسیان سے کہو کہ وہ عمران کے دماغ پر چھا جائے"...... مگھومل نے کہا۔

"آقا۔ آپ کا یہ دشمن بہت مضبوط ذہن کا مالک ہے۔ اس قدر طاقتور ذہن کے لوگ اس دنیا میں شاید ایک دو اور ہوں۔ آپ کے اس دشمن کے دماغ تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جب جولیا کی موت کی خبر اسے ملے گی تو آپ کے اس دشمن کے دماغ کو زبردست جھٹکا لگے گا اور اس کا دماغ کمزور ہو جائے تو پھر نسیان اس کے دماغ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے"۔ اس مرتبہ خباثی نے مگھومل سے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اس جولیا کو ہی اٹھا لاؤ۔ کچھ نہ کچھ تو کرو"۔ مگھومل نے کہا۔

"بہت بہتر آقا۔ میں پہلے نسیان کو لینے کے لئے جاتی ہوں پھر میں اور خباثی پاکیشیا جائیں گے"...... شالتری نے کہا تو مگھومل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور شالتری نے سر جھکا کر اس سے اجازت چاہی اور پھر وہ کمرے سے غائب ہو گئی۔

"بس مشورے اور باتیں ہی ہیں۔ ابھی تک عملی طور پر کوئی کام بھی نہیں کیا"...... شالتری کے غائب ہونے کے بعد مگھومل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ آپ چنتا مت کریں آپ اپنے مقصد میں کامیاب ضرور ہوں گے۔ بس تھوڑا سا وقت لگ جائے گا"...... خباثی نے

اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ آپ کو معلوم ہے نا کہ آپ کا بھائی جس کی موت کا بدلہ آپ اس شخص سے لینا چاہتے ہیں سیکرٹ فیلڈ کا سب سے بڑا ایجنٹ تھا۔ اس کے کارناموں کی دھوم پوری دنیا میں تھی۔ کافرستان میں وہ مشن کی کامیابی کا نشان سمجھا جاتا تھا"...... خباثی نے کہا۔

"ہاں۔ وہ کافرستان کا مایہ ناز ایجنٹ تھا"...... مگھومل نے کہا۔

"آقا۔ ایک آپ کا بھائی ہی نہیں آپ کے اس دشمن کے ہاتھوں کئی افراد مارے جا چکے ہیں۔ بڑی بڑی عالمی مجرم تنظیمیں اس کی وجہ سے ختم ہو گئی ہیں۔ انسانی دنیا کا سپر پاور ملک ایکریمیا اور اسرائیل اس ایک شخص سے خوفزدہ ہیں اور وہ اسے ختم کرانے کی سینکڑوں بار کوشش کر چکے ہیں لیکن اسے ختم نہیں کر سکے"...... خباثی نے کہا۔

"کیا تم مجھے یہ بتانا چاہتی ہو کہ میں بھی اسے ختم نہیں کرا سکتا"...... مگھومل نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں آقا۔ میں ایسی بات نہیں کہہ سکتی۔ میں تو صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ اس شخص کو ہلاک کرنا آسان کام نہیں ہے لیکن ناممکن بھی نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ آپ کے انتقام کی ہی بھینٹ چڑھے گا لیکن اس میں کچھ سمے لگ جائے گا"...... خباثی نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہے۔ مجھے حوصلے سے کام لینا ہو گا"۔ مگھومل نے کہا۔

”آقا۔ آپ کو بڑے آقا کا چہرہ ملا ہے۔ آپ اس خوشی میں جشن منائیں۔ شیطانی دنیا کے بڑے بڑے نمائندوں کو بلائیں اور خوب ہلا گلا کریں“...... اس مرتبہ نلتری نے مگھومل سے کہا۔

”میں ایسے شاندار جشن کا اہتمام کروں گا کہ آج تک شیطانی دنیا میں ایسا جشن نہیں منایا گیا ہو گا لیکن اس جشن سے پہلے میں اپنے دشمن عمران کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں“...... مگھومل نے نلتری سے کہا تو نلتری خاموش ہو گئی اور پھر کمرے میں چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔

”میں بالکے کے روپ میں آرہا ہوں تم بھی سندر سندر ناریوں کے روپ میں آجاؤ“...... مگھومل نے کہا اور پھر اس نے دل ہی دل میں تین بار شیطانی منتر پڑھا تو وہ یکدم ہی ایک خوبصورت نوجوان کے روپ میں آگیا جبکہ نلتری اور خباثی بھی کمسن اور حسین ترین لڑکیوں کے روپ میں آگئیں۔

”الماری سے امرت جل نکالو۔ مجھے پیاس لگ رہی ہے“۔ مگھو مل نے نلتری سے کہا تو نلتری الماری کی طرف بڑھی۔ الماری میں بہت سی شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی اور مگھومل کو دے دی۔ مگھومل نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو ہی منہ لگا لیا اور پھر اس نے ایک ہی سانس میں آدھی بوتل خالی کر دی۔

”یہ امرت جل بھی شیطان آقا کا بہت بڑا تحفہ ہے ہمارے

لئے“...... مگھومل نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر وہ دونوں مسکرانے لگیں۔ مگھومل نے دوسرے سانس میں باقی آدھی بوتل بھی خالی کر دی اور پھر خالی بوتل نلتری کی طرف بڑھا دی۔ بوتل میں ایک دو قطرے بچے ہوئے تھے۔ نلتری نے جلدی سے بوتل کا منہ اپنی زبان پر رکھ کر بوتل کو دو تین جھٹکے دیئے۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ اگر تم نے امرت جل پینا ہے سندریو تو مجھے بتاؤ۔ میں تمہیں پلاؤں گا“...... مگھومل نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا“...... دونوں نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم الماری سے دو اور بوتلیں نکالو۔ ایک تم دونوں پی لینا اور ایک مجھے دے دینا“...... مگھومل نے کہا تو اس کی بات سن کر ان دونوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ چونکہ وہ دونوں اس وقت حسین لڑکیوں کے روپ میں تھیں اس لئے ان کے چہرے گلاب کی مانند نظر آرہے تھے۔ مگھومل انہیں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا جبکہ نلتری مسکراتے ہوئے الماری کی طرف بڑھی اور شراب کی دو بوتلیں نکال کر لے آئی۔

”آقا۔ آپ ان نظروں سے ہماری طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ ہم تو آپ کی داسیاں ہیں اور آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں“۔ خباثی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے شیطانی آقا کی قسم کھائی ہوئی ہے کہ اس وقت تک

کسی بھی سندری کا شریر نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ عمران کو ختم نہیں کر لوں گا''...... مگھو مل نے کہا

''اوہ۔ یہ تو بہت بڑی مجبوری ہے آقا۔ آپ کو بھلا قسم کھانے کی کیا ضرورت تھی''...... نلتری نے مایوس کن لہجے میں کہا۔ خباثی بھی مایوس نظر آنے لگی تھی۔ نلتری نے شراب کی ایک بوتل مگھو مل کی طرف بڑھائی اور دوسری کا ڈھکن کھول کر وہ آدھی بوتل خود پی گئی۔ آدھی بوتل پینے کے بعد اس نے باقی آدھی بوتل خباثی کی طرف بڑھا دی۔ اس نے اس طرح بوتل جھپٹی جیسے وہ جنم جنم کی پیاسی ہو۔ اس نے وہ بوتل منہ سے لگائی اور غٹا غٹ پینے لگی۔

''شراب پینے والوں سے بڑے آقا بہت خوش ہوتے ہیں''۔ خباثی نے شراب پینے کے بعد کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان دونوں کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی فرش پر ایک عورت بے ہوشی کی حالت میں ظاہر ہو گئی۔ اس عورت کے ساتھ ہی شالتری بھی دکھائی دینے لگی۔

''آقا۔ جب تک آپ اس جولیا کی بھینٹ نہ دے لیں اسے اسی طرح بے ہوشی کی حالت میں رکھنا ہے''...... شالتری نے مگھو مل سے کہا تو مگھو مل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ بے ہوش جولیا کو غور سے دیکھنے لگا۔ جولیا کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ہوس کی پرچھائیں رقص کرنے لگی تھیں۔

''شیطان آقا کی قسم۔ یہ تو تم تینوں سے بھی زیادہ خوبصورت

ہے''...... مگھو مل نے للچائی ہوئی نظروں سے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ یہ آپ کے سامنے بے بس پڑی ہے۔ دیر کس بات کی ہے۔ آپ اپنے من کو شانت کر لیں''...... شالتری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے شیطان آقا کی قسم کھائی ہوئی ہے کہ جب تک اپنے دشمن عمران کو ختم نہیں کر لیتا کسی بھی سندری کے شریر کو نہیں چھوڑوں گا۔لیکن یہ سندری ایسی ہے کہ من بے کل ہو رہا ہے۔ اب میں کیا کروں''...... مگھو مل نے شیطانی نظروں سے جولیا کو ایک بار پھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''قسم کا پالن تو نیک دنیا میں کیا جاتا ہے آقا۔ آپ کس چکر میں پڑ گئے ۔ آپ جس قدر قسمیں کھا کر توڑیں گے بڑے آقا اسی قدر آپ سے خوش ہوں گے''...... شالتری نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو مگھو مل کے چہرے پر بھی ابلیسی مسکراہٹ پھیل گئی۔

عمران جب فلیٹ پر پہنچا تو اس نے سلیمان کو پریشان پایا۔

''کیا بات ہے سلیمان۔ تم پریشان لگ رہے ہو''...... عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

''صاحب۔ ابھی ابھی طاہر صاحب کا فون آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مس جولیا اپنے کمرے سے غائب ہو گئی ہیں۔ لٰہذا فوراً ہی آپ دانش منزل پہنچیں''...... سلیمان نے کہا۔

''جولیا اچانک اپنے کمرے سے غائب کیسے ہو گئی ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''جی صاحب۔ طاہر صاحب نے یہی بتایا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ ہم سب کے ساتھ کوئی سفلی چکر شروع ہو گیا ہے''...... سلیمان نے کہا۔ عمران اس کی بات کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ وہ فلیٹ سے باہر آ گیا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں اس کی سپورٹس کار دانش منزل کے مین گیٹ پر پہنچ گئی۔ جیسے ہی اس کی کار مین گیٹ پر پہنچی مین گیٹ خود کار سسٹم کے تحت کھل گیا۔ عمران کی کار اندر داخل ہوئی اور پھر چند ہی لمحوں بعد عمران کنٹرول روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اسے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

''کیا ہوا ہے طاہر۔ تم نے سلیمان کو کیا پیغام دیا ہے''۔ عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ دیکھیں عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے کمپیوٹر پر ایک پروگرام اوپن کیا تو مانیٹر پر جولیا کے کمرے کا منظر روشن ہو گیا۔ جولیا اپنے بیڈ پر سوئی ہوئی تھی۔ چند سیکنڈ مانیٹر پر یہ منظر چلنے کے بعد یکدم ہی مانیٹر پر ایک بھیانک شکل کی عورت دکھائی دی جس کے چہرے پر مکروہ ہنسی تھی اور وہ جولیا کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ پھر یکدم ہی وہ عورت اور جولیا دونوں غائب ہو گئیں۔

عمران نے ایسے ہی ماورائی حادثات سے بچنے کے لئے عارضی طور پر تمام ممبران کے فلیٹس پر جدید ترین کیمرے لگائے ہوئے تھے جو ہر وقت آن رہتے تھے اور دانش منزل میں ان کی وڈیو بنتی رہتی تھی۔ کوئی بھی اجنبی چہرہ نظر آنے پر کمپیوٹر کاشن دیتا تھا اور فلیٹ کا نمبر بتا دیتا تھا جسے وہ دانش منزل میں بیٹھ کر دیکھ لیتے تھے۔ اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ کمپیوٹر نے کاشن دیا اور مانیٹر پر جولیا کے فلیٹ کا نمبر آ گیا تو بلیک زیرو نے فوراً ہی جولیا کی وڈیو دیکھی

اور پھر عمران کے فلیٹ پر فون کر کے سلیمان کو پیغام دے دیا کیونکہ عمران کا موبائل فون اور واچ ٹرانسمیٹر دانش منزل میں رہ گئے تھے۔

"عمران صاحب۔ لگتا ہے کوئی شیطانی چکر شروع ہو گیا ہے"...... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس مرتبہ میرے بجائے میرے ساتھیوں کو ٹارگٹ بنایا جا رہا ہے اور اسی خطرے کے پیش نظر میں نے کمپیوٹرائزڈ کیمروں کا سیٹ اپ لگایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"میری سمجھ میں اس کی ایک وجہ آ رہی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ کیا وجہ ہو سکتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"شیطانی طاقتیں جب بھی آپ کے مدمقابل آئی ہیں انہیں نقصان ہوا ہے جبکہ ان کے مقابلے میں آپ کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اب ان شیطانی طاقتوں نے سوچا ہو گا کہ آپ کو نقصان پہنچانے کی بجائے آپ کے ساتھیوں کو نقصان پہنچے گا تو لازماً آپ ڈسٹرب ہوں گے اور کوئی ایسا کمزور لمحہ آ سکتا ہے کہ وہ آپ کو بھی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں"...... بلیک زیرو نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہارا تجزیہ درست ہے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب جولیا کے لئے کیا کرنا ہے"...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

"جولیا کو ایک شیطانی طاقت نے اغوا کیا ہے اس لئے ہم جاسوس بن کر اسے بازیاب نہیں کرا سکتے۔ میں شاہ بابا سے ملتا ہوں۔ شاید وہ کوئی اشارہ کر دیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اپنی مخصوص کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کچھ دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے شاہ بابا کے گھر کی طرف بڑھنے لگی۔ تیز رفتار ڈرائیونگ کرنے سے عمران تھوڑی ہی دیر میں شاہ بابا کے گھر پہنچ گیا۔ شاہ بابا اس وقت گھر پر تھے۔ وہ مغرب سے پہلے اپنی کریانے کی دکان بند کر دیتے تھے اور اس وقت تو رات نصف گزر چکی تھی۔ عمران نے ان کے گھر کی بیل بجائی تو انہوں نے خود دروازہ کھولا اور عمران کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... شاہ بابا نے سلام میں پہل کی تو عمران نے ان کے سلام کا جواب دیا۔

"شاہ بابا۔ میں نے بے وقت آپ کو تکلیف دی ہے اس لئے میں آپ سے شرمندہ ہوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے۔ میں جانتا ہوں تم بلاوجہ نہیں آتے۔ میرے گھر کے دروازے تمہارے لئے ہر وقت کھلے ہیں۔ میں تمہارے لئے بیٹھک کھولتا ہوں"...... شاہ بابا نے کہا اور اندر چلے گئے۔ چند لمحوں بعد عمران ان کے ساتھ ان کی سادہ سی بیٹھک میں موجود تھا۔ ان

کی بیٹھک میں ایک چارپائی اور دو سادہ سی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

''عمران بیٹے۔ گھر کے دیگر افراد تو سوئے ہوئے ہیں میں تمہارے لئے چائے بنا کر لے آتا ہوں''...... شاہ بابا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں شاہ بابا۔ میں اس وقت چائے پینے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ بس آپ سے ایک دو باتیں کرنی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں''...... عمران نے شاہ بابا سے کہا۔

''ہاں بیٹا۔ بولو۔ مجھ عاجز سے تمہیں کیا کام پڑ گیا''...... بابا نے پوچھا۔

''شاہ بابا۔ میری ایک ساتھی ہے جولیا۔ اسے کسی شیطانی ذریت نے اغوا کر لیا ہے۔ اگر یہ کوئی جاسوسی سلسلہ ہوتا تو میں آپ کو ہرگز تکلیف نہ دیتا لیکن یہ شیطانی سلسلہ ہے اور مجھے فوری لائن آف ایکشن نہیں مل رہی میں اسی لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میری راہنمائی کریں''...... عمران نے کہا۔

''عمران بیٹے۔ تم اور تمہارے ساتھی ہمارے لئے فخر کا باعث ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ باقی اللہ کی رضا ہے اور ہمیں اس کی رضا میں راضی رہنا ہے''...... شاہ بابا نے عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''جی شاہ بابا۔ آپ نے درست فرمایا ہے''...... عمران نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کافرستان کے شہر آشیام میں شیطان کا ایک پجاری ہے مگھو مل اور یہ کارروائی اسی کی ہے۔ باقی تم سمجھ دار ہو''...... شاہ بابا نے اتنا کہا اور خاموش ہو گئے تو عمران فوراً ہی کھڑا ہو گیا۔ عمران کے اٹھتے ہی شاہ بابا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''شکریہ شاہ بابا۔ اب آپ مجھے اجازت دیں''...... عمران نے شاہ بابا سے کہا اور ان سے مصافحہ کر کے اور انہیں سلام کر کے وہ ان کی بیٹھک سے باہر آ گیا۔ اگلے ہی لمحے اس کی کار واپس دانش منزل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ کنٹرول روم میں پہنچا بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔

''کچھ پتہ چلا عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

''ہاں۔ کافرستان کے شہر آشیام میں شیطان کا ایک پجاری ہے مگھو مل۔ اس نے جولیا کو اغوا کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''پھر آپ نے کیا سوچا ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''سوچنا کیا ہے۔ مجھے فوری طور پر کافرستان جانا ہو گا۔ چار بجے جو فلائٹ کافرستان جاتی ہے تم اس میں صفدر، جوزف، تنویر اور میرے لئے بکنگ کروا لو''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر

اس نے فون کا رسیور اٹھا کر صفدر کے فلیٹ کے نمبر پریس کر دیئے۔ تیسری بیل پر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو"...... صفدر کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سیکرٹ ایجنٹ کو اتنی گہری نیند نہیں سونا چاہئے اور جیسے ہی وہ بیدار ہو اس کی آواز اور مووٴمنٹ میں نیند کا شائبہ تک نہیں ہونا چاہئے جبکہ میں تمہاری آواز میں نیند کا خمار صاف طور پر محسوس کر رہا ہوں"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"او کے۔ چیف"...... صفدر نے فوراً ہی کہا جیسے نیند اس سے کوسوں دور بھاگ گئی ہو۔

"تم اور تنویر فوراً عمران کے فلیٹ پر پہنچو۔ تمہیں صبح چار بجے کی فلائٹ سے کافرستان روانہ ہونا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع کر کے عمران نے ٹون آنے پر رانا ہاؤس کے نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری بیل پر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو۔ جوزف دی گریٹ سپیکنگ"...... دوسری طرف سے جوزف کی مستعد آواز سنائی دی۔

"جوزف۔ تم فوراً میرے فلیٹ پر پہنچ جاؤ۔ ہم نے کافرستان جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"او کے۔ باس"...... جوزف نے کہا تو عمران نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ اس بار آپ جوزف کے ساتھ تنویر اور صفدر

کو بھی لے جا رہے ہیں حالانکہ یہ تو شیطانی سلسلہ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ شیطانی طاقتوں نے میرے ساتھیوں کو خود ہی اس معاملہ میں ملوث کر لیا ہے اور میں شیطان کو بتانا چاہتا ہوں کہ صرف میں ہی شیطان کا دشمن نہیں ہوں بلکہ میرے ساتھی بھی اس کے دشمن ہیں اور جس طرح میرے ہاتھوں ان شیطانی ذریات کا حشر ہوتا ہے اسی طرح میرے دیگر ساتھی بھی ان کا حشر کر سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ شیطانی طاقتوں نے اپنے دشمنوں میں اضافہ کر لیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ۔ یہی بات ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار تیز رفتاری سے کنگ روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ چونکہ رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی اس لئے دارالحکومت کی سڑکوں پر ٹریفک بہت کم تھی جس کی وجہ سے عمران نے دانش منزل سے فلیٹ تک کا راستہ بہت کم وقت میں طے کر لیا۔ عمران فلیٹ پر پہنچا تو ابھی صفدر اور تنویر اور جوزف نہیں پہنچے تھے۔ عمران ڈرائینگ روم میں ہی بیٹھ گیا۔ سلیمان نے اسے ایک سی ڈی لا کر دے دی۔

"کیا ہے یہ"...... عمران نے سلیمان کے ہاتھ سے سی ڈی لیتے ہوئے کہا۔

"صاحب یہ سی ڈی ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"وہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں لیکن اس میں ہے کیا اور یہ تم مجھے کیوں دے رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"صاحب۔ کچھ دیر پہلے یہ سی ڈی ایک لڑکا دے گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ عمران صاحب اسے ضرور دیکھ لیں۔ پہلے تو میں بہت حیران ہوا کہ اس رات کے اندھیرے میں اس لڑکے کو سی ڈی لے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر میں اس لئے خاموش ہو گیا کہ اس سی ڈی کی کوئی خاص اہمیت ہو گی"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران، سلیمان کی بات سن کر کمپیوٹر کی طرف بڑھا اور اس نے کمپیوٹر آن کیا۔ اسی لمحے ڈور بیل کی آواز سنائی دی اور پھر صفدر اور تنویر ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے۔

"عمران صاحب۔ یہ کیسی سی ڈی ہے"...... سلام دعا کے بعد صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ ایک لڑکا سلیمان کو دے گیا ہے۔ ابھی دیکھتے ہیں کہ اس میں کیا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ سی ڈی کی وجہ سے وہ الجھ بھی گیا تھا اس لئے سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اسی لمحے ڈور بیل ایک بار پھر بجی اور جوزف اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی سب کو سلام کیا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ سلیمان نے سب کو چائے پیش کی۔ اسی دوران عمران نے سی ڈی روم میں سی ڈی لگا دی۔

"عمران صاحب۔ ہم نئے مشن پر کافرستان جا رہے ہیں۔ کیا مس جولیا ہمارے ساتھ نہیں جائیں گی"...... صفدر نے عمران سے پوچھا لیکن عمران نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا کیونکہ وہ ونڈو ملٹی میڈیا اوپن کر رہا تھا۔

"جولیا پہلے ہی کافرستان پہنچ چکی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر کچھ دیر بعد کمپیوٹر کی سکرین پر ایک منظر واضح ہوا تو وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ منظر میں ایک میدان دکھایا گیا تھا۔ میدان میں گندگی کے کئی ڈھیر پڑے ہوئے تھے اور انہی ڈھیروں کے قریب شیطان کا ایک بت رکھا ہوا تھا۔ رات تو بہت تاریک تھی لیکن بڑی بڑی موم بتیاں روشن کی گئی تھیں اور انہی موم بتیوں کی وجہ سے انہیں یہ منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ شیطان کے بت کے قریب ایک مکروہ شکل کا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے چہرے پر خباثت ہی خباثت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور ہونٹ موٹے اور بھدے سے تھے۔ اس کے چہرے کے خدوخال انتہائی ڈراؤنے تھے۔

جس چیز نے ان کو چونکا دیا تھا وہ جولیا تھی جو بے ہوشی کی حالت میں اس کے سامنے پڑی ہوئی تھی اور وہ بھیانک شکل والا کچھ پڑھ پڑھ کر شیطان کے بت پر پھونکیں مار رہا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس بھیانک شکل والے نے اپنی جیب سے ایک تیز دھار چھری نکال لی اور اس نے بے ہوش جولیا کو اٹھایا اور شیطان کے

بت کے قدموں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد جولیا کی گردن پر چھری پھیر دی۔ جولیا کی شہ رگ کٹی اور جولیا کی گردن سے خون کا فوارہ سا ابل پڑا۔

بھیانک شکل والے نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ہاتھوں کا پیالہ بنایا اور جولیا کا خون اس میں بھر بھر کر شیطان کے سر پر ڈالنے لگا۔ ان لمحات میں بھیانک شکل والے کا چہرہ اور بھی بھیانک ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں موجود لہو کی سرخی میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا اور اس کے چہرے پر ابلیسی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ پھر جولیا کی گردن سے خون نکلنے کی رفتار کم ہو گئی اور پھر خون نکلنا بالکل بند ہو گیا۔

وہ بھیانک شکل والا شیطان کے بت کے آگے جھک گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی مانیٹر پر منظر غائب ہو گیا۔ عمران، صفدر، تنویر اور جوزف کے ساتھ ساتھ سلیمان بھی وہیں موجود تھا۔ وہ پانچوں یہ منظر دیکھ کر ساکت ہو گئے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے جیتے جاگتے انسان نہ ہوں بلکہ پتھروں کے بت ہوں کیونکہ گہرا سناٹا ہونے کے باوجود ان کے سانس لینے کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اسی حالت میں انہیں نجانے کتنی دیر گزر گئی اور اچانک کمرے کی گہری خاموشی میں ایک غراہٹ ابھری۔

اس کا مطلب ہے کہ میں اس سندری کے شریر کو چھو سکتا ہوں اور اپنی پیاس بجھا سکتا ہوں''...... مگھو مل نے شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

''بالکل آقا۔ بھلا آپ کو کون روک سکتا ہے''...... شالتری نے بھی شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

''آقا۔ آپ نے اپنے دشمن کی اس ساتھی لڑکی جولیا کی بھینٹ دینی ہے اندھیری منگل کو۔ آپ تو جانتے ہیں نا اندھیری منگل کو۔ چاند کی آخری تاریخوں میں جو پہلی منگل کی رات آتی ہے وہ سب سے زیادہ تاریک رات ہوتی ہے اور یہ رات ہمارے لئے جشن کی رات ہوتی ہے''...... خباثی نے کہا تو مگھو مل اسے غصیلی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''کیا تو اندھیری منگل کو مجھ سے زیادہ جانتی ہے جو مجھے سبق

پڑھا رہی ہے۔ میں نے انہی راتوں میں عمل کئے ہیں۔ میری ساری زندگی انہی کاموں میں گزری ہے''...... مگھومل نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

''معاف کر دیں آقا۔ میرا مقصد آپ کو کم علم ثابت کرنا نہیں تھا بلکہ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ آپ بڑے آقا کی طرح ہمیشہ کی زندگی پائیں گے''...... خباثی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی''...... مگھومل نے کہا۔

''آقا۔ یہ بات میں آپ کو اس موقع پر بتانا چاہتی تھی''۔ خباثی نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ ناری ہے بہت سندر۔ اس کا شریر تو میں چھو سکتا ہوں نا''...... مگھومل نے مدہوش لہجے میں کہا تو خباثی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''آقا۔ آپ نے پہلے بھی جن لڑکیوں کی بھینٹ دی ہے وہ کنواری لڑکیاں تھیں اس لئے آپ کو اپنا فیصلہ بدلنا ہوگا''...... خباثی نے ہنستے ہوئے کہا تو مگھومل نے منہ بنا لیا اور اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''آقا۔ آپ کو ایک اور خطرہ بھی درپیش ہے''...... شالتری نے کہا۔

''وہ کیا''...... مگھومل نے چونک کر پوچھا۔

''آقا۔ اس کا ساتھی جو آپ کا دشمن ہے اس کو چھڑانے کے لئے اس کے پیچھے ضرور آئے گا''...... شالتری نے کہا۔

''تو کیا میں اس سے ڈر جاؤں''...... مگھومل نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں آقا۔ اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کا کوئی بندوبست تو ہونا چاہئے ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا دے''...... شالتری نے کہا۔

''شالتری ٹھیک کہہ رہی ہے آقا۔ ہمیں اس کے متعلق کچھ سوچنا چاہئے''...... خباثی نے شالتری کی تائید کرتے ہوئے کہا تو مگھومل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اچھا۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے''...... مگھومل نے خباثی اور شالتری کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''آقا۔ آپ اپنے دشمن تک خبر پہنچا دیں کہ اس کی ساتھی جولیا کو بڑے آقا کے بت کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ اس خبر سے یقیناً آپ کا دشمن ذہنی طور پر ناکارہ ہو جائے گا۔ ہم تینوں وہاں رہیں گی اس کے ذہنی طور پر ناکارہ ہونے کی وجہ سے اگر ہمیں موقع مل گیا تو ہم وہیں اس کا خاتمہ کر دیں گی اور اگر وہاں اس کا خاتمہ نہ ہو سکا تو پھر راستے میں اس کو ہلاک کرنے کی کوشش کریں گی''...... خباثی نے کہا۔

''لیکن تم تو کہتی ہو کہ ہم اس کے قریب بھی نہیں جا سکتیں''۔

مگھومل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں آقا۔ اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ اگر ہمیں موقع ملا تو اور اگر ہمیں موقع نہ ملا تو ہم راستے میں کسی اور طریقے سے اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گی اور اسے یہاں تک پہنچنے نہیں دیں گے“...... خباثی نے کہا۔

”مگر اس تک یہ جھوٹی خبر کیسے پہنچائی جائے گی کہ اسے یقین بھی آجائے“...... مگھومل نے نرم لہجے میں کہا کیونکہ خباثی کی بات اس کے دل کو لگی تھی۔

”آقا۔ آپ یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں“...... خباثی نے خباثت بھری مسکراہٹ سے کہا۔

”ہاں۔ تم بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے“...... مگھومل نے اس سے پوچھا۔

”آقا۔ نلتری کسی بھی لڑکی کو اٹھا کر لے آئے گی۔ میں اس لڑکی کو جولیا کی ہم شکل بنا دوں گی۔ آپ بڑے آقا کے بت کے سامنے اس لڑکی کی بھینٹ دیں اور اس کی ویڈیو بنا کر اس عمران کے پاس بھیج دیں۔ عمران اس ویڈیو کو دیکھے گا تو یقیناً پاگل ہو جائے گا یا خودکشی کر لے گا“...... خباثی نے کہا۔

”اچھا۔ تو انسانی دنیا میں ہونے والی ترقی کے اثرات تم تک بھی پہنچ گئے ہیں“...... مگھومل نے کہا۔

”ہم میں سے جس کا تعلق انسانوں سے ہو جاتا ہے اس تک

اس ترقی کے اثرات پہنچتے ہیں“...... خباثی نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ ایسے ہی کرتے ہیں۔ نلتری تم جاؤ اور ایک لڑکی اٹھا لاؤ“...... مگھومل نے پہلے نلتری اور پھر خباثی سے کہا تو وہ دونوں غائب ہو گئیں اور مگھومل اپنے اس اقدام کے بارے میں ہی سوچنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ عمران اپنی ساتھی جولیا کی موت کا اتنا اثر یقیناً لے گا اور اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے گا اور اسی دوران اس کی غلام طاقتوں کو موقع مل جائے گا اور وہ عمران کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔

اس قدر تیز غراہٹ کی آواز جوزف کے منہ سے نکلی تھی۔ جوزف آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا کہ اس کی غراہٹ سن کر باقی سب چونک پڑے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے پوچھا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کیا اس شیطان نے جولیا کو قتل کر دیا ہے۔ سارے واقعہ کی فلم انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تھی مگر اس کے باوجود ان کا دل یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھا۔

''باس۔ جولیا بالکل خیریت سے ہے۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ آپ فکر نہ کریں''...... جوزف نے اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

''تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو''...... عمران نے چونک کر جوزف کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''باس۔ میں نے عظیم وچ ڈاکٹر فادر جوشوا کی روح سے رابطہ کیا ہے اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ جولیا بالکل ٹھیک ہے''۔ جوزف نے کہا۔

''بہرحال ہم نے ہر حال میں کافرستان کے شہر آشیام میں جانا ہے''...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''جوزف اگر تمہاری بات سچ ہوئی تو میں تمہیں بہت بڑی دعوت دوں گا''...... تنویر نے جوشیلے لہجے میں جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''شکریہ تنویر صاحب۔ آپ دعوت رہنے دیں''...... جوزف نے کہا۔

''چار بجنے میں ایک گھنٹہ باقی ہے۔ ہمیں جلد از جلد ایئر پورٹ پہنچنا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب کھڑے ہو گئے اور پھر ایک کار میں سوار ہو کر ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا اور پھر چار بجے ان کی فلائٹ روانہ ہو گئی۔ چونکہ وہ کافرستان کسی مشن پر نہیں جا رہے تھے اور نہ ہی ان کا مقابلہ کافرستان کی کسی سرکاری ایجنسی سے ہونا تھا اس لئے وہ اپنے اصلی حلیوں میں تھے۔

جولیا کے اغوا کی وجہ سے عمران کی شوخی بھی ہوا ہو گئی تھی اور پچھلے چار گھنٹوں سے اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ ان کی فلائٹ کافرستان پہنچ گئی۔ اس وقت صبح کا اجالا پھیل رہا تھا۔ آشیام شہر کے لئے دارالحکومت سے نان سٹاپ اے سی بسیں چلتی تھیں اور

ہر تین گھنٹے بعد ٹرین بھی جاتی تھی۔ ریلوے اسٹیشن پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ ٹرین ابھی بیس منٹ پہلے گئی ہے اور اگلی ٹرین دو گھنٹے چالیس منٹ بعد جائے گی اس لئے وہ ریلوے اسٹیشن سے بس ٹرمنل پر آ گئے جہاں ایک بس روانگی کے لئے تیار کھڑی تھی۔ انہوں نے ٹکٹ لئے اور بس میں سوار ہو گئے۔ بس نے انہیں پانچ گھنٹے بعد آشیام پہنچانا تھا۔ بس میں ان کی سیٹیں ساتھ ساتھ ہی تھیں۔ عمران کے ساتھ جوزف بیٹھا ہوا تھا جبکہ صفدر اور تنویر ان سے پچھلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''باس۔ ان شیطانی طاقتوں نے تو آپ کو بہت تنگ کرنا شروع کر دیا ہے''...... جوزف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ کچھ ایسا ہی لگتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ آخر شیطان کو آپ سے کیا دشمنی ہو گئی ہے''...... جوزف نے پوچھا۔

''شیطان نہ صرف میرا بلکہ تمام انسانوں کا کھلا دشمن ہے لیکن بعض اوقات انسان اسے دشمن نہیں دوست سمجھتے ہیں''...... عمران نے جوزف کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ تم بجائے شیطان کی طاقتوں سے الجھنے کے سیدھے اس شیطان کے پاس جاؤ اور اس کی گردن دبا دو''...... جوزف نے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''باس۔ کیا میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ جو بڑا شیطان ہے جسے ابلیس کہتے ہیں اسے میں گولی مار کر ہلاک کر سکتا ہوں گا''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''باس۔ تم اسے قتل نہیں کر سکتے تو مجھے اس کا پتہ بتاؤ۔ میں ایک جھٹکے میں اس کی گردن توڑ دوں گا''...... جوزف نے کہا۔

''تم واقعی شیطان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے یا مجھے بے وقوف بنا رہے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''باس۔ میں جانتا ہوں۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس شیطان مردود کی پوجا کرتے ہیں اور اس مردود کو قیامت کے دن ہی موت آئے گی''...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو تم مجھے بے وقوف کیوں بنا رہے ہو'' ...... عمران نے پوچھا۔

''باس۔ تمہارے ساتھ رہنے کا کچھ مجھے بھی تو فائدہ ہونا چاہئے نا''...... جوزف نے ایک مرتبہ پھر معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

''وہ کیا کہتے ہیں خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے''۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر اور تنویر بھی ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ سلیمان کیا کم تھا کہ اب جوزف بھی بولنے لگ گیا ہے''...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم نے سنا نہیں ابھی تنویر نے کیا کہا ہے''...... اس مرتبہ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''باس۔ مجھے شدید خطرہ محسوس ہو رہا ہے''...... اچانک جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہمیں فوری طور پر اس بس سے نیچے اتر جانا چاہئے''...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے شیشے سے پردہ ہٹا کر دیکھا تو بس ایک پہاڑی راستے سے گزر رہی تھی۔ بس کے اس سائیڈ پر سینکڑوں فٹ گہری کھائیاں تھیں اور ان گہرائیوں میں ایک دریا رواں دواں تھا جس کا پانی انتہائی تیز تھا۔ پانی اپنے راستے میں پڑے ہوئے بڑے بڑے پتھروں سے ٹکرا رہا تھا۔

یہ منظر بہت ہی دلکش تھا لیکن یہ وقت اس خوبصورت منظر کو انجوائے کرنے کا نہیں تھا۔ عمران جانتا تھا کہ جوزف میں خطرے کو بھانپنے والی حس بہت تیز ہے۔ اب جوزف نے خطرہ محسوس کیا تھا تو کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ عمران نے فیصلہ کیا کہ انہیں بس رکوا کر نیچے اتر جانا چاہئے۔ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ اپنی سیٹ سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا۔ بس لہرائی اور ڈرائیور سے بے قابو ہو گئی۔ بس میں سوار تمام مسافر خوف سے چلا اٹھے لیکن ان کے چلانے کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور بس بے قابو ہو کر گہری کھائیوں میں گرنے لگی۔ جس انداز میں بس سینکڑوں فٹ نیچے گر رہی تھی کسی ایک مسافر کے بچ جانے کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔

''آقا۔ آقا۔ آپ کا دشمن آپ کو قتل کرنے کے لئے پاکیشیا سے چل پڑا ہے''...... مگھومل اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ نلتری گھبرائی ہوئی وہاں ظاہر ہوئی اور اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کس میں یہ جرأت ہے کہ مجھے قتل کرنے کے بارے میں سوچے''...... مگھومل نے درندوں جیسی آواز میں غراتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ کیا آپ اپنے دشمن کو بھول بھی گئے''...... نلتری نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں بھولا نہیں ہوں۔ اپنے دشمن کو میں بھلا کیسے بھول سکتا ہوں''...... مگھومل نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔ اس کی غراہٹ سن کر نلتری مزید سہم گئی تھی۔

''آقا۔ آپ ناراض نہ ہوں بلکہ دشمن کے خاتمے کے بارے

میں سوچیں''...... نلتری نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ کس ذریعے سے پاکیشیا آ رہا ہے''...... مگھو مل نے نلتری سے پوچھا۔

''آقا۔ یہ ہوائی جہاز پر آ رہے ہیں''...... نلتری نے مگھو مل کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کتنے لوگ ہیں یہ''...... مگھو مل نے پوچھا۔

''آپ کا دشمن اور اس کے ساتھ تین افراد اور بھی ہیں''۔ نلتری نے کہا۔

''ان سب کو کافرستان آنے دو۔ پھر دیکھو میں ان کا کیا حشر کرتا ہوں''...... مگھو مل نے کہا۔

''آپ سب کچھ کر سکتے ہیں آقا''...... نلتری نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''تم اس عمران کو چھو نہیں سکتیں لیکن اس کی نگرانی تو کر سکتی ہو''۔ مگھو مل نے کہا۔

''ہاں۔ آقا۔ میں کچھ فاصلے پر رہ کر ان کی نگرانی کر سکتی ہوں''۔ نلتری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ان کی نگرانی کرو اور ایک ایک لمحے کی رپورٹ مجھے دیتی رہو''...... مگھو مل نے کہا۔

''بہت بہتر آقا۔ کیا اب میں جاؤں''...... نلتری نے ایک مرتبہ پھر سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم اب جاؤ''...... مگھو مل نے کہا اور پھر وہ اچانک کمرے سے غائب ہو گئی۔

''شالتری اور خباثی حاضر ہوں''...... مگھو مل نے بلند آواز میں کہا تو وہ دونوں کمرے میں ظاہر ہو گئیں۔ انہوں نے کمرے میں ظاہر ہوتے ہی مگھو مل کے سامنے سر جھکا دیئے۔

''کیا تم دونوں میرے دشمن عمران کے قریب نہیں جا سکتیں''۔ مگھو مل نے پوچھا۔

''ہاں آقا۔ آپ کا دشمن ہے تو عام انسان لیکن اس کے باوجود ہم اس کے قریب نہیں جا سکتیں کیونکہ اس کے گرد ہر وقت روشنی کا حصار رہتا ہے''...... شالتری نے کہا۔

''تم اس کے قریب مت جاؤ مگر دور سے اس پر وار کرو۔ میرا مطلب ہے تم اس پر فائرنگ تو کر سکتی ہو کسی کو بھی نظر آئے بغیر''...... مگھو مل نے پوچھا۔

''آقا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ ہم تو لوہے کو چھو بھی نہیں سکتیں''۔ اس مرتبہ خباثی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا ابھی تک مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا''...... مگھو مل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ ہماری بھی کچھ حدود ہیں اور ہم ان حدود سے باہر تو نہیں نکل سکتیں۔ آپ کا یہ دشمن خاص انسان ہے اسی لئے ہمیں کچھ دقت پیش آ رہی ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہمیں ایسا موقع

ضرور ملے گا جب ہم آپ کے اس دشمن کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی''...... خباثی نے کہا۔

''اگر تم عمران کا خاتمہ نہ کر سکیں اور وہ یہاں تک پہنچ گیا تو میں خود اپنے ہاتھوں سے اس کا خاتمہ کر دوں گا۔ میرے اندر دس سانڈوں کے برابر طاقت ہے۔ میں اپنے دشمن کا قیمہ بنا دوں گا''......مگھو مل نے غراتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ یقیناً ایسا ہو گا ہم آپ کی طاقت بڑھانے کے لئے ایک کوشش کریں''...... خباثی نے پوچھا۔

''تم کیا کوشش کرو گی''......مگھو مل نے پوچھا۔

''آقا۔ ہم دونوں ایک سانڈ پکڑ لاتی ہیں۔ آپ اس پر رتی عمل کرنے کے بعد اسے ہلاک کر دیں اور اس کا سارا خون پی کر اور اس کا گوشت بھی کھا جائیں۔ اس عمل سے اس سانڈ کی ساری طاقت آپ میں آجائے گی''...... خباثی نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے تم ایک سانڈ پکڑ لاؤ''......مگھو مل نے کہا تو وہ دونوں یکدم غائب ہو گئیں۔ ان کے غائب ہوتے ہی نلتری آ گئی۔

''ہاں نلتری۔ کہاں تک پہنچے ہیں میرے دشمن''......مگھو مل نے نلتری سے پوچھا۔

''آقا۔ آپ کے دشمن کافرستان کے دارالحکومت پہنچ چکے ہیں''۔ نلتری نے کہا۔

''آنے دو۔ آنے دو ان کو۔ میں آشیام کے شمشان گھاٹ میں ان کی ارتھیوں کو آگ لگاؤں گا''......مگھو مل نے بھیانک لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ آپ کے دشمن کے ساتھ ایک حبشی جوزف بھی ہے''۔ نلتری نے کہا۔

''ہے تو ہوتا رہے۔ مجھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے''......مگھو مل نے کہا۔

''آقا۔ اس جوزف کے سر پر افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کا ہاتھ ہے۔ آپ کے دشمن کی طرح یہ بھی بہت خطرناک ہے بلکہ آپ کے دشمن سے بھی زیادہ خطرناک ہے''......نلتری نے کہا۔

''مجھ سے بڑھ کر خطرناک کوئی بھی نہیں''...... مگھو مل نے متکبرانہ انداز میں کہا۔

''ہاں آقا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے''...... نلتری نے خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

''جب مجھے مکمل یقین ہو جائے گا کہ تم تینوں میرے لئے بالکل بیکار ہو تو میں تم تینوں کو آگ میں جلا کر بھسم کر دوں گا''۔ مگھو مل نے کہا تو اس کی بات سن کر نلتری کے چہرے پر خوف کے تاثرات پیدا ہو گئے۔ جس سے اس کا بھیانک چہرہ اور بھی بھیانک ہو گیا۔

''آقا۔ ہم تو آپ کی غلام طاقتیں ہیں۔ آپ کا ہر حکم بجا لاتی

ہیں''...... نلتری نے کہا۔

''تم خاک طاقتیں ہو۔ کیا کام کیا ہے تم تینوں نے اب تک میرا۔ ایک دشمن تو تم سے مارا نہیں گیا''...... مگھو مل نے غراتے ہوئے کہا تو نلتری خاموش ہو گئی کیونکہ واقعی وہ تینوں یہ کام نہیں کر سکتی تھیں۔

''آقا۔ مجھے اجازت دیں۔ میں آپ کے علاقے میں موجود تمام انسانوں کا خون پی جاتی ہوں''...... نلتری نے کہا۔

''اس علاقے میں میرا ایک بھی دشمن نہیں ہے۔ سب میرے اپنے ہیں۔ میں انہیں کیوں ختم کراؤں۔ خاتمہ تو میں اپنے دشمن کا چاہتا ہوں جو تم سے ہو نہیں رہا''...... مگھو مل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ بس ایک لمحے کے لئے ہمیں موقع مل جائے تو پھر آپ کے اس دشمن کا خاتمہ مشکل نہیں ہو گا''...... نلتری نے کہا اور اسی لمحے شالتری اور خباثی بھی کمرے میں ظاہر ہو گئیں۔

''کیا سانڈ پکڑ لائی ہو''...... مگھو مل نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں آقا۔ قریبی جنگل میں سانڈ موجود ہے اور ہم نے اسے بے بس کر دیا ہے''...... شالتری نے کہا۔

''نلتری۔ تم میرے دشمنوں کی طرف جاؤ اور ان کی نگرانی کرو اور پھر جنگل میں آ کر مجھے ان کے متعلق بتاؤ''...... مگھو مل نے

نلتری سے کہا۔

''تم دونوں میرے ساتھ چلو''...... مگھو مل نے شالتری اور خباثی سے کہا۔

''بہتر آقا۔ دونوں نے یک زبان ہو کر کہا اور پھر وہ تینوں جنگل میں آ گئے۔ جنگل میں ایک جگہ ایک سانڈ موجود تھا۔ وہ بالکل ہی ساکت کھڑا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ پتھر کا مجسمہ ہو۔ شالتری نے اپنے ایک عمل سے اسے ساکت کیا تھا۔ صرف اس کی آنکھیں تھیں جو ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔ ان تینوں کو دیکھ کر سانڈ کی آنکھوں میں چنگاریاں سی سلگنے لگی تھیں جبکہ مگھو مل اسے دیکھ کر خوش ہو گیا تھا۔

یہ بہت ہی طاقتور سانڈ تھا اور مگھو مل جانتا تھا کہ رتی عمل کر کے اس نے اس سانڈ کا خون پی لیا اور گوشت کھا لیا تو اس سانڈ کی ساری طاقت اس کے جسم میں آ جائے گی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا سانڈ کے قریب پہنچ گیا اور اس کے جسم پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ سانڈ کی آنکھوں میں غصے کے تاثرات تھے۔ سانڈ کے جسم پر ہاتھ پھیرتے پھیرتے مگھو مل نے اپنی بڑی سی جیب سے ایک تیز دھار چھری نکال لی۔ مگھو مل کے چہرے پر سفاکی آمیز مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر اس نے چھری سانڈ کی آنکھوں کے سامنے لہرائی لیکن سانڈ کی آنکھوں کے تاثرات میں کسی قسم کی تبدیلی نہ آئی۔ اس کی آنکھوں سے بدستور چنگاریاں سی نکلتی محسوس ہو رہی تھیں۔

مگھو مل آلتی پالتی مار کر زمین پر بیٹھ گیا اور چھری اس نے اپنے سامنے رکھ لی۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور عمل پڑھنے لگا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ آنکھیں بند کئے عمل پڑھتا رہا۔ اس دوران شالتری اور خباثی خاموشی سے ایک طرف کھڑی رہیں۔ آدھے گھنٹے بعد مگھو مل نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہو گیا تھا جبکہ چہرے پر موجود خباثت بھی بڑھ چکی تھی۔

''اس سانڈ کو زمین پر گرا دو''...... مگھو مل نے ان دونوں سے کہا تو دوسرے ہی لمحے سانڈ زمین پر گر گیا۔ مگھو مل نے چھری اٹھائی اور اس کی طرف بڑھا۔ مگھو مل سانڈ کی گردن کے قریب بیٹھ گیا اور پھر اس نے چھری سانڈ کی گردن پر چلا دی۔ تیز دھار چھری نے سانڈ کی گردن کاٹ دی اور پھر وہاں سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ مگھو مل نے سانڈ کی شہ رگ سے منہ لگا لیا اور غٹاغٹ خون پینے لگا۔ خون پینے کی آوازیں اس طرح آنے لگی جیسے کوئی درندہ کسی معصوم جانور کا خون پی رہا ہو۔

اسی دوران وہاں ارد گرد اندھیرا چھا گیا تھا اور اس اندھیرے میں ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کئی بدروحیں رقص کر رہی ہوں اور ہنس رہی ہوں۔ ہوا میں بھی ایسی آوازیں شامل ہو گئی تھیں جیسے کئی درندے مل کر غرا رہے ہوں۔ ماحول اتنا خوفناک ہو گیا تھا کہ اس لمحے اگر کوئی انسان یہاں آ جاتا تو اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا۔

شالتری اور خباثی کے بڑے بڑے بھیانک دانت باہر نکل آئے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر شیطانی مسکراہٹ تھی اور وہ مگھو مل کو سانڈ کا خون پیتے ہوئے اتنی دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں جیسے وہ اپنا پسندیدہ منظر دیکھ رہی ہوں۔ ان کی زبانیں بھی منہ سے باہر نکل آئی تھیں اور کتے کی طرح ان کی زبانوں سے رال بھی ٹپک رہی تھی۔

مگھو مل اس بھیانک موحول میں سانڈ کا خون پینے میں مصروف تھا۔ خوفناک آوازیں، شیطانی مخلوق کا رقص، فضا میں درندوں کی غراہٹیں اس پر بالکل اثر نہیں کر رہی تھیں۔ تقریباً پندرہ منٹ تک وہ سانڈ کا خون پیتا رہا۔ اس نے سانڈ کے خون کا آخری قطرہ تک پی لیا۔ جب سانڈ کی شہ رگ سے خون نکلنا بند ہو گیا تو اس نے اپنا منہ پیچھے ہٹا لیا۔ اس کا چہرہ اور آنکھیں خون کی مانند سرخ تھیں۔ اس کے ہونٹوں پر خون لگا ہوا تھا۔ اس خون کو اس نے اپنی آستین سے صاف کیا۔ اس وقت اس کا چہرہ بہت ہی بھیانک نظر آ رہا تھا اور وہ کسی عفریت سے بھی بڑھ کر خوفناک ہو گیا تھا۔

مگھو مل نے ایک ڈکار لی اور پھر چھری اٹھا کر سانڈ کے مردہ جسم کے قریب ہی بیٹھ گیا اور اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھانے لگا۔ صرف ایک ہی گھنٹے میں وہ سانڈ کا تمام گوشت کھال سمیت کھا گیا تھا۔ اب اس کے سامنے سانڈ کی کھوپڑی اور پائے پڑے ہوئے تھے۔ وہ زمین سے اٹھا اور اس نے ایک بھرپور انگڑائی لی۔

یہ شیطانی عمل کا نتیجہ تھا کہ ایک مکمل سانڈ کھا جانے کے باوجود ابھی اس کی بھوک باقی تھی اور اسے لگ رہا تھا کہ وہ ایک اور سانڈ کھا جائے گا۔

''آقا۔ اجازت ہو تو سانڈ کی کھوپڑی اور پائے ہم کھا لیں''۔ شالتری نے رال ٹپکاتے ہوئے مگھومل سے پوچھا۔

''کھا لو اور خوب عیش کرو''...... مگھومل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آقا۔ آپ کھوپڑی کو دو برابر حصوں میں کاٹ دیں تاکہ ہم دونوں میں جھگڑا نہ ہو''...... خباثی نے کہا تو مگھومل نے ایسا ہی کیا اور پھر شالتری اور خباثی دونوں کھوپڑی کھانے لگیں جبکہ مگھومل انہیں دلچسپی سے دیکھنے لگا۔ ابھی انہوں نے کھوپڑی ختم نہیں کی تھی کہ نلتری آ گئی۔ اس نے شالتری اور خباثی کو کھوپڑی کھاتے ہوئے دیکھا تو اس کا منہ بن گیا۔

''تم ناراض کیوں ہوتی ہو نلتری۔ ان چاروں پایوں میں سے دو تم کھا لو''...... مگھومل نے کہا تو نلتری فوراً ہی آگے بڑھی اور اس نے دو پائے اٹھا لئے۔

''یہ کھوپڑی کا نعم البدل تو نہیں ہیں پھر بھی آپ کا بہت بہت شکریہ آقا''...... نلتری نے مگھومل سے کہا اور پھر وہ سانڈ کے پائے کھانے میں مصروف ہو گئی۔

''میرے دشمن کہاں تک پہنچ چکے ہیں''...... مگھومل نے نلتری

سے پوچھا۔

''وہ ایک بس کے ذریعے آشیام شہر آ رہے ہیں''...... نلتری نے جواب دیا۔

''آشیام شہر پہنچنے میں انہیں اور کتنا وقت لگے گا''...... مگھومل نے پوچھا۔

''آقا۔ انہیں دو اڑھائی گھنٹے اور لگ جائیں گے آشیام پہنچنے تک''...... نلتری نے کہا۔

''آقا۔ اگر اجازت ہو تو ایک نظر میں بھی انہیں دیکھ لوں''۔ خباثی نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہاں۔ تم جا کر انہیں دیکھ آؤ اور پھر مجھے کوئی اچھا سا مشورہ بھی دو''...... مگھومل نے کہا تو خباثی غائب ہو گئی۔

''آؤ۔ اب ہم گھر چلتے ہیں''...... مگھومل نے نلتری اور شالتری سے کہا اور پھر وہ تینوں واپس گھر آ گئے۔ اسی لمحے خباثی بھی واپس آ گئی۔ اس کے چہرے پر ابلیسی ہنسی موجود تھی۔

''آقا۔ آپ کے دشمن جس بس میں سوار ہیں وہ اس وقت ایک خطرناک پہاڑی راستے سے گزر رہی ہے جس کی دونوں طرف گہری کھائیاں ہیں۔ اگر بس کا ٹائر دھماکے سے پھٹ جائے تو بس بے قابو ہو کر ان کھائیوں میں جا گرے گی اور بس میں موجود تمام مسافروں کا قیمہ بن جائے گا''...... خباثی نے جوشیلے لہجے میں کہا تو مگھومل خوش ہو گیا۔

"لیکن بس کا ٹائر پھٹے گا کیسے"...... مگھو مل نے پوچھا۔

"آقا یہ کام تو ہم تینوں میں سے کوئی بھی کر سکتی ہے"۔ خباثی نے مگھو مل سے کہا۔

"اوہ۔ کیا واقعی"...... مگھو مل نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

"ہاں آقا۔ یہ کام ہمارے لئے بہت آسان ہے"...... شالتری نے کہا۔

"پھر تم مجھے کیا بتانے آئی ہو۔ جاؤ اور بس کو گہری کھائیوں میں گرا دو اور میرے دشمنوں کو یقینی موت سے ملا دو"...... مگھو مل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ آپ کی اجازت ضروری تھی اس لئے آپ کو بتانے میں یہاں چلی آئی"...... خباثی نے کہا۔

"اجازت ہے جاؤ"...... مگھو مل نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو خباثی ایک مرتبہ پھر غائب ہو گئی اور پھر چند منٹوں بعد وہ دوبارہ ظاہر ہو گئی۔ اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔ اس مسکراہٹ کو دیکھ کر مگھو مل کے چہرے پر بھی شیطانی مسکراہٹ آ گئی۔ شالتری اور نلتری بھی خوش ہو گئیں۔

"لگتا ہے کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ہو"...... مگھو مل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں آقا۔ آپ کے دشمن جس بس میں سوار تھے وہ بس گہری

کھائیوں میں گر گئی ہے۔ بس میں سوار ایک انسان بھی زندہ نہیں بچا"...... خباثی نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو خباثی کی بات سن کر شالتری اور نلتری تو باقاعدہ رقص کرنے لگیں۔ انہیں رقص کرتے دیکھ کر خباثی بھی ان کے ساتھ محو رقص ہو گئی۔ مگھو مل بھی زور زور سے سر ہلا کر خوشی کا اظہار کرنے لگا اور بڑی دلچسپی سے ان کا رقص دیکھنے لگا۔

"آقا۔ بڑے آقا تک یہ خبر پہنچ گئی ہو گی اور وہ آپ پر بہت خوش ہوں گے۔ میں ان کے پاس جاتی ہوں اور پوچھ کر آتی ہوں کہ وہ آپ کے اعزاز میں کب جشن منا رہے ہیں۔ اس جشن میں وہ آپ کو اپنا بڑا نائب مقرر کریں گے"...... کچھ دیر رقص کرنے کے بعد وہ تینوں رکیں تو خباثی نے مگھو مل سے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ تم جاؤ اور جلدی واپس آنا۔ میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں"...... مگھو مل نے کہا تو خباثی ایک بار پھر کمرے سے غائب ہو گئی۔

"اس الماری میں سے شراب کی بوتل اور گلاس اٹھا کر مجھے دو"...... مگھو مل نے نلتری سے کہا تو نلتری الماری کی طرف بڑھی اور اس نے الماری میں سے شراب کی بوتل اور ایک گلاس نکالا اور دونوں مگھو مل کو لا کر دے دیئے۔ مگھو مل نے بوتل کھول کر گلاس شراب سے بھر لیا اور پھر ایک ہی سانس میں اس نے گلاس خالی کر دیا۔ اس کے بعد اس نے گلاس دوبارہ بھرا اور اسے بھی ایک ہی

سانس میں خالی کر گیا۔

''آقا۔ جب بڑے آقا کے دربار میں آپ کے اعزاز میں جشن ہو جائے تو اس کے بعد آپ نے یہاں بھی ایک بہت بڑے جشن کا اہتمام کرنا ہے''...... شالتری نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ میں اتنا شاندار جشن مناؤں گا کہ آج تک شیطانی دنیا میں ایسا جشن نہیں منایا گیا ہو گا''...... مکھومل نے کہا۔

''اچھا آقا۔ وہ کس طرح''...... شالتری نے متجسس لہجے میں مکھومل سے پوچھا تو اس کے چہرے پر موجود شیطانی ہنسی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا اور اس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔

''میں جشن کی محفل کے شرکاء کو چھوٹے بچوں کا خون اور دل پیش کروں گا''...... مکھومل نے طاغوتی لہجے میں کہا تو نلتری اور شالتری خوشی سے اچھلنے لگیں۔

''آقا۔ کیا ہم بھی اس جشن میں شریک ہوں گی''...... نلتری نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ سب اس جشن میں شامل ہوں گے''۔ مکھومل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے خباثی واپس آ گئی اور خباثی کا چہرہ دیکھ کر مکھومل حیرت سے اچھل پڑا۔

بس کا ٹائر پھٹنے کے ساتھ ساتھ بس کے کئی شیشے بھی چھناکے کے ساتھ ٹوٹ گئے تھے اور کئی مسافر اچھل کر بس سے باہر جا گرے تھے۔ عمران، جوزف، تنویر اور صفدر بھی اچھل کر بس سے باہر جا گرے تھے۔ ڈھلوان میں ایک چوڑا اور بہت بڑا پتھر تھا۔ وہ چاروں اس پتھر پر جا گرے اور بس ان کے سامنے ہزاروں فٹ گہری کھائیوں میں گرتی چلی گئی۔ ان کے علاوہ جو مسافر اچھلنے کی وجہ سے بس سے باہر آ گرے تھے ان میں سے کچھ تو لڑھک کر کھائیوں میں جا گرے تھے اور جو سڑک پر گرے تھے وہ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو چکے تھے۔

ڈھلوان کے اس پتھر سے سڑک پر آنا کچھ مشکل نہیں تھا اس لئے وہ فوراً ہی سڑک پر آ گئے۔ ان کے جسم کے مختلف حصوں سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں لیکن وہ شدید زخمی نہیں تھے۔ انہوں نے سڑک

پر پڑے ہوئے مسافروں کا بھی معائنہ کیا۔ ان میں بھی کوئی شدید زخمی نہیں تھا۔ وہ ان بچ جانے والے مسافروں کی طرف سے مطمئن ہو کر عمران کے اشارے پر آگے بڑھنے لگے۔

"عمران صاحب۔ یہ کیا تھا۔ کیا یہ ہم پر حملہ تھا"...... صفدر نے پوچھا۔

"لگتا تو ایسے ہی ہے کہ یہ ہمیں مارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جوزف نے خطرہ محسوس کر کے مجھے آگاہ کیا تھا لیکن مجھے بس رکوانے میں تاخیر ہو گئی"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمارا اس طرح بچ جانا بہت حیرت انگیز ہے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے ہی تو کہتے ہیں کہ معجزانہ طور پر بچ جانا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہمیں وچ فادر ڈاکٹر جوشوا کی روح نے بچایا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"ہماری زندگی ابھی باقی ہے اس لئے ہم بچ گئے۔ موت کا وقت آچکا ہوتا تو ہم مارے جاتے۔ مرنے والے کو وچ ڈاکٹر کی روح نہیں بچا سکتی اور ابھی جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو اسے وچ ڈاکٹر کی روح مار نہیں سکتی"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمارا اس طرح بچ جانا واقعی حیرت انگیز ہے۔ ذرا اس منظر کو ایک بار ذہن میں لائیں تو سہی۔ ہم جس منظ

سے ابھی گزرے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یہ سب اوپر والے کی باتیں ہیں جو ہماری سمجھ میں آنے والی نہیں"...... عمران نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب۔ اب ہم اپنی منزل پر کیسے پہنچیں گے۔ کیا ہمیں پیدل چلنا ہو گا"...... صفدر نے پوچھا۔

"جس نے ہمیں یقینی موت سے بچایا ہے وہی ہمارا آشیام تک پہنچنے کا کوئی راستہ بھی بنا دے گا۔ تم پریشان کیوں ہو رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"کیا شیطانی طاقتیں ہم پر دوبارہ بھی حملہ کر سکتی ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ان کے شر سے بچنے کے لئے دل ہی دل میں قرآنی آیات پڑھتے رہو۔ یہ شیطانی مخلوق ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی"...... عمران نے کہا اور یہ بات تو وہ سب بھی جانتے تھے اور اس سفر کے دوران وہ زیادہ تر زیر لب قرآنی آیات کا ورد کرتے رہے تھے۔ اس بات کی ہدایت تو انہیں ایکسٹو نے بھی کر دی تھی۔

انہیں پیدل چلتے ہوئے آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا۔ پھر انہیں بس چلنے کی آواز سنائی دی تو انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ انہیں ایک بس آتی ہوئی دکھائی دی تو انہوں نے بس کو رکنے کا

اشارہ کیا۔ بس ان کے قریب آ کر رک گئی۔ بس آشیام ہی جا رہی تھی۔ وہ بس میں سوار ہوئے اور پھر انہیں آشیام تک پہنچنے میں کافی زیادہ وقت لگا کیونکہ یہ نان سٹاپ بس نہیں تھی۔ آشیام تک پہنچتے پہنچتے اس نے کئی سٹاپ کئے تھے۔ آشیام کا شمار کافرستان کے بڑے شہروں میں ہوتا تھا۔ شہر میں کئی ہوٹل تھے۔ انہوں نے بھی ایک ہوٹل میں ایک کمرہ لیا اور ہوم سروس کو چائے بھجوانے کا کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا مکھو مل کا ایڈریس ہے آپ کے پاس"۔ صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں۔ فی الحال تو نہیں معلوم لیکن جلد ہی معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر اسی لمحے ویٹر ان کے لئے چائے لے آیا۔ اس نے چائے کے برتن میز پر رکھ دیئے۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے ویٹر سے پوچھا۔

"نرائن شرما"...... ویٹر نے عمران کو اپنا نام بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے جیب میں سے چند بڑے نوٹ نکال لئے اور پھر اس نے ایک نوٹ ویٹر کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"شکریہ صاحب"...... ویٹر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس نے نوٹ جیب میں ڈال لیا۔

"ہمارا ایک مسئلہ ہے اور ہم وہ مسئلہ کسی عامل سے حل کرانا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"آشیام شہر میں بہت سے عامل رہتے ہیں۔ آپ میرے

ساتھ چلیں۔ میں آپ کو بہت ہی اچھے عامل سے ملوا دیتا ہوں"۔ ویٹر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم تو ایک عامل کی تعریف سن کر آئے ہیں۔ ہم صرف اسی سے ملیں گے۔ مکھو مل کا نام سنا ہے تم نے"...... عمران نے ویٹر سے پوچھا۔

"یس سر۔ میں جانتا ہوں اسے"...... ویٹر نے کہا۔

"تم ہمیں اس کا ایڈریس بتا دو۔ ہم خود اس سے مل لیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"سر۔ شرما روڈ پر ایک شمشان گھاٹ ہے۔ اس شمشان گھاٹ کے قریب ہی اس مکھو مل کا گھر ہے۔ آپ جس سے بھی پوچھیں گے وہی آپ کو بتا دے گا"...... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ امید ہے کہ ہم آسانی سے مکھو مل تک پہنچ جائیں گے"...... عمران نے ویٹر سے کہا تو وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ ویٹر کو کمرے سے باہر نکلے ابھی چند منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ باہر بھاری بوٹوں کی آواز گونجی اور پھر ان کے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا اور تقریباً دس کے قریب افراد اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے پولیس کی وردیاں پہنی ہوئی تھیں۔

"یہ کیا طریقہ ہے اندر آنے کا"...... عمران نے غصیلے لہجے میں ان سے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم تمہیں گرفتار کرنے کے لئے آئیں

گے تو بارات ساتھ لے کر آئیں گے“...... پولیس آفیسر نے کہا جبکہ دیگر پولیس والوں نے ان پر اسلحہ تان لیا۔

”گرفتار کرنے۔ مگر کس جرم میں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کسی دوسرے ملک میں جاکر ان کے راز چرانا یا چرانے کی کوشش کرنا جرم نہیں ہے تو اور کیا ہے“...... پولیس آفیسر نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ہم نے راز چرانا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب انجان کیوں بن رہے ہو۔ پاکیشیائی ایجنٹو۔ میں تو تمہیں تھانے لے جاؤں گا اوروہاں ایسی چھترول کروں گا کہ نانی یاد آجائے گی“...... پولیس آفیسر نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

”تمہیں بہت بڑی غلط فہی ہوئی ہے ہم سیاح ہیں“...... عمران نے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے ملنے والی اطلاع کبھی غلط نہیں ہوسکتی۔ تم پکے جاسوس ہو“...... پولیس آفیسر نے کہا۔

”تم ہمارے کاغذات دیکھ سکتے ہو۔ ہم انٹرنیشنل ٹورازم کارپوریشن کے ممبر ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ثبوت دیکھنا، کاغذات کی جانچ پڑتال کرنا گواہیاں سننا یہ

سب فضول کام عدالتوں میں ہوتے ہیں۔ میں تو ابھی باہر لے جا کر راستے میں تم چاروں کو گولیاں مار دوں گا اور رپورٹ میں لکھ دوں گا کہ تم چاروں انتہائی خطرناک جاسوس تھے اور گرفتاری کے بعد تم نے فرار ہونے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں ہم پر سرکار انعامات کی بارش کر دے گی“...... پولیس آفیسر نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہی تو غلط فہمی ہے آفیسر۔ جب ہماری موت کی اطلاع ہماری کارپوریشن کو پہنچے گی تو اس نے عالمی سطح پر کافرستان کے خلاف محاذ بنا لینا ہے جس سے تمہاری سرکار کو بہت بڑا دھچکا پہنچے گا اور تمہاری سرکار تم سب کو سزائے موت دینے پر مجبور ہو جائے گی“...... عمران نے کہا۔

”وہ سب بعد کی باتیں ہیں۔ فی الحال تو میں تمہیں گرفتار کر رہا ہوں“...... پولیس آفیسر نے کہا۔

”ان چاروں کو گرفتار کر لو۔ اگر کوئی مزاحمت کرتے تو اسے فوری گولی مار دینا“...... اس مرتبہ پولیس آفیسر نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ تمام پولیس والوں کے پاس جدید اسلحہ تھا اور ان کے اسلحہ کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف تھا اس لئے وہ فی الحال مزاحمت نہیں کرنا چاہتے تھے۔

’’کیا ہوا خباثی۔ تم اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو‘‘...... مگھومل نے خباثی کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’آقا۔ مہان آقا نے بتایا ہے کہ آپ کا دشمن نہیں مارا جا سکا۔ وہ ابھی زندہ ہے‘‘...... خباثی نے مایوس کن لہجے میں کہا۔

’’تو کیا تم نے مجھے غلط اطلاع دی تھی۔ مجھے دھوکا دیا تھا تم نے‘‘...... مگھومل نے چیختے ہوئے کہا۔

’’میں نے غلط اطلاع نہیں دی تھی آقا۔ میرے منصوبے پر تو مہان آقا بھی بہت خوش ہیں اور انہوں نے میری تعریف کی ہے۔ بس اتنے مسافروں سمیت گہری کھائیوں میں جا گری ہے‘‘...... خباثی نے کہا۔

’’تو پھر یہ بتاؤ کہ میرا دشمن کیسے بچ گیا‘‘...... مگھومل نے پوچھا۔

’’آقا۔ بس کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ چونکہ شیشے بڑے بڑے تھے اس لئے آپ کا دشمن اپنے ساتھیوں سمیت باہر جا گرا۔ ان کے ساتھ ساتھ بس کے اور مسافر بھی باہر جا گرے تھے‘‘۔ خباثی نے کہا۔

’’بس کے شیشے کیسے ٹوٹ گئے۔ کیا عمران نے یہ شیشے توڑے تھے‘‘...... مگھومل نے پوچھا۔

’’آقا۔ یہ حملہ میں نے اتنی تیزی میں کیا تھا کہ آپ کے دشمن کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا‘‘...... خباثی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ پھر بس کے شیشے کیسے ٹوٹے‘‘۔ مگھومل نے پوچھا۔

’’آقا۔ وجہ مجھے معلوم نہیں ہو سکی اور مہان آقا نے بھی وجہ نہیں بتائی‘‘...... خباثی نے کہا۔

’’ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب اسے یہاں آنے دو۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس کی گردن مروڑوں گا‘‘...... خباثی کی بات سننے کے بعد مگھومل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو خباثی نے گہرا سانس لیا۔

’’آقا۔ مہان آقا نے کہا ہے کہ آپ اپنے دشمن کو اپنے قریب آنے سے پہلے ہی ختم کرا دیں‘‘...... خباثی نے بڑے شیطان کا پیغام دیتے ہوئے کہ تو مگھومل کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

’’میں نے تو بہت کوشش کی ہے لیکن تم تینوں کسی بھی کام کی

نہیں ہو۔ کیا تمہاری کارکردگی بڑے آقا کو معلوم نہیں ہوئی"۔ مگھو مل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہمارا ہر لمحہ ان کی نظروں کے سامنے سے گزرتا ہے اور وہ ہم سے مطمئن بھی ہیں کیونکہ ہم جو کچھ کر سکتی ہیں کر رہی ہیں لیکن آپ کا اور مہان آقا کا یہ مشترکہ دشمن ہماری ایک نہیں چلنے دے رہا"...... خباثی نے کہا۔

"آقا۔ میں تو پھر یہی کہوں گی کہ آپ کے اس دشمن کو مارنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ دنیا کا مشکل ترین کام ہے اور اس کام کے مکمل ہونے میں کچھ سمے لگ جائے گا"...... اس مرتبہ شالتری نے مگھو مل سے کہا۔

"آقا۔ ضروری تو نہیں کہ ہم خود آپ کے ان دشمنوں کے پیچھے پڑی رہیں۔ ہم اپنا یہ کام کسی اور طریقے سے بھی تو کرا سکتے ہیں"...... خباثی نے مگھو مل سے کہا تو اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔ تم کھل کر بات کرو"...... مگھو مل نے خباثی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ یہ لوگ آشیام پہنچ کر کسی ہوٹل میں قیام کریں گے۔ اس قیام کے دوران اگر ان پر پولیس کا ریڈ کرا دیا جائے اور پولیس انہیں جاسوسی کے الزام میں پکڑ کر لے جائے اور پھر پولیس ہی ان پر فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دے تو بھی آپ کا انتقام پورا ہو

سکتا ہے"...... خباثی نے کہا تو مگھو مل اسے تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اسے یہ تجویز پسند آئی تھی۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو جائے تو ٹھیک ہے میری خواہش تو اپنے اس دشمن کی موت ہے"...... مگھو مل نے کہا۔

"اب آپ بے فکر رہیں۔ اب یوں سمجھیں کہ آپ کا یہ دشمن مارا گیا"...... خباثی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آشیام کی سنٹرل پولیس میں میرا دوست آفیسر ہے میں اس سے کہہ دیتا ہوں"...... مگھو مل نے کہا۔

"یہ کام میں خود بھی کر لوں گی آپ زحمت نہ کریں"...... خباثی نے کہا۔

"وہ کیسے"...... مگھو مل نے پوچھا۔

"یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں آقا۔ آپ کو سو فیصد درست نتیجہ ملے گا"...... خباثی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ کام تمہارے ذمہ ہو گیا"...... مگھو مل نے کہا۔

"بس آقا۔ آپ یہ سمجھیں کہ آپ کے دشمن پولیس مقابلے میں مارے گئے"...... خباثی نے کہا۔

"تم کرنا کیا چاہتی ہو۔ کچھ مجھے بھی بتاؤ"...... مگھو مل نے خباثی سے پوچھا۔

"آقا۔ میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے نا کہ پولیس آپ کے

دشمن کو اس کے ساتھیوں سمیت جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لے گی اور پھر انہیں راستے میں ہی فائرنگ کر کے ہلاک کر دے گی اور آپ کے دشمن مارے جائیں گے اور پولیس والوں کی ترقی ہو جائے گی''...... خباثی نے کہا۔

''وہ پولیس کی حراست سے فرار بھی تو ہو سکتے ہیں''...... مگھومل نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اول تو ایسا ہو گا نہیں کیونکہ پولیس نے انہیں ہتھکڑیاں لگا لینی ہیں اور اگر پولیس کی حراست سے وہ فرار ہو گئے تو پھر کوئی اور اقدام کریں گے۔ انہیں چھوڑنا تو کسی بھی صورت میں نہیں ہے''۔ خباثی نے کہا تو مگھومل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور ایسا ہی کرو۔ میرے دشمن کو زندہ نہیں بچنا چاہئے کسی بھی صورت میں''...... مگھومل نے کہا اور پھر اگلے ہی لمحے خباثی وہاں سے غائب ہو گئی جبکہ مگھومل نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سوچنے لگا کہ اگر اس کا یہ حربہ بھی ناکام ہو گیا تو اس کا اگلا اقدام کیا ہونا چاہئے۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ کارروائی مگھومل کی طرف سے ہو سکتی ہے''...... صفدر نے عمران سے پوچھا۔ وہ اس وقت پولیس جیپ میں بیٹھ رہے تھے جو کہ ہوٹل کے مین گیٹ کے قریب ہی کھڑی تھی۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے ورنہ پولیس کو ہم سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا اب تم ان کے ساتھ تھانے جاؤ گے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''تم نے سنا نہیں کہ پولیس آفیسر نے کیا کہا تھا کہ یہ ہمیں راستے میں ہی پولیس مقابلے میں ہلاک کر دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوئے۔ تم خاموش نہیں رہ سکتے''...... ایک پولیس والے نے ان سے کہا تو اس کی بات سن کر تنویر کو اور زیادہ غصہ آ گیا اور اس

نے اسی لمحے حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔

''خاموشی سے بیٹھے رہو تنویر''...... ان کی ہم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ بے چارے اس وقت شیطان کے زیر اثر ہیں۔ ہم سے ان کا جھگڑا اچھا نہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور اپنے اعضاء ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ تنویر، عمران کے مزاج کو سمجھتا تھا۔ اس وقت عمران نے جس موڈ میں بات کی تھی تنویر اس سے بحث نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے فی الوقت خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔

''سنو۔ تم سے کس نے کہا ہے کہ ہم جاسوس ہیں''...... اس مرتبہ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پولیس آفیسر سے پوچھا۔

''تمہیں اس سے مطلب۔ خاموش ہو کر بیٹھے رہو ورنہ گولی مار دوں گا''...... پولیس آفیسر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارے پولیس کمشنر سے بات کرتا ہوں۔ وہ میرا بہت اچھا دوست ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھ پر رعب جھاڑنے کی کوشش کر رہے ہو لیکن یاد رکھو کہ میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ سمجھے تم''...... پولیس آفیسر نے غراتے ہوئے کہا۔

''تمہارے پولیس کمشنر کا نام وکرم راج ہے نا۔ میں ابھی اس سے بات کر لیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب سے موبائل فون نکال لیا اور اس پر پولیس کمشنر کے نمبر سرچ کرنے

لگا۔

پولیس آفیسر کے چہرے پر پہلی بار الجھن کے تاثرات پیدا ہوئے اور وہ غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔ نمبر مل گئے تو عمران نے اوکے کا بٹن دبا دیا۔ دوسری طرف بیل جانے لگی تو عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ پولیس والے بھی ان کے درمیان ہونے والی بات چیت سن سکیں۔

''ہیلو۔ وکرم راج سپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہوتے ہی کڑک دار آواز سنائی دی۔

''راج پاٹ کب کے ختم ہو گئے لیکن راجاؤں کی اولادوں کی اکڑ ابھی تک ختم نہیں ہوئی اور ایک میں ہوں کہ ابھی تک پرنس آف ڈھمپ ہونے کے باوجود معمولی سی اکڑ بھی نہیں دکھا سکتا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پرنس آف ڈھمپ۔ کہاں ہیں آپ۔ کیا حال ہیں آپ کے''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا تو عمران نے پولیس آفیسر کی طرف دیکھا جو اب پریشان نظر آنے لگا تھا۔

''فی الحال تو میں آشیام شہر کی پولیس کی حراست میں ہوں اور پولیس آفیسر مجھے میرے ساتھیوں سمیت پولیس مقابلے میں مارنا چاہتا ہیں تاکہ اسے ترقی مل سکے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کیسے ہو گیا یہ سب اور کیوں ہو گیا''...... دوسری طرف سے اس مرتبہ غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"وکرم راج۔ میں، اس بار ایک ذاتی کام کے لئے آشیام شہر میں رہنے والے ایک سفلی عامل مگھومل سے ملنے کے لئے آیا ہوں اور آتے ہی مجھے تمہاری پولیس نے دھرلیا ہے"...... عمران نے وکرم راج سے کہا۔

"اوہ سوری۔ ویری سوری پرنس۔ میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں ابھی وائرلیس پر اس پولیس آفیسر کی خبر لیتا ہوں"۔ وکرم راج نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ پولیس آفیسر کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔

"ان سب کی ہتھکڑیاں کھول دو"...... پولیس آفیسر نے کہا تو ایک پولیس والے نے ان کی ہتھکڑیاں کھول دیں جبکہ اسی دوران وائرلیس پر کال آنے لگی۔

"یس سر۔ کمار سنگھ عرض کر رہا ہوں سر"...... پولیس آفیسر نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے کن لوگوں کو حراست میں لیا ہے پتہ ہے تمہیں"۔ دوسری طرف سے وکرم راج کی کرخت آواز سنائی دی تو پولیس آفیسر باقاعدہ کپکپانے لگا۔

"سس۔ سس۔ سر۔ یہ سب کچھ غلط فہمی کی بناء پر ہوا ہے"۔ کمار سنگھ نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا جبکہ اس کی کپکپاہٹ میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

"غلط فہمی۔ کیسی غلط فہمی۔ کیا تم نے ان لوگوں کو غلط حرکات کرتے ہوئے دیکھا تھا"...... دوسری طرف سے وکرم راج نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ راج ہوٹل انٹرنیشنل کے کمرہ نمبر ٹرپل فور میں چار پاکیشیائی جاسوس ٹھہرے ہوئے ہیں جو کہ کافرستان کے اہم راز چرا کر کافرستان سے فرار ہو جائیں گے اس لئے سر میں نے اس ہوٹل پر چھاپہ مار کر انہیں گرفتار کر لیا"...... کمار سنگھ نے اسی طرح کپکپاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھی بھی اسے اس قدر پریشان دیکھ کر گھبرا گئے تھے اور کمار سنگھ کے ہاتھ تو اس قدر لرز رہے تھے کہ وائرلیس سنبھالنا بھی اس کے لئے مشکل ہو گیا تھا۔

"پھر تم نے ثبوت حاصل کئے"...... وکرم راج نے پوچھا۔

"سر۔ میں نے سوچا کہ تھانے پہنچ کر یہ خود ہی اقرار کر لیں گے"...... کمار سنگھ نے کہا۔

"گڈ۔ تم جیسے افسروں کی وجہ سے کافرستان کی سیاحت تباہ ہو جائے گی"...... وکرم راج نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا تو کمار سنگھ کے چہرے سے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے وہ ابھی رو دے گا کیونکہ اسے اپنی نوکری شدید خطرے میں نظر آ رہی تھی۔

"کمار سنگھ۔ میں تمہیں ایک اطلاع دے رہا ہوں تم فوراً اس پر کارروائی کرو"...... وکرم راج نے کہا تو کمار سنگھ فوراً ہی مستعد ہو

گیا۔

"سر۔ آپ حکم کریں۔ آپ کے حکم پر کمار سنگھ جان لڑا دے گا"...... کمار سنگھ نے کہا۔

"تمہارا ایک کان کتا لے گیا ہے تم فوراً کتے کے پیچھے بھاگو"...... وکرم راج کی آواز سنائی دی تو کمار سنگھ نے فوراً ہی اپنا ایک ہاتھ دونوں کانوں کو لگایا۔

"سر۔ میرے تو دونوں کان اپنی جگہ پر موجود ہیں"...... کمار سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے تصدیق کر لی ہے"...... دوسری طرف سے وکرم راج نے اس سے پوچھا۔

"لیس سر۔ میں نے بالکل تصدیق کر لی ہے"...... کمار سنگھ نے کہا۔

"احمق آدمی۔ بالکل اسی طرح تصدیق کیا کرو جب تمہیں کوئی جھوٹی یا سچی اطلاع ملا کرے۔ آئندہ اگر بلاوجہ کسی پر ہاتھ ڈالا تو اسی وقت اپنے آپ کو برطرف سمجھنا۔ سمجھے تم"...... وکرم راج نے غراتے ہوئے کہا۔

"جی۔ جی سر۔ میں سمجھ گیا۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا سر"...... کمار سنگھ نے کہا۔

"جس ہوٹل سے تم ان افراد کو گرفتار کر کے لائے ہو واپس اسی ہوٹل میں انہیں چھوڑ آؤ۔ انتہائی عزت و احترام کے ساتھ"۔ وکرم

راج نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"جی۔ جی سر۔ میں انہیں انتہائی عزت و احترام کے ساتھ واپس چھوڑ آتا ہوں۔ آپ جو حکم دیں گے میں ویسا ہی کروں گا سر"...... کمار سنگھ نے کہا

"کمار سنگھ۔ جنہیں تم نے گرفتار کیا ہے یہ ریاست ڈھمپ کے پرنس ہیں اور شکر کرو کہ یہ اس وقت سرکاری دورے پر نہیں آئے ہوئے لیکن اس کے باوجود یہ پرنس ہیں۔ اگر انہوں نے والی ریاست سے شکایت کر دی تو تمہارے پورے خاندان پر حکومت کافرستان کا عتاب نازل ہو گا۔ لہٰذا تم نے ان سے نہ صرف معافی مانگنی ہے بلکہ ان سے وعدہ بھی لینا ہے کہ یہ اپنی ریاست میں جا کر والی ریاست سے تمہاری شکایت نہیں کریں گے"...... وکرم راج نے کہا۔

"اوکے سر۔ اوکے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... کمار سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو اس کے ساتھ ہی وکرم راج کی آواز آنا بند ہو گئی۔ کمار سنگھ نے رسیور ایک طرف رکھا اور پھر وہ چلتی ہوئی گاڑی سے پچھلی سیٹ پر آ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا سر عمران کے قدموں میں رکھ دیا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو احمق آدمی"...... عمران نے اس کا سر اونچا کرتے ہوئے کہا۔

"پرنس۔ جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گے میرا سر

آپ کے قدموں میں پڑا رہے گا''...... کمار سنگھ نے کہا۔

اچھا۔ اچھا۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ اب میرے قدموں میں سے اپنا سر اٹھاؤ''...... عمران نے کہا لیکن وہ پھر بھی نہ اٹھا اور اس نے اپنا سر جیپ کے فرش پر مارنا شروع کر دیا۔

''میں بہت پاپی ہوں سرکار۔ مجھے آدمی کی پہچان نہیں ہے۔ پلیز آپ مجھے معاف کر دیں''...... کمار سنگھ نے کہا۔

''میں نے تمہیں معاف کر تو دیا ہے''...... عمران نے زچ ہو کر کہا۔

''نہیں صاحب۔ آپ مجھے سچے دل سے معاف کریں گے تو میں آپ کے قدم چھوڑوں گا''...... کمار سنگھ نے باقاعدہ عمران کے قدموں سے لپٹتے ہوئے کہا تو عمران کا منہ بن گیا۔

''اوئے۔ کیا باس تمہیں کاغذ پر لکھ کر دے کہ باس نے تجھے معاف کر دیا ہے''...... جوزف نے اس کی گردن پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کے تمام ماتحتوں کو اس پر غصہ آنے لگا لیکن وہ بغیر حکم کے کچھ نہیں کر سکتے تھے اس لئے وہ خاموش رہے۔ جوزف نے اس کی گردن چھوڑی تو کمار سنگھ اپنی گردن مسلنے لگا۔ چند لمحوں تک وہ اپنی گردن مسلتا رہا۔

''ڈرائیور۔ راج ہوٹل واپس چلو۔ یہ تو ہم اپنے ہی معزز مہمانوں کو اٹھا لائے ہیں''...... کمار سنگھ نے ڈرائیور سے کہا۔

''سر۔ آپ تو ناراض ہو گئے۔ میں تو پرنس سے معافی مانگ رہا

تھا''...... کمار سنگھ نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''معافی تو تم نے اس انداز میں مانگی ہے جسے قرضہ واپس مانگ رہے ہو''...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ پولیس میں رہ کر ہمارا لہجہ ہی ایسا ہو گیا ہے۔ ہماری بیگمات کو بھی ہم سے یہی شکایت رہتی ہے کہ ہم ان سے بھی بڑے کرخت لہجے میں بات کرتے ہیں''...... پولیس آفیسر نے اپنی مجبوری بیان کرتے ہوئے کہا۔ اسی دوران ان کی جیپ راج ہوٹل واپس پہنچ گئی۔ وہ نیچے اترے تو تمام پولیس والے ان کے آگے بچھ گئے۔ وہ انہیں نہایت ہی عزت و احترام کے ساتھ ان کے کمرے تک چھوڑ گئے۔

''عمران۔ تمہارے عقیدت مند تو کافرستان جیسے دشمن ملک میں بھی موجود ہیں''...... تنویر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو عمران کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آ گئی لیکن اس نے تنویر کی بات کا جواب نہ دیا۔

''عمران صاحب بازی گر ہیں۔ ہر جگہ اپنے شعبدے دکھاتے رہتے ہیں''...... صفدر نے بھی عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''بزرگ کہتے ہیں کہ تعریف کرنے والے دوستوں سے بچنا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''تعریف سے نہیں بلکہ خوشامد سے بچنا چاہئے اور ہم تمہاری خوشامد نہیں کر رہے''...... تنویر نے کہا۔

"تعریف اور خوشامد میں معمولی سا فرق ہے۔ تعریف انسان کو مغرور اور خوشامد انسان کو ناکارہ بنا دیتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اچھے کام کی تعریف نہ کرنا بھی تو زیادتی ہے"...... صفدر نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"تعریف کے حق اور مخالفت میں دلائل دینا بند کرو اور اپنے اصل مشن کی طرف آؤ۔ ہم نے جولیا کو ایک شیطان سے بازیاب کرانا ہے"...... تنویر نے ان کی توجہ اصل مشن کی طرف کراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آؤ۔ اس مگھومل سے دو دو ہاتھ کر لیں"...... عمران نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اسے اٹھتے ہوئے دیکھ کر وہ تینوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ہوٹل کا کمرہ لاک کیا اور پھر سیڑھیوں کے راستے وہ نیچے اترے اور ہال سے ہوتے ہوئے ہوٹل سے باہر آ گئے۔ ہوٹل کے باہر آ کر انہوں نے ایک ٹیکسی لی اور شرما روڈ پر چلنے کو کہا۔ ٹیکسی نے انہیں کچھ ہی دیر میں شرما روڈ پر پہنچا دیا۔

"صاحب۔ آپ نے کہاں اترنا ہے"...... ڈرائیور نے پوچھا۔

"ہم نے عامل مگھومل کے گھر جانا ہے"...... عمران نے ڈرائیور سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر چند منٹ کی مزید ڈرائیونگ کے بعد ڈرائیور نے ٹیکسی ایک شمشان گھاٹ کے قریب روک دی۔

"شمشان گھاٹ کے دوسری طرف کالے پتھروں کا حویلی نما جو مکان نظر آ رہا ہے وہی عامل مگھومل کا گھر ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ چاروں ٹیکسی سے نیچے اتر آئے۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا تو ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ انہوں نے شمشان گھاٹ کا جائزہ لیا۔ اس وقت وہاں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ مگھومل کو ہمارے یہاں تک پہنچنے کی اطلاع مل چکی ہو گی اور وہ ہم پر کوئی خوفناک حملہ کرا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تو اس کے حملے سے ڈر کر ہم ہوٹل کے کمرے میں دبک کر بیٹھ جائیں"...... عمران کی بجائے تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کب اس کے حملے سے ڈر رہا ہوں۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں بہت محتاط رہنا چاہئے۔ معمولی سی غفلت ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے"...... صفدر چونکہ تنویر کی عادت سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اس نے غصہ کئے بغیر کہا۔

"ہم تو ہر دم محتاط رہتے ہیں۔ محتاط رہنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمارے ساتھ ہوتی ہے تو ہم کامیاب ہوتے ہیں ورنہ تو جس طرح دشمنوں کی گولیاں ہم پر برستی ہیں ہم کب کے مارے جا چکے ہوتے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے شمشان گھاٹ کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ وہ تینوں بھی اس کے ساتھ چلنے

لگے۔

''عمران صاحب۔ جوزف اس وقت خاموش ہے''...... صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیوں بے شب دیجور کی اولاد۔ تو چپ کیوں ہے''...... عمران نے جوزف سے پوچھا۔

''باس۔ ہم مسلسل خطرے کی طرف بڑھ رہے ہیں''...... جوزف نے پر اسرار انداز میں کہا۔

''تم خطرے کی نوعیت کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''نہیں باس۔ خطرے کی نوعیت کے بارے میں، میں کچھ اندازہ نہیں لگا پا رہا''...... جوزف نے کہا اور پھر اسی لمحے سٹک سٹک کی آواز گونجی اور ان کے قدموں کے قریب سے یکدم دھواں اٹھا اور پھر تیز بو پھیل گئی۔ انہوں نے سانس روکنے کی بہت کوشش کی لیکن بے سود اور ان کے ذہنوں پر تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

خباثی، مگھومل کے سامنے آئی تو بہت گھبرائی ہوئی تھی۔ مگھومل نے اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تو وہ اور زیادہ گھبرا گئی اور لرزنے لگی۔

''کیا خبر لائی ہے تو''...... مگھومل نے غصے سے گرجتے ہوئے پوچھا۔

''آقا۔ پولیس آفیسر آپ کے دشمنوں کو آزاد کر رہا ہے''۔ خباثی نے لرزتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ کیا اس نے ان سے رشوت لے لی ہے''...... مگھومل نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں آقا۔ آپ کے دشمن نے پولیس کمشنر کو فون کیا اور پولیس آفیسر کو پولیس کمشنر سے ڈانٹ پڑی ہے''...... خباثی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو مگھومل اسے غضبناک نگاہوں سے

دیکھنے لگا۔

''پولیس آفیسر کے ذہن پر قبضہ کر کے تم نے اس سے فائرنگ کروا دینی تھی''...... مگھو مل نے کہا۔

''آقا۔ آپ کے دشمن کا ایک ساتھی جوزف پولیس آفیسر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور یہ جوزف بہت ہی خطرناک انسان ہے۔ میں اس کے ہوتے ہوئے پولیس آفیسر کے ذہن پر قبضہ نہیں کر سکتی تھی''...... خباثی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ان لوگوں نے شمشان گھاٹ سے ہو کر میرے گھر آنا ہے۔ تم ماسٹر ٹائیگر کے پاس جاؤ۔ اس کے پاس قاتلوں کا پورا گروہ ہے۔ اس سے کہو کہ وہ شمشان گھاٹ میں چھپ کر بیٹھ جائیں اور جیسے ہی میرے دشمن شمشان گھاٹ میں آئیں انہیں فائرنگ کر کے ہلاک کر دے یا بے ہوش کر دے۔ اب انسانوں کا مقابلہ میں انسانوں ہی سے کراؤں گا۔ تم تو ایک دم ناکارہ ہو''...... مگھو مل نے خباثی کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ خباثی نے بھی اس موقع پر کوئی بات کرنا مناسب نہ سمجھی اور وہ یکدم ہی وہاں سے غائب ہو گئی۔

ماسٹر ٹائیگر آشیام شہر کا بہت بڑا گینگسٹر تھا۔ وہ ہر طرح کے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔ اس کے پاس پیشہ ور قاتلوں کا گروہ بھی تھا۔ وہ خود بھی انتہائی سنگدل اور ظالم انسان تھا۔ انسانوں کو معمولی سی بات پر گاجر مولی کی طرح کاٹ دینا ہی اس کا مشغلہ تھا۔ وہ ہر

جرم اتنی ہوشیاری سے کرتا تھا کہ اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں چھوڑتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ آشیام کی پولیس بھی اس پر ہاتھ نہیں ڈالتی تھی۔ وہ ایک نائٹ کلب کا مالک اور منیجر بھی تھا۔ اس کا کلب تمام تر غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث رہتا تھا۔ اس وقت وہ اپنے دفتر میں بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ اس کے دفتر کا دروازہ کھلا اور اس کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ اس کے سامنے ایک چمکتا دمکتا حسن آ گیا تھا۔ اس لڑکی کی عمر سولہ سترہ سال تھی۔ ماسٹر ٹائیگر نے ایسا مکمل حسن اپنی زندگی میں آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس لڑکی کو دیکھ کر وہ پلکیں جھپکانا تک بھول گیا تھا۔ لڑکی خراماں خراماں چلتی ہوئی اس کے قریب آ گئی جبکہ ماسٹر ٹائیگر مدہوشی کے عالم میں بیٹھا تھا۔

''اے مسٹر۔ کیا اسی طرح بت بنے بیٹھے رہو گے یا مجھ سے کوئی بات بھی کرو گے''...... لڑکی نے اپنی شیریں آواز میں کہا تو ماسٹر ٹائیگر کو جیسے ہوش آ گیا اور وہ چونک پڑا۔

''تم اندر کیسے آ گئیں۔ کیا سیکورٹی اہلکاروں نے تمہیں روکا نہیں''...... ماسٹر ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''کس میں ہمت ہے کہ مجھے روکے۔ مجھے جو دیکھتا ہے تمہاری طرح بت بن جاتا ہے''...... لڑکی نے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے اور تم کیوں آئی ہو۔ اگر آ گئی ہو تو بیٹھ بھی

جاؤ''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''بیٹھنے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں رات کو پھر آؤں گی اگر تم نے میرا کام کر دیا تو''......لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری خاطر تو میں ساری دنیا کو آگ لگا سکتا ہوں۔ بولو کیا کام ہے''...... ماسٹر ٹائیگر نے پوچھا۔

''پہلے تو میں تمہیں اپنا نام بتا دوں''......لڑکی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ ضرور بتاؤ۔ تعارف تو بہت ضروری ہے''۔ ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''میرا نام چاندنی ہے اور میں جہاں جاتی ہوں چاندنی بکھیر دیتی ہوں''......لڑکی نے کہا۔

''ہاں۔ چاند نے بھی چاندنی تمہی سے ادھالی ہو گی''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''یہ رومانٹک باتیں تم آج رات کر لینا۔ اس وقت تم نے فوری طور پر ایکشن میں آنا ہے''...... چاندنی نے کہا۔

''حکم کرو۔ حسن کی دیوی۔ تمہارا داس تمہارے لئے اپنا سر کٹانے کے لئے بھی تیار ہے''......ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے تمہارے سر کی ضرورت نہیں بلکہ چار اور انسان ہیں جن کے مجھے سر چاہئیں''...... چاندنی نے کہا۔

''صرف چار انسانوں کے سر۔ مجھے چار لاکھ انسانوں کے سر کا

حکم دیا ہوتا تو میں چار لاکھ انسانوں کے سر تمہارے قدموں میں لا کر ڈال دیتا''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''ابھی کچھ دیر میں چار آدمی شمشان گھاٹ میں پہنچنے والے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ ان چاروں میں سے ایک افریقی حبشی ہے جبکہ باقی تینوں ایشیائی ہیں۔ مجھے ان چاروں کے سر چاہئیں''...... چاندنی نے کہا۔

''اے حسن کی دیوی۔ تمہیں ان چاروں کے سر مل جائیں گے لیکن شمشان گھاٹ میں خون بہانے سے اگنی ماتا ناراض ہو جائے گی''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''وہاں تم انہیں صرف بے ہوش کر دو اور اپنے کسی ٹھکانے پر لا کر انہیں قتل کر دو۔ اور ہاں۔ اس کام کا تمہیں باقاعدہ معاوضہ بھی ملے گا''...... چاندنی نے کہا۔

''یہ ٹھیک رہے گا۔ میں انہیں شمشان گھاٹ میں بے ہوش کر کے یہاں لے آؤں گا اور اس کلب کے تہہ خانے میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''یہ لو یہ پچاس ہزار ڈالر۔ اس کام کا معاوضہ بھی ہے''۔ چاندنی نے ڈالر کی پانچ گڈیاں اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا تو ماسٹر ٹائیگر نے ان گڈیوں کی طرف ایک نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

''مگر دیوی تم نے تو آج رات میرے نام کرنے کا وعدہ کیا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ تمہارے کام کا معاوضہ ہے اور میری آج کی رات تمہارے کام کی انعام ہو گی۔ اب جلدی سے شمشان گھاٹ پہنچو۔ میرے دشمن وہاں پہنچنے والے ہیں"...... چاندنی نے کہا۔

"فکر مت کرو دیوی۔ تمہارے دشمن اب مجھ سے بچ نہیں سکتے"...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے دراز کھولی اور ڈالر کی گڈیاں اٹھا کر اس میں رکھ دیں۔ اس کے بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور جلدی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہیلو راٹھور۔ ماسٹر ٹائیگر بول رہا ہوں۔ میں کلب کے مین گیٹ تک پہنچنے والا ہوں میرے گیٹ تک پہنچنے سے پہلے تمہارا ایکشن گروپ تیار ہو۔ ہر قسم کا اسلحہ اور بے ہوش کر دینے والی گیس کے پسٹل بھی تمہارے پاس ہونے چاہئیں"...... ماسٹر ٹائیگر نے فون پر راٹھور کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ راٹھور اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تمہاری ناکامی کی اطلاع کی صورت میں تم آئندہ مجھے دیکھ نہیں سکو گے"...... چاندنی نے کہا۔

"ناکامی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ناکامی کا لفظ تو ماسٹر ٹائیگر کی ڈکشنری میں نہیں ہے"...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

"ان لوگوں کو ہوش میں لانے کی غلطی ہرگز مت کرنا کیونکہ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر وہ ہوش میں آ گئے تو پھر تمہارا اور تمہارے اس کلب کا سلامت رہنا ناممکن ہو جائے گا"...... چاندنی

نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

"خطرناک انسان۔ ہونہہ۔ بھلا ماسٹر ٹائیگر سے زیادہ خطرناک بھی کوئی انسان ہو سکتا ہے"...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔ اس کے بعد وہ اپنے آفس سے باہر نکل آیا۔ وہ بہت تیزی سے کلب کے مین گیٹ پر پہنچ گیا۔ مین گیٹ کے قریب ہی اس کی جیپ موجود تھی۔ جیپ سٹارٹ تھی اور اس کے ایکشن گروپ کے چھ آدمی بھی جیپ کے اندر موجود تھے جبکہ راٹھور جیپ کے قریب کھڑا تھا۔ اس نے ماسٹر ٹائیگر کو آتے دیکھا تو وہ بھی اچھل کر جیپ کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تو جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

"ہم نے شمشان گھاٹ جانا ہے"...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا تو ڈرائیور نے جیپ کی رفتار تیز کر دی۔ یہ جیپ کافی بڑی اور کشادہ تھی۔ ان آٹھ افراد کے بیٹھنے کے باوجود بھی اس میں جگہ باقی تھی۔

"اگر تم ڈرائیونگ کرنا بھول گئے ہو تو میں خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ جاتا ہوں"...... ماسٹر ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے رفتار میں مزید اضافہ کر دیا جس کے نتیجے میں وہ بہت جلد شمشان گھاٹ پہنچ گئے۔ شمشان گھاٹ میں دو گھنے درخت بھی تھے۔ ماسٹر ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے ارد گرد کا جائزہ لیا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو ان درختوں پر چڑھنے کا اشارہ کیا۔ شمشان گھاٹ کے دو دروازے تھے اور وہ درختوں پر بیٹھ کر دونوں دروازوں کی

نگرانی کر سکتے تھے۔

''گیس فائر کرنے والے پسٹل لے آئے ہو نا''...... ماسٹر ٹائیگر نے راٹھور سے پوچھا۔

''یس ماسٹر۔ ہم ہر طرح سے مسلح ہیں''...... ایکشن گروپ کے انچارج راٹھور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایک گیس پسٹل مجھے دے دو''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا تو اس نے ایک گیس پسٹل ماسٹر ٹائیگر کو دے دیا۔

''سنو۔ ابھی چار آدمی یہاں آنے والے ہیں۔ ہم نے انہیں سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر گیس ان پر فائر کرنی ہے اور انہیں بے ہوش کر کے اپنے کلب میں لے جانا ہے''...... ماسٹر ٹائیگر نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے اینٹی گیس کیپسول تو کھا لئے ہیں نا''...... ماسٹر ٹائیگر نے ایک خیال کے تحت ان سے پوچھا۔ اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی کیپسول نہیں کھائے تھے لیکن ماسٹر ٹائیگر کے کہنے پر انہوں نے کیپسول کھا لئے۔ جیسے ہی وہ کیپسول کھا کر فارغ ہوئے تو ماسٹر ٹائیگر نے چار افراد کو شمشان گھاٹ میں آتے ہوئے دیکھا۔ انہیں دیکھ کر ان کی آنکھوں میں درندوں کی سی چمک پیدا ہو گئی تھی۔ یہی چاروں اس کا شکار تھے کیونکہ ان میں ایک حبشی بھی شامل تھا اور باقی تینوں ایشیائی لگ رہے تھے۔

چاندنی نے جو تفصیل بتائی تھی وہ ان پر سو فیصد فٹ آ رہی تھی۔

ماسٹر ٹائیگر نے سر ہلا کر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ یہی ان کے مطلوبہ شکار ہیں۔ اس کے بعد اس نے گیس پسٹل کا رخ ان کی طرف کیا تو اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے گیس پسٹل کے رخ ان کی طرف کر دیئے۔ وہ چاروں دوسرے دروازے کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ ماسٹر ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں نے گیس کیپسول ان پر فائر کر دیئے۔ یکدم ہی شمشان گھاٹ میں تیز بو پھیل گئی لیکن چونکہ انہوں نے اینٹی گیس کے کیپسول کھائے ہوئے تھے اس لئے ان پر اس گیس کا کوئی اثر نہ ہوا جبکہ وہ چاروں لہراتے ہوئے زمین پر گر گئے۔

''وکٹری باس۔ وہ چاروں بے ہوش ہو گئے ہیں''...... راٹھور نے کہا۔

''اس میں اتنا خوش ہونے کی کیا بات ہے۔ کیا یہ کام ہم پہلی رتبہ کر رہے ہیں''...... ماسٹر ٹائیگر نے راٹھور کو جھاڑتے ہوئے کہا تو وہ سہم کر خاموش ہو گیا اور پھر وہ سب درختوں سے نیچے اتر آئے اور ان کے قریب پہنچ گئے۔

''جیپ اندر لے آؤ تا کہ انہیں جیپ میں ڈال کر کلب میں لے جایا جا سکے''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا اور پھر چند لمحوں کے بعد ان کی جیپ شمشان گھاٹ میں داخل ہوئی اور ماسٹر ٹائیگر کے آدمیوں نے بے ہوش افراد کو جیپ میں ڈالا اور پھر وہ سب جیپ میں سوار ہوئے اور جیپ واپس ماسٹر ٹائیگر کے کلب پہنچ گئی۔

''انہیں تہہ خانے میں لے جا کر رسیوں سے باندھ دو اور پھر مجھے اطلاع دو۔ میں ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''او کے باس''...... راٹھور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ماسٹر ٹائیگر اپنے آفس میں آ گیا۔ اس نے الماری کھول کر شراب کی بوتل نکالی اور گلاس سے گھونٹ گھونٹ شراب پینے لگا۔ اس کے ذہن میں چاندنی کا حسین سراپا آ گیا تھا لیکن نہیں۔ یہ تصور نہیں تھا بلکہ چاندنی حقیقت میں اس کے سامنے آ گئی تھی۔ ماسٹر ٹائیگر نے سر کو ایک جھٹکا دیا۔ اگر یہ چاندنی کا تصور ہوتا تو وہ غائب ہو جاتی لیکن وہ غائب نہیں ہوئی تھی۔

''تم آ گئی ہو دیوی۔ دیکھو میں تمہارے دشمنوں کو حقیر چوہوں کی مانند پکڑ لایا ہوں''...... ماسٹر ٹائیگر نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں جانتی ہوں کہ تم بہت بہادر اور دلیر آدمی ہو'' چاندنی نے کہا۔

''شکریہ دیوی۔ تمہارے یہ الفاظ میری زندگی کا حاصل ہیں'' ماسٹر ٹائیگر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم ایک غلطی کرنے لگے ہو''...... اس مرتبہ چاندنی ۔ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''غلطی ۔کیسی غلطی ۔ میں سمجھا نہیں دیوی''...... ماسٹر ٹائیگر ۔

چونکتے ہوئے پوچھا۔

''ان سے پوچھ گچھ کے چکر میں مت پڑو اور بے ہوشی کی حالت میں انہیں ختم دو۔ تم انہیں نہیں جانتے یہ بہت خطرناک لوگ ہیں''...... چاندنی نے کہا۔

''دیوی۔ تم چونکہ ایک معصوم سی لڑکی ہو اس لئے ان سے ڈر رہی ہو۔ یہ اب مجھے یا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ یہ بندھے ہوئے ہیں''...... ماسٹر ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر ٹائیگر۔ تم ان لوگوں کو نہیں جانتے۔ یہ ہوش میں آ کر ہر قسم کی سچویشن کو بدل سکتے ہیں۔ میں تمہیں بتا نہیں سکتی کہ یہ کس قدر خطرناک لوگ ہیں''...... دیوی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''لیکن اب یہ مضبوط رسیوں میں بندھے ہوئے ہیں ۔اب بھلا یہ کیا کر سکتے ہیں''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے ابھی اسی وقت بے ہوشی کے دوران انہیں ہلاک نہ کیا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی اور آئندہ کبھی بھی تمہارے سامنے نہیں آؤں گی اور ہاں۔ مجھے وہ پچاس ہزار ڈالر بھی واپس کر دو''...... چاندنی نے غصیلے لہجے میں کہا تو ماسٹر ٹائیگر نے غور سے چاندنی کو دیکھا۔

''میری دیوی۔ اپنے پچاس ہزار ڈالر بے شک واپس لے لو لیکن مجھ سے ناراضگی کا اظہار مت کرو۔ میں تمہیں ناراض نہیں دیکھ سکتا''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر میرا کہنا مانو اور ابھی جا کر ان چاروں کو ختم کر دو''۔ چاندنی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی جا کر انہیں بے ہوشی کی حالت میں ختم کر دیتا ہوں''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے شراب کا گلاس میز پر رکھا اور میز کی دراز میں سے ایک مشین پسٹل نکال لیا۔ اس کی آنکھوں میں درندوں کی سی سفاکی آ گئی تھی۔ اس نے ایک نظر چاندنی کی طرف دیکھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''دیوی۔ کیا تم ان کی موت کا منظر اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھو گی''...... ماسٹر ٹائیگر نے مڑ کر چاندنی سے پوچھا۔

''نہیں۔ میں صرف ان کی لاشیں دیکھوں گی۔ تمہاری واپسی تک میں یہاں بیٹھی ہوں''...... چاندنی نے کہا اور پھر وہ ایک صوفے پر بیٹھ گئی جبکہ ماسٹر ٹائیگر اپنے آفس سے باہر نکل گیا اور چاندنی کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ رینگنے لگی۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو کرسی پر بندھے ہوئے پایا۔ اسے انتہائی مضبوط رسی سے باندھا گیا تھا لیکن باندھنے والے نے کوئی خاص تکنیک استعمال نہیں کی تھی۔ رسی کا جائزہ لینے کے بعد اس نے دائیں بائیں نظر دوڑائی تو تنویر، صفدر اور جوزف بھی اس کی طرح رسیوں سے بندھے ہوئے تھے لیکن وہ تینوں ابھی تک بے ہوش تھے۔

عمران حسب معمول وقت سے پہلے ہوش میں آ گیا تھا۔ عمران عام سے انداز میں بندھی ہوئی رسی کی گانٹھوں کو کھولنے لگا۔ اسی لمحے کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور ایک بدمعاش ٹائپ شخص اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے جن کا انداز مؤدبانہ تھا۔

''ارے۔ یہ تو گیس سے بے ہوش ہوئے تھے پھر اسے خودبخود

ہوش کیسے آ گیا''...... اس غنڈے ٹائپ شخص نے اپنے ساتھیوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

''مم۔ معلوم نہیں ماسٹر''...... ان میں سے ایک نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کیوں مسٹر۔ تم خودبخود کیسے ہوش میں آ گئے''...... غنڈے ٹائپ آدمی نے، جس کا نام اس کے ساتھی نے ماسٹر لیا تھا عمران سے پوچھا۔

''پپ۔ پتہ نہیں بھائی۔ تم کون ہو اور ہمیں اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے''...... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو ماسٹر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

''لعنت ہے ماسٹر ٹائیگر پر۔ ایک عورت کی خاطر اتنے معمولی سے لوگوں کو مارنا پڑ رہا ہے''...... ماسٹر ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مم۔ میں سمجھا نہیں بھائی۔ کون سی عورت۔ ہماری تو کسی عورت سے کوئی دشمنی نہیں ہے''...... عمران نے بدستور گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عورت نہیں وہ لڑکی ہے۔ کھلے ہوئے گلاب کی مانند۔ چاندنی نام ہے اس کا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ چار خطرناک آدمیوں کو قتل کرانا ہے۔ سو میں تمہیں بے ہوش کر کے یہاں لے آیا لیکن تم خطرناک انسان تو کیا سرے سے انسان لگ ہی نہیں رہے ہو۔ تم تو

بھیگے ہوئے چوہے لگ رہے ہو''...... ماسٹر ٹائیگر نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل بھی نکال لیا۔

''ہم بے ضرر لوگوں کو مار کر تمہیں کیا ملے گا بھائی''...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے پچاس ہزار ڈالر مل چکے ہیں اور آج کی رات مس چاندنی بھی میری منزل ہو گی''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''یہ مس چاندنی کون ہے۔ ہم تو کسی مس چاندنی کو نہیں جانتے اور وہ ہمیں کیوں قتل کرانا چاہتی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے تو آم کھانے سے مطلب ہے۔ پیڑ گننے سے نہیں۔ بس اب بہت باتیں ہو گئیں۔ تم نے میرا بہت وقت ضائع کر دیا ہے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... ماسٹر ٹائیگر نے کہا اور اس نے مشین پسٹل کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔

''رکو۔ رکو۔ مرنے والے کی آخری خواہش بھی پوچھا کرتے ہیں''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آخری خواہش۔ اچھا بتاؤ۔ کیا ہے تمہاری آخری خواہش''۔ ماسٹر ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

''میں مرنے سے پہلے چاندنی سے ملنا چاہتا ہوں''...... عمران نے اپنی آخری خواہش بتاتے ہوئے کہا۔

''اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔ مرنا تو تمہیں پھر بھی ہو گا''۔

ماسٹر ٹائیگر نے کہا۔

''وجہ جانے بغیر میں مر گیا تو میری آتما بے کل رہے گی''۔ عمران نے کہا۔

''مرنے کے بعد آتما کی صورت میں تم میرے ساتھ رہنا۔ میں بھی چاندنی سے یہی سوال پوچھوں گا جو وہ مجھے جواب دے گی تو تمہاری آتما بھی سن لے گی اور یوں تمہاری آتما کو شانتی مل جائے گی۔ اوکے۔ بائے بائے''...... ماسٹر ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا ایک بجلی سی چمکی اور عمران کرسی پر سے اچھلا اور ماسٹر ٹائیگر سے جا ٹکرایا۔

ماسٹر ٹائیگر کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہو جائے گا۔ لہٰذا وہ مار کھا گیا کیونکہ وہ ایک عام سا غنڈہ تھا۔ اس میں تو ایک عام سے سیکرٹ ایجنٹ کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں تھی کجا یہ کہ وہ عمران کا مقابلہ کرتا۔ جیسے ہی عمران اس سے ٹکرایا وہ اچھل کر دور جا گرا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ اس کے ساتھ آنے والے دونوں آدمیوں نے اپنے کندھوں سے مشین گنیں اتاریں لیکن فائر کرنے کی حسرت ان کے دل میں ہی رہ گئی۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ ہی کھڑے تھے۔ عمران بیک وقت ان دونوں سے ٹکرایا وہ دونوں بھی لڑکھڑا کر فرش پر گر گئے اور ان کے ہاتھوں سے بھی مشین گنیں نکل گئیں۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھتے عمران کے بوٹ کی ٹو ان دونوں کی کنپٹیوں پر پڑی اور

ان دونوں کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ یہ سب کچھ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ہو گیا تھا۔

عمران نے فوراً ہی ماسٹر ٹائیگر کی طرف توجہ کی جو اب سنبھل کر مشین پسٹل اٹھا رہا تھا کہ عمران ایک بار پھر چیتے کی سی پھرتی سے اس سے جا ٹکرایا اور مشین پسٹل اٹھانے کے لئے جھکا ہوا ماسٹر ٹائیگر، عمران کے ٹکرانے سے ایک بار پھر فرش پر گر گیا اور اس کی ناک اور منہ پر چوٹ لگی۔

''تم نے اب تک کتنے بے گناہ لوگوں کو مارا ہے''...... عمران نے اس کی گردن کے گرد بازو جماتے ہوئے غرا کر اس سے پوچھا۔

''کئی بے گناہ لوگوں کو۔ مجھے چھوڑ دو''...... ماسٹر ٹائیگر نے لاشعوری طور پر بولتے ہوئے کہا۔

''تم کسی رعایت کے مستحق نہیں ہو''...... عمران نے نفرت بھرے لہجے میں اور پھر اس نے اپنے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو ماسٹر ٹائیگر کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ گردن کی ہڈی ٹوٹتے ہی اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں اور اس کی روح نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ عمران نے اس کی گردن چھوڑی تو وہ مردہ حالت میں فرش پر گر گیا۔

ماسٹر ٹائیگر سے فارغ ہو کر عمران نے کمرے میں پانی تلاش کیا مگر اسے پانی نہ ملا تو وہ آگے بڑھا اور اس نے صفدر کے منہ اور

ناک پر ہاتھ رکھ کر اس کا سانس بند کر دیا۔ جب صفدر کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تو عمران نے اسے چھوڑا اور تنویر کے ساتھ بھی وہی عمل کیا۔ جب تنویر کے جسم نے بھی جھٹکا کھایا تو وہ جوزف کی طرف بڑھا اور اس کے ساتھ بھی وہی عمل کیا۔

”شب دیجور کی اولاد۔ کیا تمہیں زیادہ شوق ہے بے ہوش ہونے کا“...... جوزف کے جھٹکا کھاتے ہی عمران نے سخت لہجے میں کہا تو اسے بھی ہوش آ گیا جبکہ اس دوران تنویر اور صفدر بھی ہوش میں آ چکے تھے اور وہ اپنی رسیاں کھولنے میں مصروف تھے۔ جوزف صرف دو تین سیکنڈ تک لاشعوری حالت میں رہا اور پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا تو اس نے زور دار جھٹکا دیا تو اس کی رسیاں ٹوٹ گئیں۔

”اس سے پہلے کہ ان کے مزید ساتھی اندر آئیں ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے“...... عمران نے ان تینوں سے کہا۔ اس دوران صفدر اور تنویر بھی رسیوں سے نجات حاصل کر چکے تھے۔ عمران کی بات سن کر وہ اچھل کر کھڑے ہوئے اور پھر ان چاروں کا رخ دروازے کی طرف ہوا لیکن ابھی انہوں نے ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ کمرے کا دروازہ زوردار دھماکے سے کھلا اور پانچ چھ مسلح افراد اندر آ گئے۔ ان سب کے پاس مشین گنیں تھیں۔ ان کے اندر آتے ہی کمرہ فائرنگ سے گونج اٹھا۔

مگھو مل بے چینی سے اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ خباثی ابھی تک واپس نہیں آئی تھی۔ وہ ماسٹر ٹائیگر کے ذریعے اس کے دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے گئی ہوئی تھی اور مگھو مل بڑی بے تابی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ بالآخر اس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں تو خباثی چاندنی کے روپ میں اس کے سامنے آ گئی۔ اس کا یہ روپ اتنا حسین تھا کہ اگر کوئی اور وقت ہوتا تو مگھو مل اس کے روپ میں کھو جاتا لیکن اس وقت اسے ایک ہی فکر تھی کہ اس کے دشمن کا خاتمہ ہو جائے۔ اسے خباثی کی طرف سے خوشخبری کی توقع تھی لیکن خباثی کا چہرہ دیکھ کر اسے مایوسی ہوئی کیونکہ خباثی کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

”لگتا ہے کہ تو ناکام واپس آئی ہے“...... مگھو مل نے غصیلے لہجے میں اس سے کہا۔

”آقا۔ آپ کے دشمن نے ماسٹر ٹائیگر کو چیونٹی کی طرح مسل دیا

ہے“...... خباثی نے انتہائی دھیمے لہجے میں کہا تو مگھومل کا غصہ اور تیز ہو گیا اور اس نے شعلہ بار نظروں سے خباثی کی طرف دیکھا۔

”تو یہ کیا بکواس کر رہی ہے“...... مگھومل نے غصے کی شدت سے گرجتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ آپ کے دشمن اور اس کے ساتھیوں کو ماسٹر ٹائیگر نے رسیوں سے باندھ دیا تھا۔ معلوم نہیں پھر کیسے انہوں نے رسیاں کھول لیں اور پھر آپ کے دشمن نے ماسٹر ٹائیگر کی گردن توڑ دی“...... خباثی نے کہا۔

”آقا۔ ٹائیگر کے کئی ساتھیوں نے ان پر مشین گنوں سے فائرنگ کی تھی لیکن وہ تو بجلی بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی گولی نہیں لگی جبکہ ماسٹر ٹائیگر کے سارے ساتھی مارے گئے“...... خباثی نے کہا تو مگھومل اس کو گھور کر دیکھنے لگا۔

”تو میرے سامنے میرے دشمنوں کی تعریف کر رہی ہے۔ کیا تو مجھے ان سے خوفزدہ کرنا چاہتی ہے“...... مگھومل نے سانپ کی مانند پھنکارتے ہوئے کہا تو خباثی کا چہرہ خوف کی شدت سے اور زرد ہو گیا۔

”نن۔ نہیں آقا۔ میں بھلا ان کی تعریف کیوں کروں گی۔ وہ تو ہمارے بدترین دشمن ہیں“...... خباثی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اب وہ یہاں آئیں میں ان کا قیمہ بنا دوں گا“...... مگھومل

نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی کمرے میں نیلے رنگ کا دھواں سا پھیلنے لگا۔ پھر اس نیلے رنگ کے دھویں کا رنگ سیاہ ہو گیا اور پھر اس کے بعد اس دھویں نے جسامت اختیار کر لی۔

”آقا۔ شولو آ گیا ہے“...... خباثی نے مگھومل سے کہا جو دھوئیں کے اس چکر کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

”شولو۔ کون ہے یہ اور یہاں کیا کرنے آیا ہے“...... مگھومل نے خباثی سے پوچھا۔

”یہ بڑے آقا کی خاص طاقت ہے اور بڑے آقا نے کسی کو پیغام بھیجنا ہو تو عموماً اسے ہی بھیجا جاتا ہے“...... خباثی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”خباثی ٹھیک کہہ رہی ہے مگھومل۔ میں یہاں آقا کا پیغام لے کر آیا ہوں“...... دھویں کے اس چکر نے مگھومل سے منمناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا پیغام لایا ہے تو بڑے آقا کا“...... مگھومل نے دھویں کے چکر سے پوچھا۔

”اندھیری منگل کے عمل سے پہلے تم اپنے اور مہان آقا کے دشمن کے سامنے نہیں جاؤ گے“...... شیطان کے خاص نمائندے شولو نے مگھومل سے کہا لیکن اسے شولو کی یہ بات اچھی نہ لگی۔

”کیوں۔ کیا میں اس سے ڈرتا ہوں کہ اس کے سامنے ہی نہ

جاؤں''......مگھومل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ مہان آقا کا پیغام ہے مگھومل۔ اس کے مطابق عمل کرنا یا نہ کرنا تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔تم جو چاہو کرو''......شولو نے کہا۔

''اس پیغام کی کیا کوئی خاص وجہ بھی ہے''...... اس مرتبہ مگھومل نے نرم لہجے میں پوچھا۔

''اندھیری منگل کے عمل سے چونکہ تمہاری زندگی بھی بڑے آقا کی طرح دراز ہو جائے گی اور تمہارا یہ دشمن تمہیں ہلاک نہیں کر سکے گا اس لئے اندھیری منگل کے بعد تمہیں اس سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا جبکہ اندھیری منگل سے پہلے تم خطرے سے دوچار ہو سکتے ہو''......شولو نے کہا تو اس کی بات مگھومل کو سمجھ آ گئی۔

''ہونہہ۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن میرا یہ دشمن اندھیری رات سے پہلے مجھ تک پہنچ گیا تو پھر''......مگھومل نے پوچھا۔

''تم یہاں سے کہیں اور چلے جاؤ۔ اپنے اس دشمن کی ساتھی جولیا اور اپنی غلام طاقتوں کے ساتھ کسی ایسی خفیہ جگہ پر جہاں تمہارا یہ دشمن نہ پہنچ سکے''......شولو نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''کیا خفیہ مقام پر چھپ کر بیٹھ جاؤں اور اس کے خلاف کوئی کام نہ کروں''......مگھومل نے پوچھا۔

''اگر اس سے خفیہ رہ کر اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتے ہو تو کرتے رہو''......شولو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بڑے آقا کے حکم کے مطابق کام کروں

گا''......مگھومل نے کہا۔

''تمہارا فائدہ اسی میں ہے مگھومل''......شولو نے کہا اور پھر اس کا دھواں مرغولے میں تبدیل ہونے لگا اور وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

''ہم وادی خار میں جا رہے ہیں۔ ہمارا یہ دشمن اس وادی خار تک نہیں پہنچ سکے گا''......مگھومل نے مشورہ طلب انداز میں خباثی سے کہا تو اس نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلا دیا۔

''ہاں آقا۔اس سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں ہو سکتی''...... خباثی نے کہا۔

''تم وادی خار میں جولیا کو ساتھ لے کر چلو۔ میں نلتری اور شالتری کے ساتھ وہاں آ رہا ہوں''......مگھومل نے خباثی سے کہا تو اس نے سر جھکایا اور غائب ہو گئی۔ وادی خار کے ارد گرد سیاہ اور پرہیبت پہاڑ تھے۔ اس وادی میں وحشت ناک سناٹوں کا راج تھا اور یہ جگہ شیطانی طاقتوں کی پسندیدہ جگہ تھی اور شیطانی طاقتیں خوفناک بلاؤں کے روپ میں اس وادی میں دندناتی پھرتی تھیں۔ کسی بھی انسان کا یہاں پہنچنا ناممکن تھا اس لئے مگھومل نے اس جگہ کا انتخاب کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کا دشمن کبھی بھی اس جگہ نہیں پہنچ سکتا۔

اس وادی میں سیاہ پتھروں سے بنی ہوئی ایک ہولناک عمارت بھی تھی جو اب کھنڈرات کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اس عمارت

کے ایک بوسیدہ سے کمرے میں شیطان کا ایک بہت بڑا بت رکھا ہوا تھا۔ اس وادی میں بھٹکنے والی شیطانی طاقتیں اس بت کے سامنے آ کر جھکتی تھیں۔ مگھو مل نے جولیا کو بھی شیطان کے اسی بت کے سامنے قربان کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ نلتری اور شالتری کے ساتھ اس بوسیدہ کمرے میں پہنچا تو خباثی، جولیا سمیت پہلے سے وہاں موجود تھی۔

جولیا بے ہوشی کی حالت میں کمرے کے ایک کونے میں پڑی ہوئی تھی۔ کمرے میں پہنچ کر مگھو مل شیطان کے بت کے سامنے جھک گیا جبکہ خباثی پہلے ہی شیطان کے بت کے سامنے جھک چکی تھی۔ چند لمحوں تک شیطان کے بت کے سامنے جھکنے کے بعد مگھو مل سیدھا ہوا اور اس نے جولیا کی طرف دیکھا جو بے ہوشی کی حالت میں کمرے کے ایک کونے میں پڑی ہوئی تھی۔ جولیا کا سراپا مگھو مل کی آنکھوں کو چکا چوند کر رہا تھا لیکن وہ مجبور تھا۔ جولیا کو وہ چھو نہیں سکتا تھا کیونکہ اس نے جولیا کو شیطان کے بت کے قدموں میں قربان کرنا تھا۔ وہ کچھ دیر تک تو جولیا کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا پھر اس نے ایک آہ بھری اور اس کے بعد وہ خباثی کی طرف متوجہ ہوا جو اس کی اس حالت کو دیکھ کر محظوظ ہو رہی تھی۔

”ہم بے شک یہاں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں اور اندھیری منگل تک ہم نے یہاں رہنا ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ میرا دشمن آشیام میں آزادانہ گھومتا رہے“...... مگھو مل نے خباثی کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

”آپ حکم کریں آقا۔ میں نے کیا کرنا ہے“...... خباثی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”تم ماسٹر ٹائیگر سے بھی بڑا گینگسٹر ڈھونڈو اور اس کے دماغ کو اپنے قابو میں کر کے میرے ان دشمنوں کا خاتمہ کرو“...... مگھو مل نے کہا۔

”واہ آقا۔ آپ نے تو بہت ہی اچھا حل سوچا ہے۔ اب میں ایک گروپ نہیں بلکہ دو تین گروپ ان کے پیچھے لگا دوں گی۔ کسی کے ہاتھوں تو یہ مارے جائیں گے“...... خباثی نے کہا۔

”بس۔ اب تم جاؤ اور جلد از جلد میرے دشمنوں کی موت کی خبر مجھے سناؤ“...... مگھو مل نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”میں ابھی آپ کے سب سے بڑے دشمن کی لاش لے کر آپ کے پاس آتی ہوں آقا“...... خباثی نے ایک بار پھر سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب جا بھی۔ میرا منہ کیا دیکھ رہی ہے“...... مگھو مل نے کہا تو وہ غائب ہو گئی۔

گرین کلب آشیام کا مشہور کلب تھا۔ اس کا مالک رچرڈ وائٹ تھا جو کسی زمانے میں ایکریمیا کی ایک سیکرٹ ایجنسی کا فعال ایجنٹ تھا۔ پھر وہ سیکرٹ ایجنسی چھوڑ کر کافرستان آ گیا تھا اور یہاں آ کر اس نے ایک کلب بنا لیا تھا۔ ایک کافرستانی لڑکی سے شادی کرنے کے بعد اسے کافرستان کی شہریت بھی مل گئی تھی اور اب وہ کافرستان کے امیر ترین لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔

بڑے بڑے سیاست دان اور بزنس مین اس کلب کے باقاعدہ ممبر تھے اور اپنی چھٹیاں منانے اس کلب میں آتے تھے۔ یہاں انہیں دنیا بھر کی سہولتیں مہیا ہوتی تھیں۔ آشیام جیسے خوبصورت علاقے میں گرین کلب بھی ایک خواب ناک ماحول پیدا کرتا تھا۔ کافرستان کی تمام اہم شخصیات کے ساتھ رچرڈ وائٹ کی دوستی تھی اور وہ ان اعلیٰ شخصیات کی کچھ کمزوریوں سے بھی واقف تھا لیکن کبھی

اس نے کسی شخصیت کو بلیک میل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اور نہ ہی اسے کبھی اس کی ضرورت پیش آئی تھی کیونکہ وہ بہت بڑا اسمگلر تھا لیکن کبھی اس کی کوئی انکوائری نہیں ہوئی تھی۔ اس کے پاس پیشہ ور قاتلوں کا باقاعدہ ایک گروہ تھا جو پورے کافرستان میں ہزاروں افراد کو قتل کر چکا تھا لیکن کبھی کسی کو ثبوت نہیں ملا تھا کہ یہ قتل کس نے کئے ہیں۔

بڑے بڑے سیاست دان بعض اوقات اپنے کسی اہم مخالف کو قتل کرانے کے لئے اس سے کہتے تھے تو وہ ان کے سامنے تو صاف انکار کر دیتا تھا لیکن پھر تھوڑے ہی دنوں میں ان سیاستدانوں کا کام بھی ہو جاتا تھا جس سے وہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ کام ان کے دوست رچرڈ وائٹ نے کرایا ہے اور پیسہ خرچ کرنے میں بھی وہ بہت مشہور تھا۔

اس وقت رچرڈ وائٹ گرین کلب میں بنے اپنے شاندار آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر کئی رنگوں کے ٹیلی فون سیٹ رکھے ہوئے تھے اور ساتھ ہی ایک انٹرکام سیٹ بھی تھا۔ وہ چونکہ بہت زیادہ شراب پینے کا عادی تھا اس لئے اس وقت بھی وہ شراب نوشی میں ہی مصروف تھا۔ دنیا کی مہنگی ترین شراب کی بوتل اس کی میز پر موجود تھی اور گلاس اس کے ہاتھ میں تھا۔ بہت زیادہ شراب نوشی کے باوجود بھی اسے نشہ محسوس نہیں ہوتا تھا۔ وہ شراب پینے میں مصروف تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر انٹرکام کی

طرف دیکھا۔ گھنٹی چند لمحوں تک بجتی رہی اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... رچرڈ وائٹ نے کرخت لہجے میں اپنی سیکرٹری سے کہا۔ وہ اپنے ملازموں کے ساتھ اسی لہجے میں بات کرتا تھا۔

"سر۔ مس چاندنی آپ سے ملنے کے لئے آئی ہے"۔ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کون مس چاندنی۔ میں تو اس نام کی کسی خاتون کو نہیں جانتا"...... رچرڈ وائٹ نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ مس چاندنی خاتون نہیں ہے بلکہ پندرہ سولہ سال کی لڑکی ہے۔ آپ اسے دیکھیں گے تو بس دیکھتے ہی رہ جائیں گے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ بھیج دو اسے"...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

"او کے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر جلد ہی اس کے آفس میں ایک پندرہ سولہ سال کی لڑکی داخل ہوئی۔ وہ اس قدر حسین تھی کہ رچرڈ وائٹ بے اختیار اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے سامنے ساکت انداز میں کھڑا ہو گیا۔ لڑکی شرماتے ہوئے انداز میں آگے بڑھ کر اس کی آفس ٹیبل سامنے کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں کے بعد رچرڈ وائٹ اپنے حواس میں آ گیا۔ وہ چونکا اور اس نے لڑکی کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تشریف رکھیئے"...... رچرڈ وائٹ نے کہا تو لڑکی کے چہرے

پر دلکش مسکراہٹ ابھر آئی اور وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"تھینک یو"...... لڑکی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جی مس چاندنی یہی نام بتایا ہے نا آپ نے میری سیکرٹری کو"...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

"جی سر۔ میرا نام چاندنی ہے"...... لڑکی نے معصوم مگر دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"سب سے پہلے تو آپ یہ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گی"...... رچرڈ وائٹ پوچھا۔

"جو آپ پی رہے ہیں میں بھی وہی پیوں گی"...... چاندنی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے"...... رچرڈ وائٹ نے کہا اور اسے شراب سے بھرا ہوا گلاس پیش کیا۔

"شکریہ سر"...... چاندنی نے شراب کا گلاس لیتے ہوئے کہا۔

"مس چاندنی آپ بہت کم سن ہیں اور یہ شراب بہت تیز ہے۔ اس کے چند گھونٹ سے آپ کو نشہ ہو سکتا ہے"...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

"سر۔ میں تو خود نشہ ہوں۔ یہ شراب بھلا مجھ پر کیا اثر کرے گی"...... چاندنی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک ہی گھونٹ میں گلاس ختم کر دیا۔ رچرڈ وائٹ نے اسے حیرت اور دلچسپی سے دیکھا اور اس کے خالی گلاس کو ایک بار پھر بھر دیا۔

چاندنی نے وہ گلاس بھی ایک گھونٹ میں خالی کر دیا۔ رچرڈ وائٹ کے مطابق چاندنی کو ہوش و حواس سے بے گانہ ہو جانا چاہئے تھا لیکن لگتا تھا کہ چاندنی پر اس کا معمولی اثر بھی نہیں ہوا۔ اس نے ایک بار پھر چاندنی کا گلاس بھر دیا۔ اب شراب کی بوتل بھی خالی ہو گئی تھی۔ چاندنی نے وہ گلاس بھی ایک ہی سانس میں خالی کر دیا تو رچرڈ وائٹ نے الماری میں سے دوسری بوتل نکال لی۔ چاندنی نے وہ بوتل بھی خالی کر دی تو رچرڈ وائٹ چاندنی کو تشویش بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

''تم کیا چیز ہو چاندنی''...... اتنی شراب پینے سے تو مجھے بھی نشہ ہو جاتا ہے حالانکہ میری تمام عمر گزر گئی .ہے یہ شراب پیتے ہوئے لیکن تم پر تو اس شراب کا معمولی سا اثر بھی نہیں ہوا''...... رچرڈ وائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ کی الماری میں شراب کی جتنی بھی بوتلیں موجود ہیں میں وہ سب خالی کر دوں تو تب بھی مجھے نشہ نہیں ہو گا کیونکہ میں خود ایک نشہ ہوں''...... چاندنی نے مخمور نگاہوں سے رچرڈ وائٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور مجھ سے کیوں ملنے آئی ہو''۔ رچرڈ وائٹ نے اس مرتبہ اس سے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ لاشعوری طور پر چاندنی سے متاثر ہو چکا تھا۔

''سر۔ آپ کوئی ایک رات میرے نام کرنا پسند کریں گے''۔

چاندنی نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں''...... رچرڈ وائٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔ اسے چاندنی سے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔

''اس کے بدلے میں آپ میرے لئے کیا کر سکتے ہیں''۔ چاندنی نے اس سے پوچھا۔

''تم جس قدر چاہو مجھ سے پیسہ لے لو''...... رچرڈ وائٹ نے کہا تو چاندنی مسکرانے لگی۔

''اچھا۔ آپ اس ایک رات کی کیا قیمت ادا کر سکتے ہیں''۔ چاندنی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دس ہزار ڈالر''...... رچرڈ وائٹ نے چاندنی کے چہرے کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ یہ ایکریمیا کے ایک بینک کا گارینٹڈ چیک ہے اور یہ دس لاکھ ڈالر کا ہے۔ یہ چیک میں آپ کو پیش کر رہی ہوں''۔ چاندنی نے اپنے ہینڈ بیگ سے ایک چیک نکال کر رچرڈ وائٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی ایکریمیا کے اسٹیٹ بینک کا گارینٹڈ چیک تھا۔ چیک دیکھ کر رچرڈ وائٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ چاندنی کی شراب نوشی کے بعد رچرڈ وائٹ کو یہ دوسرا بڑا جھٹکا لگا تھا۔ شکل سے تو یہ لڑکی بہت ہی معصوم نظر آ رہی تھی لیکن اپنے عمل سے وہ اپنی معصومیت کی نفی کر رہی تھی۔

''تم۔ تم کیا چیز ہو''...... رچرڈ وائٹ نے حیرت کی شدت سے

ہکلاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''میں نے کہا نا کہ میں چاندنی ہوں''...... چاندنی نے رچرڈ وائٹ کی حیرت سے محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہارے پاس یہ چیک کہاں سے آیا ہے۔ اگر میں تم سے یہ چیک چھین لوں تو''...... رچرڈ وائٹ نے چاندنی سے کہا تو وہ زور زور سے ہنسنے لگی۔

''رچرڈ وائٹ۔ آپ نے کتنی بچگانہ بات کی ہے۔ میں خود آپ کے پاس آئی ہوں اور آپ کو یہ چیک دینے کے لئے ہی آئی ہوں پھر آپ کیوں مجھ سے چھینیں گے''...... چاندنی نے کہا۔

''میں تمہیں سمجھ نہیں سکا۔ پہلے تم مجھے اپنا تعارف کراؤ''۔ رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''میں ایک بہت بڑے آدمی کی سیکرٹری ہوں اور آپ سے ایک ڈیل کرنے آئی ہوں''...... اس مرتبہ چاندنی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو رچرڈ وائٹ نے ایک گہرا سانس لیا۔

''کیا نام ہے تمہارے باس کا''...... رچرڈ وائٹ نے پوچھا۔

''اگر میرے باس کو سامنے آنا ہوتا تو وہ مجھے نہ بھیجتا بلکہ وہ خود آپ کے پاس آ جاتا''...... چاندنی نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ کام بتاؤ''...... رچرڈ وائٹ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''میرے باس کے چند دشمن ہیں اور ان کا خاتمہ کرانا ہے''۔

چاندنی نے کہا۔

''میں تو یہ کام نہیں کرتا۔ یہ تو پیشہ ور قاتلوں کا کام ہوتا ہے''۔ رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''آپ کے پاس پیشہ ور قاتلوں کا گروپ بھی ہے جس کا انچارج ببر سنگھ ہے۔ اس گروپ نے اس ہفتے میں چار قتل کئے ہیں اب اگر آپ کہیں تو میں ان کے ثبوت بھی پیش کر دوں''۔ چاندنی نے کہا تو رچرڈ وائٹ اس کی بات سن کر حیرت زدہ رہ گیا۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس لڑکی کو اس قدر معلومات ہوں گی۔ اس کی نظر میں تو اس کا یہ سارا سیٹ اپ بہت ہی خفیہ تھا۔ اس نے اب سمجھ لیا تھا کہ یہ لڑکی اس کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے اور اس لڑکی کا زندہ رہنا اب اس کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ چند لمحوں تک سکتے کی حالت میں رہنے کے بعد اس نے میز کی دراز کھول کر مشین پسٹل نکال لیا اور اس کا رخ چاندنی کی طرف کر دیا۔ وہ کسی بھی صورت میں چاندنی کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

''رچرڈ وائٹ مجھے قتل کر کے آپ کو کچھ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ میں تو اپنے باس کی معمولی سی کارکن ہوں اور یہ تمام معلومات مجھے میرے باس نے دی ہیں۔ اگر آپ نے مجھے قتل کر دیا تو میرا باس جو کہ آپ کے تمام جرائم سے واقف ہے اور اس کے پاس ثبوت بھی ہیں اور وہ یہ ثبوت کافرستان کی حکومت تک پہنچا دے گا اور

پھر آپ کے ساتھ ساتھ آپ کا یہ سیٹ اپ بھی ختم ہو جائے گا''۔ چاندنی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات بالکل ٹھیک تھی جو رچرڈ وائٹ کی سمجھ میں آ گئی تھی اور اس نے مشین پسٹل میز پر رکھ دیا۔

''پھر تمہارا باس کیا چاہتا ہے مجھ سے''...... رچرڈ وائٹ نے اس سے پوچھا۔

''کام تو میں آپ کو بتا چکی ہوں اور اس کام کا معاوضہ بھی چیک کی صورت میں آپ کو دے چکی ہوں۔ یہ ایک سیدھی سادی ڈیل ہے۔ آپ یہ چیک کیش کرائیں اور ہمارا کام کر دیں''۔ چاندنی نے کہا۔

''جب تمہارا باس اس قدر خفیہ اور بااختیار اور انتہائی مالدار ہے تو وہ خود یہ کام کیوں نہیں کر لیتا''...... رچرڈ وائٹ نے الجھے لہجے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرے باس کو ہزاروں کام ہیں جو اس کام سے زیادہ ضروری ہیں اور وہ اس کام پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا اس لئے اس نے یہ کام آپ کو دیا ہے اور اب آپ نے یہ کام ہر حالت میں کرنا ہے''...... اس مرتبہ چاندنی کے لہجے میں سختی تھی۔ رچرڈ وائٹ سے اس لہجے میں کبھی کسی نے بات نہیں کی تھی لیکن چونکہ وہ لاشعوری طور پر چاندنی سے متاثر ہو چکا تھا اس لئے اس نے چاندنی کے اس انداز پر کسی قسم کے ردعمل کا اظہار نہ کیا۔

''اچھا۔ میں تمہارا یہ کام کر دیتا ہوں۔ جس رقم کا چیک تم نے دیا ہے وہ رقم کافی ہے لیکن تمہارے باس کے پاس میرے خلاف جو ثبوت ہیں وہ مجھے لا کر دینے ہوں گے''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''رچرڈ وائٹ۔ ایک دو ثبوت نہیں ہیں میرے باس کے پاس۔ تمہاری پیدائش سے لے کر آج تک کا تمام ریکارڈ موجود ہے لیکن میرے باس نے کبھی تمہارے کسی کام میں مداخلت نہیں کی اور نہ ہی آئندہ کرے گا۔ تمہیں اس سلسلے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے''...... چاندنی نے کہا۔

''فکر کیسے نہ کروں۔ مجھے تو ہر وقت ایک دھڑکا سا لگا رہے گا''...... رچرڈ وائٹ نے پریشان ہو کر کہا۔

''تم جب ایکریمیا میں تھے میں وہاں کے تمہیں چند جرائم بتاتی ہوں۔ تمہارے ان جرائم کی فائلیں اگر آج بھی اوپن ہو گئیں تو ایکریمیائی ایجنسیاں تمہیں کسی صورت میں نہیں چھوڑیں گی''۔ چاندنی نے کہا اور پھر اس نے رچرڈ وائٹ کے چند جرائم بتائے جو اس نے ایکریمیا میں کئے تھے اور یہ واقعی ایسے جرائم تھے کہ ایکریمیائی ایجنسیاں اسے آج بھی گرفتار کر سکتی تھیں۔ رچرڈ وائٹ چاندنی کو حیرت اور بے بسی کی حالت میں دیکھنے لگا۔ اس نے خود کو آج تک کبھی بھی اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔

''میرے باس کو تمہارے کسی کام سے کوئی غرض نہیں ہے۔ تم

جو چاہو کرتے پھرو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بس تم میرے باس کے دشمنوں کا خاتمہ کر دو۔ اس کے بعد بھول جانا کہ تم کسی چاندنی سے ملے بھی تھے اور چاندنی نے اپنے کسی باس کا ذکر بھی کیا تھا''...... چاندنی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے باس کے دشمن کون لوگ ہیں''...... رچرڈ وائٹ نے پوچھا۔

''کافرستان کا ہمسایہ ملک ہے جس کا نام پاکیشیا ہے۔ اس کی سیکرٹ سروس کے لئے ایک شخص کام کرتا ہے جو باقاعدہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا رکن تو نہیں ہے لیکن وہ دنیا کا انتہائی خطرناک اور تیز ترین انسان ہے۔ میرے باس کا دشمن یہی شخص ہے''۔ چاندنی نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کہیں تم پاکیشیا کے علی عمران کی بات تو نہیں کر رہی ہو''...... رچرڈ وائٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اسی کی بات کر رہی ہوں۔ مجھے اندازہ تھا کہ تم اسے جانتے ہو گے کیونکہ تم کسی زمانے میں ایکریمیائی ایجنسی میں رہ چکے ہو''...... چاندنی نے کہا۔

''میرا اس سے کبھی سامنا نہیں ہوا لیکن سیکرٹ دنیا میں اس کا بہت نام ہے۔ وہ تمہارے باس کا دشمن بنا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تمہارے باس نے اس کے ملک کے خلاف کوئی کام کیا ہے''...... رچرڈ وائٹ نے چاندنی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہو لیکن میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ میں تو صرف اتنا ہی جانتی ہوں جتنا میرا باس مجھے بتاتا ہے''...... چاندنی نے کہا۔

''اوہ۔ اس علی عمران کا خاتمہ کرنے کے لئے مجھے پاکیشیا جانا پڑے گا''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''نہیں۔ وہ آج کل میرے باس کی تلاش میں کافرستان آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ اس کے تین ساتھی بھی ہیں اور اس وقت وہ آشیام شہر میں ہی ہے''...... چاندنی نے کہا۔

''کیا تمہارا باس بھی آشیام میں موجود ہے''...... رچرڈ وائٹ نے اس سے پوچھا۔

''نہیں۔ میرا باس ان دنوں کافرستان سے باہر ہے''...... چاندنی نے کہا۔

''پھر تو ٹھیک ہے ورنہ تو اس شخص نے تمہارے باس کو ڈھونڈ لینا تھا''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''تم میرے باس کی فکر مت کرو۔ میرا باس معمولی آدمی نہیں ہے۔ اسے تو آج تک کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ اسے ڈھونڈ کون سکتا ہے۔ تم اب اپنے کام کی بات کرو''...... چاندنی نے سخت لہجے میں کہا لیکن رچرڈ وائٹ کو اس کا سخت لہجہ برا نہیں لگا کیونکہ وہ لاشعوری طور پر اس سے اب بہت زیادہ متاثر ہو چکا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے تم ان کا ایڈریس بتاؤ۔ میں ابھی اپنے آدمی

بھیجتا ہوں''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''یہ مشن تمہارے آدمیوں کے بس کا نہیں ہے۔ اس مشن پر تم خود جاؤ گے''...... چاندنی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''میرا ہر مشن میرے آدمی ہی مکمل کرتے ہیں۔ لیکن تم ٹھیک کہتی ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی بہت ہی خطرناک ہیں۔ ان کے لئے مجھے خود ہی جانا پڑے گا''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''ہاں ان کے خلاف ایسی کارروائی کرو کہ انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملے۔ وہ لوگ اس وقت راج ہوٹل کے کمرہ نمبر تین سو چار اور تین سو پانچ میں ٹھہرے ہوئے ہیں''...... چاندنی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

''تمہاری کامیابی یا ناکامی کی خبر ہمیں مل جائے گی۔ کامیابی کی صورت میں تمہیں اس کے علاوہ اور بھی بھاری انعام ملے گا اور میرے ساتھ وقت گزارنے کا موقع بھی جبکہ ناکامی کی صورت میں تمہارا زندہ بچ جانا ناممکن ہے''...... دروازے کے قریب پہنچ کر چاندنی نے رک کر سرد لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں اتنی سرد مہری تھی کہ رچرڈ وائٹ کو اپنے جسم میں سرد لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

چاندنی نے یہ کہہ کر دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی جبکہ رچرڈ وائٹ حیرت سے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اسے خود پر بھی حیرت ہو

رہی تھی کہ ایک معمولی سی لڑکی اسے دھمکی دے کر چلی گئی اور وہ اس طرح بیٹھا رہا جیسے وہ اس لڑکی کا ملازم ہو۔

''اوہ۔ میں لڑکی سے خوفزدہ ہوا ہی کیوں''...... رچرڈ وائٹ نے اپنے دل میں سوچا لیکن اسے اپنے اس سوال کا جواب نہ ملا۔ وہ کچھ دیر تک بیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے مشن مکمل کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ اس نے کام کرنے کا معاوضہ لے لیا تھا۔ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی سیکرٹری کا نمبر پریس کرایا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ببر سنگھ کو فوراً میرے پاس بھیجو''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''اوکے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو اس نے رسیور رکھ دیا۔ کچھ ہی دیر بعد ببر سنگھ اندر داخل ہوا۔ ببر سنگھ کے چہرے پر لاتعداد زخموں کے نشان تھے جو اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں ہی گزری ہے۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور ان آنکھوں میں چیتے کی سی سفاکی دکھائی دے رہی تھی۔

رچرڈ وائٹ کے آفس میں داخل ہو کر اس نے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا جس کا جواب رچرڈ وائٹ نے سر ہلا کر دیا اور پھر اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ببر سنگھ صوفے پر بیٹھ تو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ حیران بھی ہو رہا تھا کیونکہ آج سے پہلے

رچرڈ وائٹ نے اسے کبھی بھی بیٹھنے کے لئے نہیں کہا تھا۔

''راج ہوٹل میں ایک نوجوان علی عمران اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے۔ ہم نے انہیں اس طرح اغوا کرنا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو اور انہیں اغوا کر کے اپنے کسی ٹھکانے پر پہنچا کر ان کا خاتمہ کرنا ہے''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''سر۔ یہ تو بہت آسان کام ہے۔ میں ابھی انہیں اغوا کر کے گرین پیلس پہنچا دیتا ہوں''...... ببر سنگھ نے کہا۔ گرین پیلس رچرڈ وائٹ کی خاص کوٹھی تھی اور اس کے اس ٹھکانے کا علم بہت ہی کم لوگوں کو تھا۔ اس کوٹھی میں ایک تہہ خانہ بھی تھا جہاں تشدد کے جدید آلات موجود تھے۔

''ہاں۔ یہی ان کے لئے بہترین جگہ رہے گی''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''او کے سر۔ میں ابھی جاتا ہوں اور کچھ دیر بعد آپ کو رپورٹ دیتا ہوں''...... ببر سنگھ نے کہا اور صوفے سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ رچرڈ وائٹ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کے لئے کہا۔

''یہ لوگ بہت ہی خطرناک اور تربیت یافتہ ہیں۔ انہیں اغوا کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ تم اپنے آدمی تیار کرو میں خود اس مشن کی نگرانی کروں گا۔ تم سے کوئی غلطی ہو سکتی ہے''...... رچرڈ وائٹ نے کہا تو ببر سنگھ حیرت بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''تمہاری حیرت بجا ہے ببر سنگھ۔ لیکن تم اس بات کو نہیں سمجھو

گے۔ تم اپنے آدمیوں کے ساتھ وین میں بیٹھو۔ میں میک اپ کر کے آتا ہوں''...... رچرڈ وائٹ نے اس سے کہا۔

''میک اپ۔ کس قسم کا میک اپ سر''...... ببر سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیڈیز میک اپ نہیں بلکہ وہ میک اپ جس سے انسان کی شکل و صورت تبدیل ہو جاتی ہے اور چونکہ میں کسی زمانے میں سیکرٹ ایجنٹ رہا ہوں اس لئے مجھے میک اپ کرنا آتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھے کوئی تمہارے ساتھ دیکھے''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''میں سمجھ گیا ہوں سر۔ اور میں یہ بھی سمجھ گیا ہوں کہ جن لوگوں کو ہم اغوا کرنے جا رہے ہیں وہ بہت زیادہ خطرناک ہیں''...... ببر سنگھ نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے مجھے یہ احتیاط کرنی پڑ رہی ہے''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''او کے سر۔ میں پارکنگ میں اپنی مخصوص وین میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں''...... ببر سنگھ نے کہا تو رچرڈ وائٹ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ببر سنگھ اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں دس پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''یس سر''...... ببر سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے

سے باہر نکل گیا جبکہ رچرڈ وائٹ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری میں اس کی میک اپ کٹ موجود تھی۔ وہ اس کٹ کو کبھی کبھار ہی استعمال کرتا تھا۔ وہ میک اپ کٹ نکال کر اپنا میک اپ کرنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ مقامی میک اپ میں تھا۔ آفس سے باہر نکلنے کے لئے اس نے خفیہ راستہ استعمال کیا تھا۔

ماسٹر ٹائیگر کے مسلح ساتھیوں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی مشین گنوں سے فائرنگ کر دی تھی لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کو بھی کسی گولی نے نہیں چھوا تھا۔ انہوں نے برق رفتاری سے حرکت کی اور خود کو فائرنگ سے بچاتے ہوئے ان سے مشین گنیں چھین لیں اور پھر انہی کی مشین گنوں سے ان کا بھی خاتمہ کر دیا۔

"عمران۔ یہ کون لوگ تھے اور ہمیں کیوں مارنا چاہتے تھے"۔ تنویر نے عمران سے پوچھا۔

"یہ ماسٹر ٹائیگر اور اس کے ساتھی تھے اور ماسٹر ٹائیگر کو کسی چاندنی نامی لڑکی نے ہمارے خاتمے کا مشن دیا تھا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ یہ کمرہ ساخت کے اعتبار سے ساؤنڈ پروف لگ رہا تھا۔ اس

لئے اندر ہونے والی فائرنگ کی آوازیں باہر نہیں سنائی دی تھیں۔ اس کمرے سے باہر نکل کر انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی اور اب اس کوٹھی میں کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے ساری کوٹھی کی تلاشی لی لیکن انہیں اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی۔

''میرا خیال ہے ہمیں واپس ہوٹل جانا چاہئے''...... عمران نے کہا تو وہ کوٹھی سے باہر آ گئے۔ اس کے بعد وہ ایک ہی ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل پہنچ گئے۔

''عمران صاحب۔ آپ کس چاندنی کی بات کر رہے ہیں۔ کون ہے یہ چاندنی''...... کمرے میں پہنچتے ہی صفدر نے عمران سے پوچھا۔

''جہاں تک میرا خیال ہے چاندنی کوئی شیطانی ذریت ہو گی اور اس نے ماسٹر ٹائیگر کے ذریعے ہمیں ختم کرانے کی کوشش کی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''شیطانی طاقتوں نے ہم پر خود حملہ کیوں نہیں کیا''...... تنویر نے عمران سے پوچھا۔

''ہم باوضو ہیں اور آیت کریمہ کا ورد کرتے رہے ہیں اس لئے اب یہ شیطانی طاقتیں ہمارے پاس آنے سے گھبرا رہی ہیں اور خود حملہ کرنے کی بجائے عام بدمعاشوں سے ہم پر وار کرا رہی ہیں''۔ عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں فوری طور پر مگھومل کے ٹھکانے پر پہنچنا

چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اب ہمیں بہت ہی محتاط رہنا ہو گا۔ اپنا اسلحہ بھی ساتھ لے چلو۔ اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے''...... عمران کہا تو ان سب نے اپنی جیبوں میں مشین پسٹل رکھ لئے۔ اس کے بعد وہ ایک بار پھر ہوٹل سے باہر آ گئے۔ انہوں نے ٹیکسی لی اور ڈرائیور کو شمشان گھاٹ چلنے کو کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کچھ ہی دیر میں انہیں شمشان گھاٹ پہنچا دیا۔ انہوں نے ٹیکسی چھوڑی اور نہایت ہی محتاط انداز میں مگھومل کے گھر کی طرف بڑھنے لگے۔

ان سب کی زبان اور دل مسلسل آیت کریمہ کا ورد کر رہے تھے۔ وہ شیطان کے ایک پجاری کی طرف بڑھ رہے تھے جس کے پاس بہت سی شیطانی طاقتیں تھیں لیکن معمولی سا خوف بھی ان کے دلوں میں نہیں تھا۔ انہیں اپنے خدا پر بھروسہ تھا اور اللہ کے کلام پر یقین تھا اسی لئے وہ ہر قسم کے خوف سے آزاد تھے۔ وہ صرف محتاط تھے اور ان کی نظریں ادھر ادھر سرچ لائٹس کی طرح گھوم رہی تھیں۔ شیطانی طاقتیں پھر ان پر حملہ کرا سکتی تھیں لیکن مگھومل کے گھر تک پہنچ کر بھی ان کے سامنے کوئی نہ آیا اور نہ ہی کوئی واقعہ پیش آیا۔ مگھومل کے گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ چاروں بلا جھجک اندر داخل ہو گئے۔

''باس۔ شیطان تو یہاں سے بھاگ گئے''...... گھر میں داخل ہوتے ہی جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے''...... عمران نے کہا۔ اس کے بعد انہوں نے مگھو مل کے گھر کا چپہ چپہ چھان مارا مگر گھر مکمل طور پر خالی تھا۔ ایک کمرے میں شیطان کا قد آور بت رکھا ہوا تھا جبکہ ایک اور کمرے میں بھی ایک بڑا سا شیطانی بت رکھا ہوا تھا۔

''جوزف۔ ان شیطانی بتوں کو اٹھا کر زمین پر مار کر توڑ دو''۔ عمران نے جوزف سے کہا۔ جوزف نے جیسے ہی شیطان کے بت کو اٹھایا فضا میں چیخنے چلانے کی آوازیں گونجنے لگیں۔ انتہائی بے ہنگم شور برپا ہو گیا تھا لگتا تھا جیسے ان کے کانوں کے پردے اس شور سے پھٹ جائیں گے۔ کتوں اور بلیوں کے رونے کی آوازیں دل کو دہلانے کے لئے کافی تھیں لیکن انہوں نے ان آوازوں پر توجہ نہ دی۔ جوزف نے پوری قوت سے شیطان کا بت زمین پر دے مارا۔

زمین پختہ تھی۔ شیطان کا بت زمین سے ٹکرایا تو اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ شیطان کے بت کے ٹکڑے ہوتے ہی ان خوفناک آوازوں میں حد درجہ اضافہ ہو گیا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے بہت سی عورتیں مل کر بین کر رہی ہوں۔ جوزف دوسرے کمرے سے دوسرے شیطانی بت کو بھی اٹھا لایا اور اس نے اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ چند لمحوں تک وہ خوفناک آوازیں آتی رہیں اور پھر یکدم سناٹا چھا گیا۔ انتہائی گہرا سناٹا۔ وہ خاموشی سے مگھو مل کے

گھر سے باہر نکل آئے۔ ان چاروں کے چہروں پر گہری سنجیدگی تھی۔

''عمران صاحب۔ یہ مگھو مل کہاں غائب ہو گیا ہے''...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں عمران سے پوچھا مگر عمران خاموش رہا۔ اس نے صفدر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''عمران۔ جولیا شدید خطرے میں ہے۔ ہمیں جلد از جلد مگھو مل کو تلاش کرنا چاہئے''...... تنویر نے پریشان لہجے میں کہا۔ عمران خود بھی جولیا کی وجہ سے پریشان تھا۔

''باس۔ جلد از جلد ہوٹل پہنچیں۔ میں عظیم وچ ڈاکٹر فادر جوشوا سے مل کر مس جولیا کے متعلق پوچھنے کی کوشش کرتا ہوں''۔ جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب صفدر اور تنویر کو بھی اس کی باتوں پر حیرت نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ کئی بار جوزف کی ان باتوں کو سچ ہوتے دیکھ چکے تھے۔ وہ ایک بار پھر ٹیکسی میں سوار ہو کر ہوٹل پہنچے۔ کمرے میں پہنچتے ہی جوزف زمین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے۔

''باس۔ فادر جوشوا نے مجھے بتایا ہے کہ جولیا ابھی تک ٹھیک ہے۔ البتہ اندھیری منگل کو جولیا شدید خطرے میں ہو گی''۔ جوزف نے کچھ دیر بعد آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

”اندھیری منگل۔ یہ اندھیری منگل کیا ہوتی ہے“...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ صفدر کے چہرے پر بھی یہی سوال تھا۔ جوزف نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران مسکرا دیا۔ جولیا کی خیریت سن کر وہ مطمئن ہو گیا تھا اس لئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

”چاند کی آخری تاریخوں میں جو پہلی منگل کی رات آتی ہے اسے سفلی دنیا میں اندھیری رات کہا جاتا ہے کیونکہ یہ رات بہت ہی تاریک ہوتی ہے اس لئے ہوائی مخلوق اور شیطانی طاقتیں اس رات کو خوب ہنگامہ کرتی ہیں۔ ان کے لئے یہ جشن کی رات ہوتی ہے اور سفلی علوم کے ماہر اپنے بہت سے عمل اس رات میں کرتے ہیں کیونکہ اس رات میں ہونے والے عمل شیطان کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوتے ہیں“...... عمران نے انہیں اندھیری منگل کی رات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو وہ شیطان مگھومل اندھیری منگل میں جولیا کو قربان کرنا چاہتا ہے“...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

”لیکن میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ میں اس شیطانی کے پجاری کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دوں گا“...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ سب کچھ تو ہو جائے گا لیکن پہلے اس شیطان کے پجاری کا

ٹھکانہ تو معلوم ہو“...... عمران نے کہا۔

”جوزف۔ تم اپنے فادر جوشوا سے صرف مگھومل کا ٹھکانہ پوچھ کر مجھے بتا دو۔ اس کے بعد میں اس شیطان کو دیکھ لوں گا“۔ تنویر نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تنویر صاحب۔ میں کوشش کرتا ہوں“...... جوزف نے کہا اور ایک بار پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ان سب کی توجہ جوزف کی طرف تھی اس لئے وہ کی ہول سے آتے ہوئے دھویں کو نہ دیکھ سکے۔ دھواں کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ کمرے میں انتہائی تیز بو پھیل گئی۔ جب انہیں اس بو کا احساس ہوا تو کافی دیر ہو چکی تھی اور ان کے ذہنوں پر سیاہ چادریں سی پھیلتی چلی گئیں۔

رچرڈ وائٹ ہوٹل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس سے بے ہوش کر کے لے آیا تھا۔ ببر سنگھ اور اس کے آدمیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرین پیلس کے تہہ خانے میں پہنچا دیا تھا۔

"انہیں کرسیوں پر بٹھا کر اچھی طرح رسیوں سے باندھ دو"۔ رچرڈ وائٹ نے ببر سنگھ سے کہا تو ببر سنگھ اور اس کے ساتھیوں نے اس کے حکم کی فوری تعمیل کی۔ جب ببر سنگھ اور اس کے ساتھیوں نے انہیں کرسیوں پر باندھ دیا تو رچرڈ وائٹ نے انہیں چیک کیا۔ رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ اس وقت اس کے سامنے دنیا کے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ موجود ہیں۔ وہ ان کی طرف سے معمولی سی غفلت بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چاروں افراد کی رسیاں چیک کرنے کے بعد وہ مطمئن ہو گیا۔ رسیاں ٹھیک بندھی ہوئی

تھیں۔

"اب انہیں ہوش میں لے آؤ"...... رچرڈ وائٹ نے تحکمانہ لہجے میں ببر سنگھ سے کہا اور پھر رچرڈ وائٹ کا حکم سن کر ببر سنگھ ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور بوتل کا ڈھکن کھول کر اس نے وہ چھوٹی سی بوتل ان چاروں کی ناک سے باری باری لگائی اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ چاروں ہوش میں آ گئے۔ سب سے پہلے عمران ہوش میں آیا تھا۔

"ہیلو مسٹر عمران۔ میں نے تو سیکرٹ دنیا میں تمہاری بڑی تعریف سنی تھی لیکن تم تو بھیگے ہوئے چوہے کی مانند پکڑے گئے ہو"...... عمران نے ہوش میں آتے ہی ایک آواز سنی تو وہ چونک کر بولنے والے کی طرف دیکھنے لگا۔ بولنے والا اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"تم کون ہو اور تم نے ہمیں اس طرح کیوں اغوا کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میرا نام وائٹ ہے۔ رچرڈ وائٹ"...... عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

"تمہارا نام وائٹ ہے اور ہو تم بلیک"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"صرف میرا نام ہی وائٹ نہیں بلکہ میں خود بھی وائٹ مین ہوں"...... رچرڈ وائٹ نے عمران کے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے

کہا۔

''لیکن لگ تو تم بلیک مین رہے ہو''...... عمران نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے مقامی میک اپ کیا ہوا ہے جبکہ میں ہوں ایکریمی۔ ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کا ایک فعال ایجنٹ رچرڈ وائٹ''...... رچرڈ وائٹ نے کہا تو عمران اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔

''تم نے ہم لوگوں کو کیوں اغوا کیا ہے''...... عمران نے رچرڈ وائٹ سے پوچھا۔

''ایسا ہم نے ایک پارٹی کے کہنے پر کیا ہے اور اسی کے کہنے پر ہم تمہیں گولیوں سے چھلنی کرنے والے ہیں''...... رچرڈ وائٹ نے سفاک لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیب میں سے مشین پسٹل نکال لیا اور اس کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر دیا۔

''کون سی پارٹی تھی وہ اور کتنا پیسہ لیا ہے تم نے''......عمران نے اس سے پوچھا۔ عمران اس سے وقت لینا چاہتا تھا کیونکہ عمران کو رسیاں کاٹنے میں دقت ہو رہی تھی۔ وہ رچرڈ وائٹ کو باتوں میں الجھانا چاہتا تھا تاکہ وہ ناخنوں میں لگے ہوئے مخصوص بلیڈز سے رسیاں کاٹ سکے۔

''ہے ایک زبردست پارٹی''...... رچرڈ وائٹ نے کہا اور پھر وہ کسی خیال میں چونک اٹھا لیکن فوراً ہی اس نے خود پر قابو پا لیا۔

''ببر سنگھ اب تم جاؤ میں ان سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں''۔

رچرڈ وائٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ اپنے آدمیوں کو لے کر باہر چلا گیا۔

''عمران مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ تم اتنی آسانی سے میرے ہاتھ کیسے آ گئے''...... رچرڈ وائٹ نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں تمہاری بات سمجھا نہیں''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں جب ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کا رکن تھا تو وہاں تمہارے بہت چرچے تھے۔ تمہیں خطرناک ترین، عیار ترین اور ذہین ترین سیکرٹ ایجنٹ سمجھا جاتا تھا لیکن تم تو میرے ہاتھ بہت آسانی سے آ گئے۔ کیا تم واقعی پاکیشیا کے علی عمران ہو''...... رچرڈ وائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ہمارے ساتھ کوئی حرکت تو کرتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر لئے کیونکہ اس دوران وہ ہاتھوں کی رسی کو کاٹ چکا تھا۔ تنویر اور صفدر بھی اپنے ہاتھوں کی رسیاں کاٹ چکے تھے۔

''اوہ۔ تم نے اپنے ہاتھ کھول لئے۔ ابھی تو تمہارے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ میں نے خود چیک کئے تھے''...... رچرڈ وائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ ہمارے لئے معمولی شعبدے ہیں۔ اب تم ہمیں بتاؤ کہ

تمہیں ہمارے خلاف کس نے ہائر کیا ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''وہ انتہائی خفیہ، بارسوخ اور طاقتور انسان ہے۔ میرے وہ کئی راز جانتا ہے۔ اگر میرے یہ راز حکومت تک پہنچ گئے تو مجھے پھانسی ہو جائے گی۔ میں اس شخصیت سے خوفزدہ ہو گیا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس شخص کو ہلاک کر دو تا کہ میں سکھ کا سانس لے سکوں۔ اس لئے میں نے ببر سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو باہر بھیج دیا ہے''۔ رچرڈ وائٹ نے اس مرتبہ منت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم اس شخص کا پتہ بتا دو۔ پھر ہم اسے سنبھال لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اگر وہ سامنے آجاتا تو میں اس کی گردن نہ توڑ دیتا۔ تم نے اسے ڈھونڈنا ہے اور اسے ہلاک بھی کرنا ہے''...... رچرڈ وائٹ نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے اس کا نام تو بتا دو''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''میں اس کا نام نہیں جانتا۔ بس اس کی ایک سیکرٹری آئی تھی۔ اسی نے تمام ڈیلنگ کی۔ میں اس پر بھی بہت حیران ہوں وہ مجھ پر رعب جماتی رہی اور میں خاموشی اور فرمانبرداری سے اس کی بات سنتا رہا''...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''اس کی سیکرٹری کا نام چاندنی تو نہیں تھا''...... عمران نے کہا تو رچرڈ وائٹ حیرت کی زیادتی سے اچھل پڑا۔

''ارے۔ تمہیں کیسے پتہ چل گیا''...... رچرڈ وائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری چاندنی کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم بہت جلد اسے تلاش کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اسے تلاش کر کے تم نے اسے فوراً ہی ہلاک کر دینا ہے''۔ رچرڈ وائٹ نے کہا۔

''یہ ہو جائے گا لیکن اس دوران تمہیں بہت زیادہ محتاط رہنا پڑے گا بلکہ تم انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ تو زیادہ بہتر ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہتے ہو میں ویسے ہی کر لیتا ہوں۔ میں تو اس کم سن لڑکی چاندنی سے ہی اتنا خوفزدہ ہو گیا تھا کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں کیا کروں''...... رچرڈ وائٹ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے صفدر اور تنویر کی طرف دیکھا۔ چونکہ وہ بھی اپنی رسیاں کاٹ چکے تھے اس لئے وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ جوزف نے زور لگایا تو اس کی رسی بھی ٹوٹتی چلی گئی۔ اتنی مضبوط رسی کو ایک جھٹکے میں ٹوٹتے دیکھ کر رچرڈ وائٹ کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے لگیں۔

''اب ہمیں باہر تک چھوڑ آؤ تا کہ تمہارے آدمی ہمیں خواہ مخواہ تنگ نہ کریں''...... عمران نے کہا تو وہ ان کے آگے چلنے لگا۔ کچھ

ہی دیر بعد وہ رچرڈ وائٹ کے گرین پیلس سے باہر آ چکے تھے۔

"عمران صاحب۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... باہر آنے کے بعد صفدر نے حیرت سے پوچھا۔

"واقعی۔ ایسا واقعہ تو ہماری زندگی میں پہلے کبھی نہیں ہوا"۔ تنویر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔

"رچرڈ وائٹ نہیں جانتا کہ چاندنی نامی لڑکی انسان نہیں بلکہ شیطانی طاقت ہے۔ یہ چاندنی کی باتوں سے متاثر ہو کر سمجھ رہا ہے کہ چاندنی اور اس کا باس بہت ہی خطرناک انسان ہیں اور وہ ان سے الجھنا نہیں چاہتا"...... عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ یہ تو اس کے لئے بہت خطرناک بات ہے۔ شیطانی طاقتیں تو اس تک پہنچ کر اس کی گردن دبا دیں گی اور یہ تو کسی کو مدد کے لئے بھی نہیں بلا سکے گا"...... تنویر نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہاں۔ بالکل ایسا ہی ہو گا۔ سمجھ لو کہ رچرڈ وائٹ کا خاتمہ ہو گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ رچرڈ وائٹ کا ذکر چھوڑیں اور مس جولیا کے متعلق سوچیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی کے متعلق تو سوچ رہا ہوں۔ جوزف تم وہ ست رنگی ڈوری بنا کر لائے ہو"...... عمران نے پہلے صفدر اور پھر جوزف سے

مخاطب ہو کر پوچھا تو جوزف نے اپنی جیب سے ست رنگی ڈوری نکال کر عمران کو دے دی۔ یہ سات دھاگے علیحدہ علیحدہ رنگوں کے تھے جنہیں اکٹھا کر کے ڈوری کی شکل دی گئی تھی۔ اس ڈوری پر گرہیں بھی لگیں ہوئی تھیں۔ جوزف اس ڈوری سے شیطانی طاقت کا منہ باندھ کر انہیں قابو کر لیتا تھا۔ عمران نے وہ ڈوری اپنی جیب میں رکھ لی۔ جوزف کے پاس ایسی کئی ڈوریاں اور بھی تھیں۔

"اب تم تینوں ہوٹل واپس جاؤ۔ میں کچھ دیر میں واپس آتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تم کہاں جا رہے ہو"...... تنویر نے پوچھا۔

"میں واپس آ کر تمہیں بتاتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اس کی یہ عادت انتہائی بری ہے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ تینوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ ٹیکسی میں بیٹھے انہیں ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ٹیکسی میں تیز بو پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی ان کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

”ہمارا دشمن کس حال میں ہے“...... مگھومل نے خباثی سے پوچھا جو ابھی ابھی اس کے پاس پہنچی تھی۔

”ایکریمیا کے سابق سیکرٹ ایجنٹ اور اس وقت کافرستان کے سب سے بڑے گینگسٹر رچرڈ وائٹ نے انہیں اغوا کر لیا ہے“۔ خباثی نے کہا۔

”اغوا کیوں کیا ہے۔ ان کا خاتمہ کرنا تھا“...... مگھومل نے کہا۔

”آقا۔ وہ جس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں وہاں ان کا خاتمہ ممکن نہ تھا اس لئے رچرڈ وائٹ انہیں اغوا کر کے اپنے ایک ٹھکانے پر لے گیا ہے۔ وہ وہاں ان کا خاتمہ کر دے گا“...... خباثی نے کہا۔

”جب تک میرے اس دشمن کا خاتمہ نہیں ہو جاتا مجھے چین نہیں آئے گا“...... مگھومل نے کہا۔

”آقا۔ آپ بے فکر رہیں۔ سمجھیں کہ آپ کا دشمن مارا گیا ہے“۔ خباثی نے کہا۔

”وہ اتنی آسانی سے مارا جانے والا نہیں ہے اور اب تو میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں نے اسے چھیڑ کر غلطی کی ہے۔ میں خواہ مخواہ انتقام لینے کے چکر میں پڑ گیا“...... مگھومل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایسا نہ کہیں آقا۔ آپ مہان آقا کے اس دشمن کا خاتمہ کریں گے تو آپ مہان آقا کے نائب اعظم بن جائیں گے اور پھر بڑے نائب بن کر آپ پوری دنیا پر حکومت کریں گے“...... خباثی نے اسے یاد دلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس کام کا انعام تو میری سوچ سے بھی بڑھ کر ہے۔ بڑے آقا کا نائب بننا دنیا کی سب سے بڑی خوشی ہے اور میں وہ خوش قسمت انسان ہوں جو بڑے آقا کا نائب بنوں گا۔ پھر تمام دنیا پر میرا حکم چلے گا“...... مگھومل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ بڑا نائب بننے کے بعد آپ کی غلامی میں بڑی بڑی طاقتیں آ جائیں گی۔ وحشت ناک، ہیبت ناک، طاقتور اور عجیب و غریب قسم کی لاتعداد مخلوق آپ کی غلام ہو گی۔ آقا۔ آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ انہیں پا لینے کے بعد آپ مجھے خود سے جدا نہیں کریں گے اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیں گے۔ آپ میرے مہان آقا ہیں۔ میں آپ سے دور نہیں ہونا چاہتی“...... خباثی نے خوشامد

بھرے لہجے میں کہا مگھومل اس کی خوشامد پر خوش ہو گیا۔

"ہاں۔ ہاں۔ تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی اور چاندنی کے روپ میں رہو گی"...... مگھومل نے کہا۔

"آقا۔ میں آپ کے لئے اس سے بھی بڑھ کر روپ اپناؤں گی"...... خباثی نے کہا۔

"بس سمجھ لو کہ میں تم سے بہت خوش ہوں"...... مگھومل نے کہا۔

"کنیز سے اس کا آقا خوش رہے یہ اس کے لئے سب سے بڑا انعام ہوتا ہے"...... خباثی نے کہا۔

"بہت باتیں ہو گئی ہیں۔ اب تم جاؤ اور میرے دشمن کا پتہ کرو۔ کہیں وہ ابھی تک زندہ تو نہیں ہے"...... مگھومل نے خباثی سے کہا تو اس نے مؤدبانہ انداز میں اپنے سر کو جھکایا۔

"بہت بہتر آقا۔ میں ابھی واپس آ کر تمہیں خوشخبری سناتی ہوں"...... خباثی نے کہا اور پھر وہ یکدم غائب ہو گئی۔ اسے غائب ہوئے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ شالتری مگھومل کے سامنے حاضر ہوئی اور فوراً اس کے سامنے جھک گئی۔

"شالتری تو کیا خبر لائی ہے"...... مگھومل نے اس سے پوچھا۔

"آقا۔ آپ کے دشمن کے ساتھی ایک ایسی ٹیکسی میں سوار ہوئے ہیں جس کی سیٹ پر شراب گری ہوئی ہے۔ جیسے ہی ان کے کپڑوں پر شراب لگے گی مجھے ان کے قریب جانے کا موقع مل

جائے گا اور میں ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی"۔ شالتری نے جوشیلے انداز میں کہا۔

"بہت خوب۔ یہ تم نے بہت اچھی خبر سنائی ہے لیکن ان لوگوں کو تو رچرڈ وائٹ نے اغوا کیا تھا پھر یہ ٹیکسی میں کیسے پہنچ گئے"۔ مگھومل نے پہلے خوش ہوتے ہوئے اور پھر یکدم چونکتے ہوئے کہا کیونکہ خباثی نے اسے یہی بتایا تھا کہ ان لوگوں کو رچرڈ وائٹ نے اغوا کر لیا ہے۔

"آقا۔ رچرڈ وائٹ نے انہیں اغوا کر لیا تھا لیکن پھر اس نے خود ہی انہیں چھوڑ دیا ہے"...... شالتری نے کہا۔

"خود ہی چھوڑ دیا ہے۔ لیکن کیوں"...... مگھومل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ آپ سے بہت زیادہ خوفزدہ ہو گیا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ کا یہ دشمن آپ کا خاتمہ کر دے"...... شالتری نے کہا۔

"اس کی یہ جرأت کہ وہ میرے خلاف سازش کرے"...... مگھومل نے غصے سے غراتے ہوئے کہا۔

"آقا۔ خباثی اس کی طرف گئی ہے نا۔ وہ اسے اس غداری کی سزا دے کر آئے گی"...... شالتری نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم ٹھیک کہتی ہو۔ ہاں۔ تم نے میرے دشمن کے ساتھیوں کا ذکر کیا ہے۔ میرے دشمن کا ذکر نہیں کیا۔ وہ کہاں ہے"۔ مگھومل نے پوچھا۔

”آقا۔ وہ ان سے الگ ہو گیا ہے اور چونکہ میں اس کے قریب نہیں جا سکتی تھی اس لئے مجھے پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں ہے اور کس ارادے سے گیا ہے“...... شالتری نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اسے بعد میں دیکھ لیں گے۔ تم جاؤ اور اس کے ساتھیوں کا تو خاتمہ کر دو“...... مگھومل نے شالتری سے کہا تو شالتری ایک بار پھر اس کے سامنے جھکی اور پھر غائب ہو گئی۔

بے ہوش ہوتے ہوتے بھی ٹیکسی ڈرائیور نے لاشعوری طور پر ٹیکسی کو بریک لگا دی تھی۔ تنویر، صفدر اور ٹیکسی ڈرائیور تینوں ہی مکمل طور پر بے ہوش ہو گئے تھے جبکہ جوزف کے ذہن کو ایک جھٹکا تو لگا تھا لیکن اس نے فوری طور پر خود کو سنبھال لیا تھا۔ اسی لمحے اس نے ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر ایک خوفناک شکل کی عورت کو دیکھا جس کے بڑے بڑے دانت ہونٹوں سے باہر نکل رہے تھے اور وہ صفدر اور تنویر کی طرف متوجہ تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک تھی۔ پھر اس نے اپنے بڑے بڑے تیز دانت تنویر کی گردن کی طرف بڑھائے۔

وہ یقیناً تنویر کا خون پینا چاہتی تھی۔ اسی لمحے جوزف بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اس کا ہاتھ پوری طاقت سے اس عورت کے سر کے پچھلے حصے پر لگا جس سے اس عورت کی چیخ بلند ہو گئی

اور وہ فوراً ساکت ہوگئی۔ اس کے بعد جوزف پھر تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے اپنی جیب سے ایک ست رنگی ڈوری نکالی اور دوسرے ہی لمحے اس نے وہ ڈوری اس عورت کے منہ میں ڈال کر اس کے دونوں سروں کو اس کے سر کے پیچھے لے جا کر گرہ لگا دی۔ پھر اس نے جیب سے سیاہ رنگ کا کپڑا نکالا اور وہ کپڑا اس نے اس عورت کی آنکھوں پر باندھ دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ ٹیکسی ایک سائیڈ پر رکی ہوئی تھی اور اس سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہ تھا۔

جوزف نے ٹیکسی ڈرائیور کو ٹیکسی سے باہر کھینچ کر فٹ پاتھ پر ڈالا اور پھر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا کیونکہ وہ تین چار بار عمران کے ساتھ آشیام شہر میں آچکا تھا اس لئے وہ اس کے راستوں سے واقف تھا۔ تیز ترین ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ کچھ ہی دیر میں آشیام شہر سے باہر ایک جنگل کے قریب پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے ٹیکسی روکی اور پھر اس نے صفدر کے ناک اور منہ پر اپنا ہاتھ رکھا تو چند لمحوں بعد صفدر کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تو اس نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ یہی عمل اس نے تنویر کے ساتھ بھی کیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ہوش میں آ گئے اور حیرت سے جوزف اور اس عورت کو دیکھنے لگے۔

''یہ کون ہے جوزف''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں اس

سے پوچھا۔

''صفدر صاحب۔ یہ شیطانی طاقت ہے۔ اس نے ہم پر حملہ کیا تھا''...... جوزف نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ ہمارے قریب کیسے آ گئی۔ ہم تو پاکیزہ حالت میں تھے''۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تنویر صاحب۔ جب ہم ٹیکسی میں سوار ہو رہے تھے تو مجھے شراب کی بو سی محسوس ہوئی تھی۔ یقیناً ٹیکسی کی سیٹ پر شراب گری ہوئی تھی اور باس کا کہنا ہے کہ شراب ناپاک چیز ہے۔ وہ شراب آپ کے کپڑوں سے لگی تو آپ ناپاک ہو گئے اور اس شیطانی طاقت کو ہم پر وار کرنے کا موقع مل گیا اور اس کے وار سے آپ دونوں بے ہوش ہو گئے''...... جوزف نے کہا۔

''یقیناً ایسا ہی ہوا ہے۔ مگر تم بے ہوش ہونے سے کیسے بچ گئے''...... صفدر نے پوچھا۔

''جھٹکا تو میرے ذہن کو بھی لگا تھا صفدر صاحب۔ جس کی وجہ سے یہ میری طرف سے بھی مطمئن ہو گئی لیکن مجھے فادر جوشوا کے اثر نے بے ہوش نہیں ہونے دیا''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب اس کا کیا کرنا ہے''...... تنویر نے صفدر سے پوچھا تو صفدر نے جوزف کی طرف دیکھا۔

''اس کے بارے میں جوزف نے ہی کوئی فیصلہ کرنا ہے''۔

صفدر نے کہا۔

''صفدر صاحب۔ یہ تنویر صاحب کا خون پینے لگی تھی۔ پہلے تو اس سے اس حرکت کا حساب لیا جائے گا''...... جوزف نے اپنے سفید دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس عورت کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے عورت کے بائیں ہاتھ کی انگلی پکڑ لی اور اپنا انگوٹھا اس کی انگلی پر رکھ کر اس زور سے دبایا کہ اس عورت کی انگلی سے سیاہی مائل سیال بہنے لگا۔ جوزف نے اپنے انگوٹھے کے ناخن کو مٹی سے صاف کیا اور تھوڑی سی مٹی اٹھا کر اس عورت کی انگلی پر ڈالی۔ چند لمحوں بعد اس عورت کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر مزید چند لمحے گزرنے کے بعد وہ عورت مکمل طور ہوش میں آ گئی۔ اس عورت نے بولنے کی کوشش کی مگر اس کے منہ سے غوں غوں کی آوازیں نکلیں۔ وہ صحیح طور پر بول نہیں پا رہی تھی۔ پھر جب اس کے منہ پر جوزف کی باندھی ہوئی ست رنگی ڈوری ایڈجسٹ ہوگئی تو اس کی بات انہیں سمجھ میں آنے لگی۔

''تت۔تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے''...... اس عورت نے ہکلاتے ہوئے کہا اور اپنے سر کو ادھر ادھر مارنے لگی۔ چونکہ جوزف نے اس کی آنکھوں پر کالا کپڑا بھی باندھ دیا تھا اس لئے اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔

''ابھی تو تمہارے ساتھ کچھ بھی نہیں ہوا۔ میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ سارے شیطان اپنے فادر سمیت تھر تھر کانپنے لگیں

گے''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

''تم فوراً مجھے چھوڑ دو ورنہ میرا آقا تم پر قہر بن کر نازل ہو جائے گا''...... اس عورت نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے آقا کا نام مگھول ہے''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میرا آقا مگھول ہے۔ وہ بہت شکتی شالی ہے۔ وہ تمہیں جلا کر راکھ کر دے گا''...... اس عورت نے کہا۔

''تیرا نام کیا ہے''...... جوزف نے اس سے پوچھا۔

''میرا نام شالتری ہے۔ بس اب کوئی اور سوال مت کرنا۔ فوراً مجھے چھوڑ دو''...... شالتری نے کہا۔

''سن شالتری ۔ میں اب تیری زخمی انگلی کو آگ دکھاتا ہوں اور تو جانتی ہے کہ جیسے ہی تیری انگلی کو آگ لگے گی تیرے سارے جسم کو آگ لگ جائے گی اور تو جل کر راکھ ہو جائے گی''...... جوزف نے شالتری سے کہا تو اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات پیدا ہو گئے۔

''نن۔نہیں۔تم ایسا نہیں کر سکتے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میرا آقا تمہیں بھی جلا کر راکھ کر دے گا''...... شالتری نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو جوزف ایک قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔

''تو جانتی ہے کہ تیرا آقا مگھول ہم سے ڈر کر کہیں چھپ گیا ہے۔ پھر بھی تو ہمیں اس کا نام لے کر ڈرا رہی ہے''...... جوزف

نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"وہ تم سے ڈر کر نہیں چھپا بلکہ وہ تو اپنا ایک عمل کر رہا ہے"۔ شالتری نے کہا۔

"اچھا۔ یہ بتاؤ کہ وہ کس جگہ عمل کر رہا ہے"...... جوزف نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی۔ وہ اپنے عمل سب سے چھپ کر کرتا ہے"۔ شالتری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو نہیں جانتی تو پھر تیرے زندہ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں"...... جوزف نے شالتری سے کہا اور پھر اس نے جیب سے لائٹر نکال لیا۔ اس نے لائٹر جلایا اور اس کا شعلہ شالتری کے منہ کے قریب کیا۔ شعلے کی تپش محسوس کر کے شالتری خوفزدہ ہو گئی۔

"مم۔ مم۔ مجھے چھوڑ دو"...... شالتری نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں تجھے چھوڑ دوں گا اگر تم نے مجھے اپنے آقا کا پتہ بتا دیا تو"...... جوزف نے کہا۔

"وہ وادی خار میں ہے۔ وادی خار میں وہ اندھیری منگل کو تمہاری ساتھی لڑکی جولیا کو مہان آقا کے بت کے قدموں میں قربان کر دے گا اور مہان آقا کا بڑا نائب بن جائے گا۔ بڑا نائب بننے کے بعد اسے بھی مہان آقا کی طرح طویل زندگی مل جائے گی"۔ شالتری نے کہا تو جوزف کو یکدم غصہ آ گیا۔

"تیرا وہ مہان آقا جولیا کو ہاتھ تک نہیں لگا سکتا"...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائٹر کا شعلہ شالتری کی انگلی سے لگا دیا اور پھر جس طرح پٹرول کو آگ لگتی ہے اسی طرح شالتری کے جسم کو بھی آگ لگ گئی اور اس کی دلدوز چیخیں بلند ہونے لگیں۔ انہی چیخوں کے ساتھ ہی یکدم فضا تیز فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھی۔ فائرنگ کی گونج میں انسانی چیخوں کی آواز بھی شامل تھی۔

"کیا بات ہے ڈیئر۔ تم کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہو"۔ بینا رانی نے رچرڈ وائٹ سے پوچھا۔ بینا رانی رچرڈ وائٹ کی بیوی تھی اور اسی کی وجہ سے اسے کافرستان کی شہریت ملی تھی۔ رچرڈ وائٹ جس وقت سے چاندنی سے ملا تھا وہ بے چین تھا۔ اسے اپنی بے قراری کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ چاندنی انتہائی معصوم، بھولی بھالی اور انتہائی کم سن لڑکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ اس سے خوف محسوس کر رہا تھا حالانکہ اس کی پوری زندگی خطروں سے کھیلتے ہوئے گزری تھی۔

اس نے انتہائی کٹھن لمحات گزارے تھے۔ گولیوں کی بوچھاڑوں سے گزرا تھا لیکن کبھی اس نے خوف محسوس نہیں کیا تھا۔ اب ایک معمولی سی لڑکی سے نجانے کیوں وہ خوف محسوس کر رہا تھا۔ عمران کو آزاد کرنے کے بعد وہ اپنی کوٹھی پر آ گیا تھا لیکن وہ پریشان تھا۔

سی لئے اس کی بیوی بینا رانی نے اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ پریشان تو میں ہوں لیکن اس پریشانی کی وجہ مجھے نہیں معلوم"...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ بغیر وجہ کے بھی کبھی کوئی پریشان ہوتا ہے"۔ بینا رانی نے کہا۔

"بس کچھ ایسا ہی ہے۔ اچھا۔ تم اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پلاؤ"...... رچرڈ وائٹ نے کہا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ چائے بنا کر لے آئی۔ اس نے چائے کے برتن میز پر رکھے اور پھر وہ دونوں ہی حیرت سے اچھل پڑے کیونکہ اسی لمحے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور چاندنی چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے کمرے میں داخل ہوئی کیونکہ بینا رانی، چاندنی کو نہیں جانتی تھی اس لئے وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"تت۔ تم اندر کیسے آئی ہو۔ تمہیں سیکورٹی گارڈ نے نہیں روکا"...... رچرڈ وائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیئر۔ کس میں اتنی ہمت ہے کہ مجھے روکے۔ میں تو جس کے سامنے جاتی ہوں میرا حسن اسے پتھر کا بت بنا دیتا ہے"۔ چاندنی نے کہا۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو"...... رچرڈ وائٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں اس سے پوچھا۔

"میری تمہارے ساتھ ایک ڈیل ہوئی تھی اور میں نے اس ڈیل

کا معاوضہ ادا کیا ہے۔ میں اس ڈیل کے بارے میں پوچھنے آئی ہوں"...... چاندنی نے کہا۔ بینا رانی بھی چاندنی کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی لیکن اس کے سامنے بینا رانی سے بولا نہیں جارہا تھا۔ جب رچرڈ وائٹ بات کرتا تو وہ رچرڈ وائٹ کے چہرے کو دیکھتی اور جب چاندنی بات کرتی تو وہ اس کے منہ کو دیکھتی۔

"میں اس وقت گھر پر ہوں اور میں گھر پر بزنس کی باتیں نہیں کیا کرتا"...... رچرڈ وائٹ نے چاندنی سے کہا۔

"میں تمہارے آفس گئی تھی۔ تم وہاں نہیں تھے اس لئے میں یہاں آگئی کیونکہ مجھے جلدی ہے"...... چاندنی نے اس مرتبہ بھی معصومیت بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"تمہارا کام تو میں نے کر دیا ہے۔ تمہارے باس کا دشمن علی عمران میرے ایک خفیہ ٹھکانے پر بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہے۔ میں کچھ ہی دیر میں اسے وہاں جا کر گولی مار دوں گا"...... رچرڈ وائٹ نے چاندنی سے کہا۔

"ڈیئر۔ تمہیں تو جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا"...... چاندنی نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ۔ کیسا جھوٹ۔ میں نے واقعی علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کر لیا ہے"...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

"ہاں۔ تم نے انہیں اغوا کیا تھا پھر تم نے انہیں چھوڑ بھی دیا"۔ چاندنی نے کہا۔

"ڈیئر۔ یہ کون ہے اور تم سے اس لہجے میں کیوں بات کر رہی ہے"...... بینا رانی نے رچرڈ وائٹ سے پوچھا۔

"یہ چاندنی ہے اور اس سے میری ایک ڈیل ہوئی تھی"۔ رچرڈ وائٹ نے کہا۔

"اپنی بیگم کو یہ بھی بتا دو کہ تم نے اس ڈیل میں دھوکہ دہی کی ہے"...... چاندنی نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے تو ڈیل میں کوئی دھوکہ دہی نہیں کی"...... رچرڈ وائٹ نے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ جب تم میرا کام کرنے میں کامیاب یا ناکام ہو جاؤ گے تو مجھے پتہ چل جائے گا۔ تم نے ہمارے دشمنوں کو اغوا کر لیا تو مجھے پتہ چل گیا۔ پھر تم نے خود ہی انہیں چھوڑ دیا یہ بھی مجھے معلوم ہو گیا"...... چاندنی نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے انہیں نہیں چھوڑا۔ وہ خطرناک ایجنٹ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی فرار ہو گئے ہوں لیکن مجھے ابھی تک ان کے فرار ہونے کی خبر نہیں ملی"...... رچرڈ وائٹ نے شکستہ لہجے میں کہا۔

"تم نے ہمارے دشمن کو اس لئے چھوڑ دیا تاکہ وہ ہمیں تلاش کر کے ہمارا خاتمہ کر دے"...... چاندنی نے اس مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کی مسکراہٹ بھی رچرڈ وائٹ کے جسم میں سرد لہریں پیدا کر رہی تھی۔

"اچھا۔ اگر وائٹ نے ایسا کر بھی دیا تو پھر کیا ہو گیا۔ وائٹ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ جو کام وہ چاہے گا کرے گا"...... اس مرتبہ بینا رانی نے جواب دیا تو چاندنی نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی مسکراتی نظروں میں بھی نجانے کیا بات تھی کہ بینا رانی لرز کر رہ گئی۔ رچرڈ وائٹ کی طرح اسے بھی خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

"رچرڈ وائٹ۔ تم نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے اور اس دھوکے کی سزا تمہیں ملنی چاہئے"...... اس مرتبہ چاندنی نے کسی درندے کی طرح غراتے ہوئے کہا تو رچرڈ وائٹ اور بینا رانی لرز کر رہ گئے۔

"تم۔ تم۔ مجھے کیا سزا دے سکتی ہو"...... رچرڈ وائٹ نے ہکلاتے ہوئے اور پھر اس نے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکالنے کی کوشش کی لیکن اس کا ہاتھ جیب سے باہر ہی نہ نکلا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا"...... چاندنی کے حلق سے ایک طویل قہقہہ نکلا اور پھر ان دونوں کی آنکھیں دہشت سے مزید پھیل گئیں جب ان کے سامنے چاندنی کی شکل ہی تبدیل ہو گئی۔ اب ان کے کمرے میں کم سن لڑکی کا وجود ہی نہیں تھا بلکہ اب وہاں ایک انتہائی خوفناک شکل والی عورت کھڑی تھی جس کی رنگت گہری سیاہ تھی۔ آنکھیں بہت زیادہ بھیانک اور دانت بڑے بڑے اور پیلے تھے۔ اس کے دانت ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ بینا رانی تو اتنا بھیانک چہرہ دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھی اور بے ہوش ہو کر بیڈ پر گر گئی۔ رچرڈ

وائٹ نے اس کی طرف بڑھنا چاہا لیکن اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے زمین نے اس کے پاؤں جکڑ لئے ہوں۔ وہ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہ ہل سکا۔

"ہمارے ساتھ دھوکا کر کے تم نے بہت اچھا کیا۔ میں بہت دنوں سے خون کی پیاسی تھی۔ اب سزا کے طور پر میں تمہاری بیوی کا اور تمہارا خون پیئوں گی اور اپنی کئی دن کی پیاس بجھاؤں گی اور ہاں۔ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میرا نام چاندنی نہیں بلکہ خباثی ہے اور میں زندہ انسانوں کا خون پی کر بہت خوش ہوتی ہوں"۔ چاندنی نے کہا جس نے اپنا اصل نام خباثی بتایا تھا۔

رچرڈ وائٹ نے رحم طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر خوفناک مسکراہٹ آ گئی۔ رچرڈ وائٹ نے ایک بار پھر قدم بڑھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا اور پھر اس نے خباثی سے کچھ کہنا چاہا لیکن اس کی زبان سے بھی کوئی لفظ ادا نہ ہو سکا۔ اچانک خباثی کے بڑے بڑے دانت مزید بڑے ہو گئے۔ بینا رانی کے قریب پہنچ کر وہ رکی اور اس نے رچرڈ وائٹ کی طرف دیکھا۔

"اپنی بدعہدی کا انجام تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو رچرڈ وائٹ"...... خباثی نے درندوں کی مانند غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ بینا رانی پر جھک گئی۔ اس کے تیز اور نوکیلے دانت بینا رانی کی شہ رگ میں پیوست ہو گئے۔ بینا رانی کے جسم کو ایک جھٹکا لگا لیکن

خباثی نے ایک ہاتھ سے اس کے جسم کو دبا لیا۔ خباثی غٹاغٹ بینا رانی کا خون پینے لگی۔ رچرڈ وائٹ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بیوی کو مرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں خوف، دہشت اور دکھ سے پھٹ رہی تھیں لیکن وہ کچھ بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اس میں تو اتنی سکت بھی نہیں تھی کہ وہ ایک انچ بھی قدم بڑھا سکتا۔ کچھ دیر بعد خباثی نے بینا رانی کا جسم چھوڑا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے ایک بھرپور انگڑائی لی اور رچرڈ وائٹ کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر خون لگا ہوا تھا جبکہ اس کے چہرے پر بے پناہ خوشی کے تاثرات تھے۔ اس کا بھیانک چہرہ مزید بھیانک ہو چکا تھا۔

"رچرڈ وائٹ۔ اب تیری باری ہے۔ اب میں تیرا خون پیئوں گی"...... خباثی نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا اور اس کی طرف بڑھی۔ رچرڈ وائٹ اسی لمحے لہرایا اور بے ہوش ہو کر قالین پر گر گیا۔ خباثی مست قدموں سے چلتی ہوئی رچرڈ وائٹ کے قریب پہنچی اور پھر اس پر جھکتی چلی گئی۔

صفدر اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد عمران ایک پبلک فون کی طرف بڑھا۔ اسے یقین تھا کہ چاندنی ہر صورت رچرڈ وائٹ کے پاس پہنچے گی اور رچرڈ وائٹ کی بدعہدی پر اسے سزا دے گی اس لئے وہ چاندنی کو قابو کر کے مکھومل کا پتہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ فون بوتھ میں داخل ہو کر پہلے اس نے انکوائری سے گرین کلب کا نمبر لیا اور پھر ان نے گرین کلب کے نمبر پریس کر دیئے۔ اگلے ہی لمحے دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ گرین کلب"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں رچرڈ وائٹ کا دوست مائیکل بول رہا ہوں۔ رچرڈ وائٹ سے بات کرائیں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ باس تو اپنے گھر چلے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔ میں تو ابھی ابھی ایکریمیا سے یہاں پہنچا ہوں اور مجھے فوری طور پر پاکیشیا بھی جانا ہے اور میرا رچرڈ وائٹ سے ملنا بھی بہت ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ آپ ان کے گھر چلے جائیں۔ ان کی کوٹھی راج کالونی میں ہے۔ نمبر ہے ستائیس بی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تھینک یو مس۔ میں انہیں گھر پر مل لیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ فون بوتھ سے باہر نکل کر اس نے ایک ٹیکسی روکی اور اسے راج کالونی چلنے کو کہا۔ جب ٹیکسی آگے بڑھی تو عمران نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ایک مختصر سا وظیفہ پڑھنے لگا۔ اس وظیفے کا اسے یہ فائدہ ہونا تھا کہ شیطانی طاقت کو فوری طور پر اس کی آمد کا پتہ نہیں چلنا تھا۔ جب تک ٹیکسی راج کالونی پہنچتی عمران وظیفہ مکمل کر چکا تھا۔

"سر۔ ہم راج کالونی میں پہنچ چکے ہیں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"مجھے بی لائن میں اتار دو"...... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو کچھ آگے جا کر ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی روک دی۔ عمران نے کرایہ ادا کیا اور کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ جلد ہی وہ اپنی مطلوبہ کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔ عمران نے گیٹ پر ہاتھ رکھا

تو گیٹ کھل گیا۔ عمران کوٹھی میں داخل ہوا۔ جیسے ہی اس کی نظر گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کیبن کی طرف پڑی تو وہ چونک اٹھا کیونکہ کیبن میں دو آدمی فرش پر گرے ہوئے تھے اور ان کی مشین گنیں ان کے قریب ہی پڑی تھیں۔ عمران کر ان کی شہ رگ پر دانتوں کے نشان بھی نظر آئے جس کا مطلب تھا کہ چاندنی اس سے پہلے یہاں آ چکی ہے۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور جلد ہی برآمدہ عبور کر کے مین عمارت کے اندر پہنچ گیا اور پھر وہ جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اس نے ایک انتہائی خوفناک شکل کی عورت کو رچرڈ وائٹ پر جھکے دیکھ لیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ عورت سنبھلتی عمران نے اس کے سر کے پچھلے حصے پر مخصوص انداز میں مکا مارا۔ وہ عورت لہرائی اور بے ہوش ہو گئی۔ عمران نے جیب میں سے ست رنگی ڈوری نکالی اور پھر اس عورت کے منہ میں ڈال کر اس کے دونوں سروں کو اس عورت کے سر کے پیچھے لے جا کر گرہ باندھ دی۔ پھر اس نے جیب سے ایک سیاہ رنگ کا رومال بھی نکالا اور اس عورت کی آنکھوں پر باندھ دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر عمران نے رچرڈ وائٹ کا جائزہ لیا۔ رچرڈ وائٹ خوف کی زیادتی کی وجہ سے ہلاک ہو چکا تھا۔ عمران کی نظر بیڈ پر پڑی۔ بیڈ پر ایک عورت مردہ حالت میں پڑی تھی۔ عمران اس کے قریب آیا اور اس نے اس کا بھی جائزہ لیا۔ اس کی شہ رگ

پر بھی دانتوں کے نشان تھے۔ عمران کو وہاں دیر سے آنے پر افسوس ہونے لگا۔ اگر وہ جلدی آجاتا تو ان افراد کی جان بچائی جا سکتی تھی۔

عمران واپس مڑا اور اس خوفناک عورت کے قریب بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک خنجر نکالا اور اس عورت کے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی پر کٹ لگایا۔ اس عورت کی انگلی سے سیاہی مائل سیال بہنے لگا۔ اس کے بعد عمران نے اس عورت کی پیشانی پر بھی خنجر سے ہلکا سا کٹ لگایا اور پھر اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس عورت کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے غوں غوں کرنا شروع کر دی۔ چندلمحوں تک آواز نکالنے کے بعد جب ست رنگی ڈوری اس کے منہ میں ایڈجسٹ ہو گئی تو اس کی بات سمجھ آنے لگی۔

''تم کون ہو اور تم نے مجھے کیوں باندھ دیا ہے''...... اس عورت نے عمران سے پوچھا۔

''تم چاندنی بنی ہوئی تھیں۔ تمہارا اصل نام کیا ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''میں خباثی ہوں۔ مگھومل کی غلام طاقت لیکن تم کون ہو اور تم نے مجھے اس طرح کیوں بے بس کیا ہے''...... اس خوفناک عورت نے عمران سے پوچھا۔

''مگھومل کہاں چھپا ہوا ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''میرا آقا اتنا طاقتور ہے کہ اسے کسی سے چھپنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن تم بتاؤ کہ تم کون ہو''...... خباثی نے عمران سے پوچھا۔

''میرا نام علی عمران ہے۔ وہی علی عمران کہ جس سے تمہارا آقا چھپتا پھر رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بالکل غلط۔ میرا آقا تم سے چھپ نہیں رہا۔ اس نے تو ایک جاپ کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ کسی ویران جگہ پر چلا گیا ہے''۔ خباثی نے کہا۔

''اس ویران جگہ کا پتہ بتاؤ''...... عمران نے اس سے پوچھا لیکن وہ کچھ نہ بولی۔

''اگر تم نے میرے سوالوں کا جواب نہ دیا تو میں تم کو آگ لگا دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''میری آنکھوں سے اندھیرا دور کر دو۔ میں تمہارے سوالوں کے جواب دے دوں گی''...... خباثی نے کہا۔

''تم اسی حالت میں اچھی لگ رہی ہو۔ تمہاری آنکھوں کا اندھیرا اب کبھی دور نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''تمہیں میرے آقا کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔ وہ تمہارے ٹکڑے کر دے گا''...... خباثی نے کہا۔

''میں بھی اس سے مل کر اس کی طاقت کا اندازہ کرنا چاہتا ہوں اس لئے مجھے اس کا پتہ بتاؤ''...... عمران نے کہا لیکن خباثی نے کوئی

جواب نہ دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تمہارے پاس میرے سوالوں کا جواب نہیں ہے تو میں تمہیں آگ لگا کر فنا کر دیتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت جلانا“...... خباثی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ نہیں جلاؤں گا لیکن مجھے مگھومل کا پتہ بتا دو“۔ عمران نے کہا۔

”مگھومل تمہاری ساتھی جولیا کے ساتھ وادی خار میں ہے اور وہ ایسی وادی ہے کہ جہاں عام انسان نہیں پہنچ سکتا اِس لئے تم ہزار کوششیں کر لو مگر تم مگھومل تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب صرف ایک رات باقی ہے۔ کل اندھیری منگل ہے اور کل مگھومل جولیا کو مہان آقا کے بت کے قدموں میں ہلاک کر دے گا“...... خباثی نے کہا تو عمران کو یاد آ گیا کہ آج سوموار کا دن ہے۔

”وادی خار تو کیا اگر مگھومل پاتال میں بھی چھپ جائے تو میں اسے وہاں سے بھی باہر کھینچ لاؤں گا“...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہارے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ اب تم مجھے چھوڑ دو“...... خباثی نے کہا۔

”تم نے وادی خار کے متعلق تفصیل نہیں بتائی کہ یہ کہاں ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”یہاں سے سینکڑوں کلومیٹر دور کافرستان کے دوسرے کونے میں سیام نگر ایک شہر ہے۔ اس شہر سے بیس کلومیٹر شمال کی طرف یہ بیابان وادی ہے جس کے چاروں طرف سنگلاخ چٹانیں ہیں۔ یہ وادی خاردار جھاڑیوں سے اٹی پڑی ہے۔ وہاں ہم جیسی مخلوق بڑی تعداد میں رہتی ہے۔ چڑیلوں، بدروحوں اور خوفناک عفریتوں کے روپ میں۔ اگر کوئی انسان اس وادی کے قریب سے بھی گزرے تو چڑیلوں اور بدروحوں کے روپ میں پھرتی شیطانی مخلوق اسے پکڑ لیتی ہے اور اس کی ہڈیاں تک چبا جاتی ہے۔ لہٰذا کوئی بھی انسان اس وادی تک نہیں پہنچ سکتا۔ تم بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکو گے“...... خباثی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”میں اس وادی خار تک جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ شیطانی مخلوق میرا کیا بگاڑتی ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس وادی میں مگھومل کا ٹھکانہ کہاں ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”اس وادی میں سیاہ رنگ کی ایک عمارت کے کھنڈرات ہیں۔ مگھومل انہی کھنڈرات میں رہ رہا ہے“...... خباثی نے عمران سے کہا تو عمران نے اس سے مزید کوئی سوال نہ پوچھا۔

”میں نے تمہارے سارے سوالوں کے جواب دے دیئے ہیں۔ اب تم مجھے چھوڑ دو“...... خباثی نے کہا۔

”میں تمہیں تمہارے اصل ٹھکانے کی طرف بھیج رہا ہوں“۔ عمران نے خباثی سے کہا۔

"کیا واقعی تم مجھے میرے آقا کے پاس بھیج رہے ہو"...... خباثی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اصل ٹھکانہ مگھو مل تو نہیں ہے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر ہمارا اصل ٹھکانہ کون سا ہے"...... خباثی نے حیرت سے پوچھا۔

"تم سب کا اصل ٹھکانہ دوزخ ہے جہاں تم سب نے ہمیشہ رہنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ تم مجھے وہاں مت بھیجو۔ سنا ہے کہ وہاں بہت خوفناک آگ ہے اور آگ تو ہماری سب سے بڑی دشمن ہے"۔ خباثی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے جلتے ہوئے لائٹر کا شعلہ خباثی کی زخمی انگلی سے لگا دیا۔ خباثی کے جسم نے یکدم ہی آگ پکڑ لی اور خباثی کی دلدوز چیخیں بلند ہونے لگیں۔ عمران نے اسے جلتا ہوا چھوڑا اور اس کمرے سے باہر نکل آیا۔

"آقا۔ آقا۔ غضب ہو گیا"...... مگھو مل وادی خار کی سیاہ عمارت کے کھنڈرات میں بیٹھا ہوا تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر شیطان کا بت رکھا ہوا تھا جس کے قریب ہی جولیا بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی کہ نلتری گھبرائی ہوئی وہاں آ گئی۔

"کیا ہو گیا ہے تجھے۔ کیوں شور مچا رہی ہو"...... مگھو مل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آقا۔ شالتری اور خباثی دونوں فنا ہو چکی ہیں"...... نلتری نے کہا۔

"کیا"...... مگھو مل نے یکدم اٹھتے ہوئے کہا۔ یہ خبر سن کر اس کا چہرہ تاریک پڑ گیا تھا۔

"ہاں آقا۔ خباثی کو آپ کے دشمن اور شالتری کو اس دشمن کے ساتھی جوزف نے فنا کر دیا ہے"...... نلتری نے کہا تو مگھو مل اپنے

غصے پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔ اسی لمحے ان کے قریب دھویں کا ایک مرغولہ سا بننے لگا۔ پہلے یہ دھواں نیلے رنگ کا تھا پھر وہ سیاہ ہو گیا اور پھر اس سیاہ رنگ کے دھویں نے جسامت پکڑ لی۔

"اوہ۔ شولو آ گیا ہے"...... نلتری نے چونکتے ہوئے کہا۔ مگھومل بھی اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"مگھومل۔ میں تمہاری مدد کے لئے آیا ہوں"...... شولو نے کہا۔

"اگر تم میری مدد کر سکتے ہو تو ضرور کرو"...... مگھومل نے کہا۔

"مگھومل۔ میں تو آیا ہی اسی مقصد کے لئے ہوں لیکن اس سے پہلے تمہیں بھینٹ دینی پڑے گی اس کے بعد ہی میں تمہاری مدد کر سکوں گا"...... شولو نے کہا۔

"تم نے بھینٹ میں جو کچھ بھی لینا ہے لے لو اور پھر میرے لئے جو کچھ کر سکتے ہو کرو"...... مگھومل نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"میں نلتری کی بھینٹ لوں گا"...... شولو نے کہا تو نلتری یکدم گھبرا گئی۔

"نلتری کی بھینٹ لے لو۔ جب شالتری اور خباثی ہی نہیں رہیں تو پھر اس کا کیا فائدہ"...... مگھومل نے کہا تو دھواں یکدم ہی نلتری کے اردگرد پھیل گیا اور نلتری کی ایک کربناک چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

"مگھومل۔ اب تم کچھ دیر کے لئے انتظار کرو میں بہت جلد واپس آتا ہوں"...... شولو نے کہا تو مگھومل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سیاہ رنگ کا پیکر ایک بار پھر مرغولے میں تبدیل ہوا اور پھر اس دھویں کا رنگ نیلا ہوا اور اس کے بعد وہ دھواں بھی غائب ہو گیا۔ مگھومل ایک بار پھر زمین پر بیٹھ گیا اور شولو کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد شولو کی واپسی ہو گئی۔

"ہاں شالو۔ کیا کر کے آئے ہو"...... شولو کو دیکھ کر مگھومل نے بے تابی سے پوچھا۔

"تمہارے دشمن کے تینوں ساتھی مارے جا چکے ہیں"...... شولو نے مگھومل سے کہا۔

"اس کے ساتھی مارے جا چکے ہیں لیکن وہ خود زندہ ہے"۔ مگھومل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تمہارا وہ دشمن میری دسترس میں نہیں آیا"...... شولو نے مگھومل سے کہا۔

"ہونہہ۔ میں اس کا کوئی اور انتظام کرتا ہوں۔ تم مجھے اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی تفصیل بتاؤ"...... مگھومل نے اس مرتبہ نرم لہجے میں شولو سے کہا۔

"تمہارے دشمن کے ساتھی ایک جنگل میں موجود تھے جہاں انہوں نے شالتری کو فنا کیا تھا۔ میں نے چار پیشہ ور قاتلوں کے ایک گروہ کو اٹھایا۔ ان کے ذہنوں پر قبضہ کیا اور پھر ایک لمحے میں

اس جنگل میں پہنچا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ ان پیشہ ور قاتلوں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان پر فائرنگ کر دی۔ تمہارے دشمن کے ساتھیوں کو تو اس طرح فائرنگ کی امید ہی نہیں تھی۔ لہٰذا وہ اپنا بچاؤ نہ کر سکے اور ختم ہو گئے۔ ہر آدمی کے جسم میں کئی کئی گولیاں لگی ہیں''...... شولو نے کہا۔

''ان کا مرنا اتنا آسان تو نہیں تھا شالو''...... مگھومل نے کہا۔

''جس کا ہلاک ہونا مشکل ہے وہ تو ابھی بھی ہلاک نہیں ہوا مگھومل۔ باقی لوگوں کا ہلاک ہونا کوئی مشکل تو نہیں تھا''...... شولو نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن اب میں کیا کروں۔ میرا اصل دشمن تو ابھی بھی زندہ ہے اور بڑے آقا کی دان کی ہوئی میری تینوں غلام طاقتیں بھی فنا ہو چکی ہیں''...... مگھومل نے شولو کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے مشورہ بھی طلب کیا۔

''خباثی اور شالتری جیسی سینکڑوں ہزاروں غلام طاقتیں مہان آقا کے پاس موجود ہیں۔ ایسی غلام طاقتیں روزانہ وجود میں آتی بھی رہتی ہیں اور فنا بھی ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے وجود میں آنے اور فنا ہونے سے بڑے آقا کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم بڑے آقا کی خصوصی پوجا کر کے اس سے مزید غلام طاقتیں حاصل کر لو۔ ایک دو کیا مہان آقا کئی طاقتیں تمہاری غلامی میں دے دے گا''...... شولو نے کہا۔

''واقعی یہ بات تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا تھا''...... مگھومل نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ اس کے ذہن سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا تھا۔

''اب تم نے اپنے اس بڑے دشمن کے بارے میں کیا سوچا ہے''...... شولو نے پوچھا۔

''کل رات کے بعد میں اس کے بارے میں سوچوں گا۔ کل رات اندھیری منگل ہے نا۔ میں کل رات اس لڑکی جولیا کی بھینٹ دے دوں گا اور مہان آقا کا نائب اعظم بن جاؤں گا۔ اس کے بعد میں اپنے زور بازو سے اپنے اس دشمن کا مقابلہ کروں گا اور اپنے ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا''...... مگھومل نے کہا۔

''تم نے بالکل ٹھیک سوچا ہے۔ اب تم مہان آقا کی خصوصی پوجا کرو تاکہ کچھ بڑی طاقتیں تمہاری غلامی میں آسکیں۔ میں بھی مہان آقا سے تمہارے لئے مزید کچھ ہدایات لے کر آتا ہوں''۔ شولو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں خصوصی پوجا شروع کرتا ہوں''۔ مگھومل نے شولو سے کہا تو شولو اپنے مخصوص طریقے کے مطابق دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو گیا اور مگھومل خصوصی پوجا کی تیاری کرنے لگا۔

چیخوں کی آوازیں صفدر، تنویر اور جوزف کی تھیں۔ وہاں یکدم ہی چار آدمی ظاہر ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اور اس کے ساتھی سنبھلتے ان چاروں نے ان پر فائرنگ کر دی۔ انہوں نے بچنے کی بہت کوشش کی لیکن کئی گولیاں ان کے قریب سے بھی گزر گئیں اور کئی گولیاں ان کے جسموں میں پیوست ہو گئیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا کہ انہوں نے ان چاروں افراد کو یکدم غائب ہوتے بھی دیکھا۔ اس کے بعد صفدر اور تنویر کو تو ہوش نہ رہا لیکن جوزف نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ اس کے ذہن میں سرسراہٹ سی ابھری جیسے کوئی اسے حکم دے رہا ہو۔

”جوزف۔ اگر اب تم بے ہوش ہو گئے تو کبھی ہوش میں نہیں آ سکو گے۔ اٹھو“...... یہ سرسراہٹ نما آواز سنتے ہی جوزف نے اپنی

تمام تر قوت کو جمع کیا اور اپنے سر کو دو تین بار جھٹکا دیا۔ تین گولیاں اس کے جسم میں لگی تھیں کیونکہ اس کے جسم کے تین حصوں سے خون بہہ رہا تھا۔ ان نے اٹھنے کی کوشش کی اور آخرکار وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ صفدر اور تنویر زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ معلوم نہیں کہ وہ بے ہوش تھے یا مر چکے تھے۔

جوزف نے بڑی مشکل سے باری باری ان کو ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ اس کے دماغ پر بار بار اندھیرا چھا رہا تھا لیکن اس کی قوت ارادی اسے سنبھالے ہوئے تھی۔ اس نے ٹیکسی سٹارٹ کی اور واپس شہر کی طرف موڑی۔ اچانک اس کی نظر ٹیکسی کے ڈیش بورڈ پر پڑی جہاں ایک موبائل سیٹ رکھا ہوا تھا۔ یہ غالباً ٹیکسی ڈرائیور کا موبائل تھا جس پر پہلے جوزف نے توجہ نہیں دی تھی۔

جوزف نے ایک ہاتھ سے موبائل فون اٹھا لیا اور سکرین کو دیکھا۔ سکرین پر سگنل موجود تھے۔ سگنل دیکھ کر جوزف کو دل میں خوشی محسوس ہونے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ریسکیو کے نمبر پریس کئے۔ یہ نمبر وہ روڈ پر ایک بورڈ پر لکھے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ جلد ہی رابطہ ہو گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ اور اس کے ساتھی فائرنگ سے شدید زخمی ہیں اور انہیں مدد کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی اس نے روڈ کے متعلق بھی بتایا اور اپنی ٹیکسی کا نمبر بھی بتا دیا۔ کال کرنے کے بعد اس کے ذہن پر اندھیرا سا چھانے لگا تو اس نے

بریک لگا دی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔ پھر جس طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اسی طرح اس کے ذہن کے اندھیروں میں بھی روشنی کا جگنو چمکا۔

اس کا تاریک ذہن روشن ہوتا چلا گیا اور پھر وہ مکمل طور پر ہوش میں آ گیا۔ اس نے اپنا جائزہ لیا۔ اس کے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا تو وہ ایک ہسپتال میں تھا اور اس کے دائیں اور بائیں صفدر اور تنویر بھی بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر زندگی کی رمق موجود تھی۔ جوزف نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس کمرے میں ان کے علاوہ کوئی اور مریض نہیں تھا۔ جوزف انتظار کرنے لگا کہ کوئی آئے گا۔ اس کا یہ انتظار طویل ثابت نہیں ہوا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور دو ڈاکٹر دو نرسوں کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔

’’ارے۔ ایک زخمی تو ہوش میں بھی آ گیا ہے‘‘...... جوزف کو ہوش میں دیکھ کر ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس ڈاکٹر نے اس کے قریب آ کر اس کی نبض چیک کی۔

’’یہ تو بالکل ٹھیک ہو رہا ہے‘‘...... اسی ڈاکٹر نے دوسرے ڈاکٹر سے کہا تو وہ دوسرا ڈاکٹر صفدر اور تنویر کی طرف بڑھا۔ اس نے ان دونوں کو چیک کیا اور مطمئن نظر آنے لگا۔

’’یہ دونوں بھی خطرے سے باہر ہیں کمار صاحب‘‘...... دوسرے ڈاکٹر نے پہلے ڈاکٹر سے کہا۔

’’جی ہاں۔ راؤ صاحب۔ یہ تو حیرت انگیز طور پر تیزی سے زندگی کی طرف لوٹے ہیں‘‘...... پہلے ڈاکٹر نے کہا۔

’’پولیس ان کا بیان لینا چاہتی ہے‘‘...... کمار نے کہا۔

’’کیا پولیس کو اس حبشی کا بیان لینے کی اجازت دے دی جائے‘‘...... ڈاکٹر راؤ نے اپنے ساتھی ڈاکٹر کمار سے پوچھا۔

’’نہیں۔ ابھی پولیس کو بیان لینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یہ دونوں مریض بھی ہوش میں آ جائیں تو اس کے دس بارہ گھنٹوں کے بعد پولیس کو بیان لینے کی اجازت ہو گی۔ اس سے پہلے نہیں‘‘...... ڈاکٹر کمار نے حتمی لہجے میں کہا۔ غالباً وہ انچارج ڈاکٹر تھا۔

’’میری بھی یہی رائے ہے ڈاکٹر صاحب‘‘...... ڈاکٹر راؤ نے ڈاکٹر کمار سے کہا۔

’’مسٹر۔ تمہیں آرام کی اشد ضرورت ہے اس لئے تم آرام کرو‘‘...... ڈاکٹر کمار نے جوزف سے کہا۔ اس کے بعد اس نے جوزف کا میڈیسن چارٹ دیکھا۔ اس میں اندراج کیا اور پھر صفدر اور تنویر کے بھی میڈیسن چارٹ دیکھے۔ ان میں بھی اندراج کیا اور دونوں نرسوں کو چند ہدایات دیں اور اس کے بعد کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کے باہر جانے کے بعد ایک نرس انجکشن تیار کرنے لگی۔

’’کیا یہ نیند کا انجکشن ہے سسٹر‘‘...... جوزف نے نرس سے

پوچھا۔

"تم نے سنا نہیں تھا۔ ڈاکٹر نے مجھے یہی ہدایت دی تھی اور انہوں نے تمہارے چارٹ میں نیند کے انجکشن کا اندارج بھی کر دیا ہے"...... نرس نے جوزف سے کہا۔

"لیکن میں نیند کا انجکشن نہیں لگوانا چاہتا"...... جوزف نے نرس سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"ہم مریضوں کا علاج ان کی مرضی سے نہیں بلکہ اپنی مرضی سے کرتے ہیں"...... نرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سسٹر۔ میرے پاس موبائل فون تھا۔ آپ مجھے وہ موبائل فون دے دیں تاکہ میں اپنے باس کو اپنے بارے میں بتا سکوں۔ میرا باس ہماری وجہ سے بہت پریشان ہو گا"...... جوزف نے نرس سے کہا جو سرنج لے کر اس کے قریب پہنچ چکی تھی۔

"تمہارا موبائل ہمارے پاس تو نہیں ہے۔ شاید پولیس کے پاس ہو"...... نرس نے جوزف سے کہا اور پھر اس کا بازو پکڑ لیا۔ جوزف یہ انجکشن لگوانا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ اس وقت نرس کے سامنے سخت لہجے میں بول نہیں سکتا تھا کیونکہ تنویر اور صفدر ابھی تک بے ہوش تھے۔ نیند کا یہ انجکشن بہت ہی تیز تھا کیونکہ انجکشن لگنے کے تھوڑی دیر بعد ہی جوزف کو نیند آ گئی۔

شیطانی طاقت خباثی سے مگھومل کا پتہ معلوم کرنے اور اسے فنا کرنے کے بعد عمران راج ہوٹل واپس آ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے ساتھی اس کا انتظار کر رہے ہوں گے لیکن ان تینوں میں سے کوئی بھی کمرے میں موجود نہیں تھا۔ عمران ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے آشیام شہر سے سیام نگر فلائٹس کا شیڈول معلوم کر لیا تھا۔ آشیام سے سیام نگر روزانہ دو پروازیں جاتی تھیں۔ ایک صبح اور ایک شام کے وقت۔ اب چونکہ شام ہونے والی تھی اس لئے عمران اسی فلائٹ سے سیام نگر جانا چاہتا تھا تاکہ وہ اطمینان سے سیام نگر پہنچ کر وادی خار کر رخ کر سکے۔

اسے بے چینی سے اپنے ساتھیوں کی واپسی کا انتظار تھا لیکن وہ تینوں واپس نہیں آ رہے تھے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ کافی انتظار کے بعد اس نے

کمرے میں رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور ریسپشن کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میرے ساتھی میرے لئے کوئی میسج تو نہیں چھوڑ گئے"...... اپنا نام اور کمرہ نمبر بتانے کے بعد عمران نے اس سے پوچھا۔

"نو سر۔ آپ کے نام کوئی میسج نہیں ہے"...... لڑکی نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے گھڑی دیکھی اور پھر ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب فلائٹ میں دس پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے اور اگر اب صفدر اور اس کے ساتھی آ بھی جاتے تو وہ اس فلائٹ سے نہیں جا سکتے تھے۔ اب انہیں صبح کی فلائٹ ہی مل سکتی تھی۔

"کہیں صفدر اور اس کے ساتھی کسی مصیبت میں تو نہیں پھنس گئے"...... عمران نے دل میں سوچا اور پھر اس کے دل نے گواہی دی کہ لازمی یہی بات ہے۔ اگر وہ کسی مصیبت میں نہیں پھنسے ہوتے تو وہ اتنی دیر تک عمران سے دور نہیں رہ سکتے تھے اور اگر وہ اپنی مرضی سے کہیں گئے ہوتے تو وہ لازماً عمران کے نام پیغام چھوڑ کر جاتے۔ اس خیال کے آتے ہی عمران پریشان ہو گیا۔ اس مرتبہ ان کا مقابلہ عام انسانوں سے نہیں تھا بلکہ وہ شیطانی طاقت کے خلاف حرکت میں آئے ہوئے تھے اور معمولی سی غفلت ان کے لئے بہت خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

"تو کیا ان سے کوئی غفلت ہو گئی تھی اور کوئی شیطانی طاقت ان پر حاوی ہو گئی تھی"...... عمران کے ذہن میں ایک اور خیال ابھرا۔ جوزف کی موجودگی میں ایسا ہونا مشکل تھا لیکن ناممکن نہیں تھا۔ آخر جوزف بھی انسان ہی تھا۔ چند وچ ڈاکٹروں کا سایہ اس پر ضرور تھا لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا کہ وہ شیطانی طاقتوں کے لئے ناقابل تسخیر تھا۔

عمران جیسے جیسے یہ باتیں سوچتا جا رہا تھا ویسے ویسے اس کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر اسی پریشانی کی حالت میں اس نے کمرے کو لاک کیا اور ہوٹل سے باہر آ گیا۔ اب رات ہو چکی تھی لیکن رات کے اندھیرے کا وہاں نام و نشان نہیں تھا۔ برقی قمقموں نے رات کو دن میں تبدیل کیا ہوا تھا۔ عمران فٹ پاتھ پر چلتا ہوا ایک کولڈ ڈرنکس کارنر پر آ گیا۔ اسے پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے ایک بوتل لی اور پینے لگا۔ اس کے سامنے ہی شام کا اخبار رکھا ہوا تھا۔ بوتل پینے کے ساتھ وہ اخبار بھی پڑھنے لگا اور پھر ایک خبر پر اس کی نظر پڑی۔ خبر میں بتایا گیا تھا کہ ایک حبشی سمیت تین آدمیوں کو آج شدید زخمی کر دیا گیا تھا اور وہ تینوں زخمی آشیام کے جنرل ہسپتال میں ایڈمٹ کر دیئے گئے تھے۔ زخمیوں کے بارے میں یہ بھی شبہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ غیر ملکی ہو سکتے ہیں۔

خبر پڑھ کر عمران نے ایک گہرا سانس لیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ تینوں اس کے ساتھی ہیں۔ اس نے بوتل کی قیمت ادا کی اور

پھر قریب سے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا۔ ٹیکسی چند قدم آگے رک گئی۔

"جنرل ہسپتال چلو"...... عمران نے جلدی سے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا تو ٹیکسی نے کچھ ہی دیر میں اسے منزل پر پہنچا دیا۔ عمران نے کرایہ ادا کیا اور ہسپتال کے کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔

"آج یہاں ایک حبشی سمیت تین افراد لائے گئے ہیں۔ وہ کس کمرے میں ہیں"...... عمران نے کاؤنٹر پر موجود ڈاکٹر سے پوچھا۔

"وہ تینوں سپیشل روم نمبر فور میں ہیں لیکن یہ پولیس کیس ہے اور پولیس کی اجازت کے بغیر ان سے ملنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے"۔ ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ پھر تو آپ ان سے مل سکتے ہیں۔ وہ سامنے ہی روم نمبر فور میں ہیں"...... ڈاکٹر نے کہا۔ اس کمرے کے قریب ہی ایک بنچ رکھا تھا جس پر تین پولیس والے بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران باوقار انداز میں چلتا ہوا ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"جی جناب۔ کیا بات ہے"...... ایک پولیس مین نے اکڑے ہوئے لہجے عمران سے پوچھا۔ کافرستان اور پاکیشیائی پولیس کا مزاج ایک جیسا ہی تھا اور عمران ان کے مزاج کو درست کرنے کے

طریقے سے بھی واقف تھا۔

"راج کمار انسپکٹر۔ انسپکٹر آف سپیشل فورس فرام کیپٹل سٹی۔ یہ تم کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہے ہو۔ میں ابھی تمہارے پولیس کمشنر سے بات کرتا ہوں"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر وہ تینوں انتہائی تیزی سے بنچ سے اٹھے اور انہوں نے زوردار سیلوٹ کیا۔ ان کے چہروں پر یکدم ہی ہوائیاں اڑنے لگیں جبکہ عمران سے مخاطب ہونے والا پولیس مین تو عمران کے قدموں میں گر گیا تھا۔

"سر۔ سر۔ غلطی ہو گئی سر۔ معاف کر دیں سر۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں سر۔ سر۔ ہم آپ کو نہیں جانتے تھے"...... پولیس مین نے اس کے قدموں میں گر کر گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا پیچھے ہٹو"...... مجھے ان زخمیوں سے چند سوال پوچھنے ہیں"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔

"میرا نام ڈاکٹر راؤ ہے اور آپ"...... ڈاکٹر نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"راج کمار۔ انسپکٹر آف سپیشل فورس"...... عمران نے ڈاکٹر کو بھی اپنا وہی نام بتایا۔

"اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے آفیسر"...... ڈاکٹر نے عمران کو بتایا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ ان کی کیس ہسٹری مجھے بتائیں گے"۔

عمران نے اس سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ آج دوپہر انہیں ریسکیو ایمبولینس شدید زخمی حالت میں ہسپتال لائی تھی۔ اس حبشی کو تین گولیاں لگی ہوئی تھیں جبکہ ان دو افراد کو چار چار پانچ پانچ گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ ان تینوں کی حالت انتہائی مخدوش تھی۔ ہم نے فوری طور پر ان کے آپریشن کئے۔ ہمارے آپریشن کامیاب ہوئے اور اب یہ خطرے سے باہر ہیں"...... ڈاکٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ بے ہوش ہیں یا انہیں نیند کے انجکشن لگائے گئے ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"یہ تینوں ہوش میں آ گئے تھے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ کم ازکم انہیں کل صبح تک نیند کی حالت میں رکھا جائے"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"یہ اس پوزیشن میں کب آئیں گے کہ ان سے انوسٹی گیشن کی جا سکے"...... عمران نے اس سے پوچھا۔

"ہمارا خیال ہے کہ کل شام تک پولیس کو ہم اجازت دیں گے کہ وہ ان سے دو چار منٹ باتیں کر لیں۔ اس سے پہلے ان زخمیوں پر دباؤ ڈالا گیا تو ان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"۔ ڈاکٹر نے کہا۔

"تھینک یو ڈاکٹر۔ آپ نے ان کا خاص خیال رکھنا ہے اور دو دن تک پولیس کو بھی ان کے پاس نہیں آنے دینا۔ بے شک آپ میرا نام لے لیجئے گا"...... عمران نے ڈاکٹر راؤ سے کہا پھر عمران

نے ایک مرتبہ پھر ان تینوں پر نظر ڈالی۔ وہ ان تینوں کی طرف سے مطمئن تھا۔ اب صرف اسے جولیا کی فکر تھی اور آنے والی شب اندھیری منگل کی تھی۔ یہ ایسی رات تھی جو جولیا کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی اور اس رات سے پہلے عمران نے اس وادی خار تک پہنچنا تھا۔

یہی باتیں سوچتا ہوا وہ ہسپتال سے باہر آ گیا۔ ان تینوں کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ اس کے ساتھ جا سکتے اس لئے عمران نے انہیں فی الحال ہسپتال میں ہی رہنے دیا۔ ہسپتال سے باہر آ کر وہ ایک ٹریولنگ ایجنسی کے دفتر پہنچا اور اس نے سیام نگر کے لئے صبح کی پہلی فلائٹ کا ٹکٹ حاصل کیا اور واپس راج ہوٹل آ گیا۔ کمرے میں آ کر اس نے کمرے کو لاک کر دیا چونکہ اس نے صبح وادی خار جانا تھا اس لئے اس نے چند وظائف پڑھنے شروع کر دیئے تھے۔ یہ ایسے وظائف تھے جو اسے شیطانی طاقتوں کے شر سے محفوظ رکھ سکتے تھے۔ اس نے کمرے کے درمیان میں جاء نماز بچھا لیا اور اس نے پہلے عشاء کی نماز ادا کی اور پھر وہیں بیٹھ کر وظیفہ پڑھنے لگا۔ ابھی اسے وظیفہ شروع کئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی تو اس نے فوراً ہی سانس روک لیا۔

مگھو مل خصوصی پوجا سے جیسے ہی فارغ ہوا تو اس کے قریب نیلے رنگ کا مرغولہ نمودار ہونے لگا اور پھر یہ نیلا دھواں سیاہ دھویں میں تبدیل ہوا اور پیکر نظر آنے لگا۔ مگھو مل جانتا تھا کہ یہ شولو ہے۔ شیطان کا خاص نمائندہ۔

"مگھو مل۔ اس خصوصی پوجا کے صلے میں مہان آقا نے تمہیں چار غلام طاقتیں بیری، ہیری، راگی اور ماگی عطا کی ہیں جبکہ وادی خار میں موجود تمام شیطانی مخلوق کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہارا ہر حکم مانیں گے۔ لہٰذا اب تم اس وادی کے راجہ ہو اور اگر تمہاری کوششوں سے مہان آقا کا سب سے بڑا دشمن مارا گیا اور تم نے اس لڑکی کی بھینٹ بھی دے دی تو پھر تم ساری شیطانی دنیا کے مہاراج بھی بن جاؤ گے"...... شولو نے مگھو مل سے کہا۔

"اس لڑکی جولیا کی بھینٹ دینے کے بعد میں اپنے دشمن کا

خاتمہ اپنے ہاتھوں سے کروں گا۔ اس نے مجھے جتنا ستانا تھا بس ستا لیا۔ اب صرف چوبیس گھنٹے اور ہیں۔ پرسوں صبح کا سورج دیکھنا اسے نصیب نہیں ہو گا"...... مگھو مل نے سانپ کی مانند پھنکارتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے ہاتھوں سے اس کا خاتمہ کرنا لیکن اگر وہ پہلے ہی ہلاک ہو جاتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے"...... شولو نے کہا۔

"میری غلام طاقتیں کہاں ہیں"...... مگھو مل نے شولو سے پوچھا۔

"وہ ابھی پہنچنے والی ہیں"...... شولو نے کہا اور پھر اچانک ایک تیز چیخ بلند ہوئی اور چار بھیانک شکلیں وہاں حاضر ہو گئیں۔ ان چاروں کی شکلیں ایک جیسی تھیں۔ ان کی آنکھیں غلاظت سے بھری ہوئی تھیں۔ سر کے بال جھاڑیوں جیسے تھے جن میں کیڑے کلبلا رہے تھے اور ان کے منہ سے رالیں بہہ رہی تھیں۔ یہ بیری، ہیری، راگی اور ماگی تھیں۔

"مگھو مل۔ یہ بہت ہی خطرناک طاقتیں ہیں"...... شولو نے کہا۔

"ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں"...... مگھو مل نے ان چاروں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگھو مل۔ تمہارا دشمن اس وقت آشیام شہر کے ایک ہوٹل میں موجود ہے اگر تم اجازت دو تو میں اس کے خاتمے کی ایک کوشش کر

دیکھتا ہوں''...... شولو نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ تم کوشش کر سکتے ہو۔ اس میں بھلا اجازت کی کیا ضرورت ہے''...... مگھومل نے کہا۔

''اجازت کی اس لئے ضرورت ہے کہ مجھے ایک بھینٹ چاہئے''۔ شولو نے کہا۔

''اوہ۔ پھر کیا بھینٹ چاہئے''...... مگھومل نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ان چاروں طاقتوں میں سے صرف ایک طاقت کی بھینٹ مجھے چاہئے''...... شولو نے کہا۔

''یہ۔ یہ تو مجھے ابھی ملی ہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ میں بھینٹ نہیں دوں گا''...... مگھومل نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

''مگھومل۔ بیری کے پاس اطلاع دینے کی شکتی ہے اور ہیری کے پاس دل و دماغ پر قبضہ کرنے کی شکتی ہے جبکہ راگی اور ماگی صرف خون پینے کے لئے ہیں۔ ان دونوں میں ایک جیسی خصوصیات ہیں۔ اگر ان میں سے ایک کم ہو گئی تو تمہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا''...... شولو نے مگھومل کو بھینٹ دینے کے لئے قائل کرتے ہوئے کہا۔

''شیطان آقا نے مجھے یہ طاقتیں دی ہیں۔ میں یہ بھینٹ میں تمہیں دے دوں گا تو آقا مجھ سے اور تم سے ناراض نہیں ہو گا''۔ مگھومل نے کہا۔

''میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم جتنا زیادہ شر پھیلاتے ہیں، جتنی زیادہ برائیاں کرتے ہیں مہان آقا اتنے ہی زیادہ خوش ہوتے ہیں اس لئے تم انکار مت کرو اور ایک غلام طاقت کی بھینٹ مجھے دے دو۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا کام ہو جائے اور تم آج ہی مہان آقا کے بڑے نائب بن جاؤ''...... شولو نے کہا تو مگھومل سوچ میں پڑ گیا جبکہ راگی اور ماگی دونوں ہی خوفزدہ ہو گئی تھیں۔ شولو انہیں بھوکی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''ٹھیک ہے تم راگی یا ماگی میں سے کسی ایک کی بھینٹ لے لو لیکن میرے دشمن کا خاتمہ ضروری ہے''...... مگھومل نے شولو سے کہا تو راگی اور ماگی کی چیخیں بلند ہو گئیں۔

''ہاں۔ ہاں۔ مگھومل تم بے فکر رہو''...... شولو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد راگی کے گرد وہ دھوئیں کی شکل میں پھیل گیا اور اس کی کربناک چیخ بلند ہوئی۔ اس کے بعد راگی کا وجود غائب ہو گیا جبکہ ماگی مطمئن نظر آنے لگی تھی۔

''تمہاری بھینٹ کا شکریہ مگھومل۔ میں اب آشیام جاتا ہوں اور تمہارے دشمن کے خاتمے کی کوشش کرتا ہوں''...... شولو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر دھوئیں کا پیکر مکمل طور پر سیاہ دھوئیں میں تبدیل ہوا۔ یہ سیاہ دھواں نیلے دھوئیں کے مرغولے میں بدلا اور پھر یہ نیلا دھواں بھی غائب ہو گیا۔

"بیری۔ تو شولو پر نظر رکھ۔ یہ جو کچھ کرے گا تو مجھے بتاتی رہے"...... مکھومل نے بیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر آقا۔ میں شولو کو دیکھ رہی ہوں"...... بیری نے اور پھر اس نے آنکھیں بند کرلیں۔

"آقا۔ شولو آشیام کے راج ہوٹل میں پہنچ چکا ہے اور اس نے ہوٹل کے ایک ویٹر کے دماغ پر قبضہ کرلیا ہے"...... بیری نے شولو کے بارے میں مکھومل کو بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسی طرح دیکھتی رہو اور مجھے بتاتی رہو"...... مکھومل نے کہا۔ بیری چند لمحوں تک خاموش رہی اور پھر چند لمحوں کے بعد اس کے ہونٹ حرکت میں آئے۔

"آقا۔ شولو نے ویٹر کو ایک مشین پسٹل اور ایک گیس پسٹل مہیا کر دیئے ہیں۔ یہ دونوں پسٹل ہوٹل کے ایک سیکورٹی اہلکار کے پاس موجود تھے۔ ویٹر نے انہیں چرا لیا ہے"...... بیری نے کہا اور پھر وہ خاموش ہوگئی۔

"آقا۔ اب ویٹر ایک کمرے کے دروازے تک پہنچ چکا ہے۔ کمرے میں کون ہے وہ مجھے نظر نہیں آرہا۔ البتہ ویٹر نے دروازے کے کی ہول سے گیس پسٹل سے گیس فائر کر دی ہے۔ شولو بہت خوش نظر آرہا ہے۔ شولو نے دروازے کا لاک توڑ دیا ہے اور اب ویٹر کمرے میں داخل ہوگیا ہے۔ اس نے مشین پسٹل سیدھا کرلیا ہے۔ اوہ۔ یہ کیا ہوگیا ہے"...... بیری نے پرجوش انداز میں بتاتے

بتاتے یکدم خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ تو خوفزدہ کیوں ہوگئی ہے"...... مکھومل نے بے چین ہوتے ہوئے پوچھا۔

"آقا۔ شولو کو ایک جھٹکا لگا ہے اور وہ ویٹر کے دماغ سے باہر جا گرا ہے اور اب اسے آگ لگ گئی ہے۔ آقا۔ شولو جل رہا ہے"۔ بیری نے کہا تو مکھومل نے ایک گہرا سانس لیا۔ شولو فنا ہوگیا تھا۔ مکھومل کیا کر سکتا تھا وہ خاموش ہوگیا۔ وہ تمام رات اور دن خاموشی میں گزر گیا۔ اگلی رات نہایت ہی تاریک تھی۔ یہ اندھیری منگل کی رات تھی اور مکھومل کو اسی رات کا انتظار تھا۔ جولیا ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔ مکھومل نے شیطان کے بت کے قدموں میں چند چیزیں رکھیں جو سفلی عمل میں کام آتی تھیں اور ایک بڑی اور تیز دھار چھری بھی ان چیزوں کے ساتھ رکھ لی۔ اب اس نے ایک سفلی عمل کرنا تھا جو کہ تقریباً ایک گھنٹے کا تھا۔ اس ایک گھنٹے کے بعد اس نے جولیا کی بھینٹ دینی تھی۔ اب اس کی امیدیں پوری ہوتی نظر آرہی تھیں۔

"بیری۔ تم وادی خار میں موجود تمام طاقتوں کو میرا حکم پہنچا دو کہ اگر کوئی انسان وادی کے اردگرد نظر آئے تو وہ فوراً اس کا خون پی جائیں۔ کوئی جانور اور کوئی پرندہ بھی وادی میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ میں جیسے ہی عمل سے فارغ ہوں گا ہم اس وادی میں ایسا شاندار جشن منائیں گے کہ ایسا جشن شیطانی دنیا میں آج تک نہیں

منایا گیا ہوگا''...... مگھومل نے بیری سے کہا تو اس نے سر جھکایا اور پھر ایک چیخ سنائی دی اور بیری غائب ہوگئی۔ بیری کے غائب ہونے کے بعد مگھومل نے ایک بہت بڑا دائرہ زمین پر بنا کر حصار قائم کیا۔ حصار میں بیٹھ کر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور منتر پڑھنے لگا۔ اسے یہ عمل صرف ایک گھنٹے تک کرنا تھا اور ایک گھنٹے بعد اس نے جولیا کی بھینٹ دینی تھی۔ صرف ایک گھنٹہ بعد۔

بو محسوس ہوتے ہی عمران نے اپنا سانس روک لیا تھا۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ یہ زود اثر بو تھی جو کسی انسان کو فوری طور پر بے ہوش کر دیتی تھی۔ سانس روک لینے کے باوجود بھی اس نے اپنا ورد جاری رکھا تھا۔ پھر اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ جیسے ہی دروازہ کھلا اور ایک ویٹر اندر داخل ہوا۔ عمران ویٹر کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس کے دماغ پر شیطانی طاقت نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ ویٹر کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ جو اس نے سیدھا کر لیا تھا۔ عمران نے فوراً ہی ویٹر کی طرف منہ کر کے پھونک ماری۔ اس کے پھونک مارتے ہی ویٹر کو ایک جھٹکا لگا اور وہ جیسے ہوش میں آیا۔

''کک۔ کیا مطلب۔ میں یہاں کیسے آ گیا''...... ویٹر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ عمران چونکہ وظیفہ پڑھ رہا تھا اس لئے وہ ویٹر سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ویٹر کو ہاتھ کے اشارے

سے واپس جانے کے لئے کہا۔ ویٹر حیران ہوتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران کی تمام رات مختلف وظائف پڑھتے ہوئے گزری۔ صبح اس نے غسل کیا اور پہلی فلائٹ سے سیام نگر پہنچ گیا۔

ایئر پورٹ پر اس نے کئی ٹیکسی ڈرائیوروں سے وادی خار جانے کو کہا لیکن کوئی بھی وہاں جانے کے لئے تیار نہ ہوا تو عمران پریشان ہو گیا۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ پیدل جاتا۔ اسے تو آج نصف رات سے پہلے ہی مکھومل تک پہنچنا تھا اور اس کا خاتمہ کرنا تھا۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے کہ ایک ٹیکسی اس کے قریب آ کر رکی۔

''کہاں جانا ہے صاحب''...... ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا تو عمران چونک گیا۔

''مجھے وادی خار جانا ہے۔ چلو گے میرے ساتھ''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''آپ بیٹھیں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی ٹیکسی آگے بڑھنے لگی۔

''کیا ہم وادی خار جا رہے ہیں''...... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھا۔

''نہیں صاحب۔ آپ میرے غریب خانے پر جا رہے ہیں''۔ ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے گھر لیکن کیوں''...... عمران نے پوچھا۔

''صاحب۔ آپ کی دو امانتیں میرے پاس ہیں۔ وہ میں نے آپ کو دینی ہیں''...... ڈرائیور نے کہا۔

''کیا تم مجھے جانتے ہو۔ لیکن میں تو تمہیں نہیں جانتا۔ میں تو سیام نگر ہی پہلی بار آیا ہوں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''صاحب۔ آپ کو حیران نہیں ہونا چاہئے۔ آپ جس راستے پر نکلے ہیں اس راستے پر تو قدم قدم پر حیرتیں بکھری پڑی ہیں''۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے ٹیکسی ڈرائیور سے کوئی بات نہ کی۔ کچھ دیر بعد ٹیکسی ایک گھر کے سامنے رک گئی۔ ٹیکسی ڈرائیور نیچے اترا تو عمران بھی ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔

''آیئے صاحب۔ میرے گھر میں میری ضعیف والدہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے عمران سے کہا اور پھر وہ عمران کے ساتھ گھر میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا لیکن صاف ستھرا گھر تھا۔ اس گھر میں دو ہی کمرے تھے۔ جیسے ہی وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے ایک کمرے سے ایک ضعیف خاتون باہر نکلیں۔

''السلام علیکم اماں جی''...... عمران نے اس خاتون کو سلام کیا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ مسلمان گھر میں داخل ہوا ہے کیونکہ صحن میں ایک تخت بچھا ہوا تھا جس پر جاء

نماز رکھا ہوا تھا اور تخت کے قریب ہی دیوار پر ایک تسبیح بھی لٹکی ہوئی تھی۔

"وعلیکم السلام بیٹا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ تم ہمارے گھر میں آئے"...... ضعیف خاتون نے عمران سے کہا اور پھر عمران کے سر پر ہاتھ بھی پھیرا۔

"تم بیٹھو بیٹا۔ میں تمہارے لئے چائے لاتی ہوں اور بیٹا عبدالجبار تم اسے اس کی امانتیں لا دو"...... خاتون نے پہلے عمران سے اور پھر اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی اماں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا جبکہ ضعیف خاتون چھوٹے سے باورچی خانے میں داخل ہوئی اور عمران وہیں تخت پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ دونوں ماں بیٹا اکٹھے ہی واپس آئے۔ ضعیف خاتون کے ہاتھ میں چائے کا پیالہ تھا جبکہ ڈرائیور کے ہاتھ میں پانی کی ایک بوتل تھی۔

"بیٹا۔ پہلے چائے پی لو"...... ضعیف خاتون نے چائے کی پیالی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے چائے کی پیالی پکڑ لی جبکہ عبدالجبار نے صحن میں رکھی ہوئی چارپائی اٹھا کر تخت پوش کے قریب کر لی۔ عبدالجبار اور اس کی والدہ چارپائی پر بیٹھ گئے۔

"بیٹا۔ یہ آب زم زم ہے۔ جب تم وادی خار میں داخل ہونے لگو تو یہ پانی پی لینا اور پانی کے چند قطرے اپنے سر پر ڈال لینا۔ اس کے بعد جب تم شیطان کے بت کے پاس پہنچ جاؤ تو تم نے

شیطان بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے ہیں اور انشاء اللہ شیطان کا غلام بھی تمہارے ہاتھوں مارا جائے گا۔ جب بت پاش پاش ہو جائے اور شیطان کا غلام بھی مارا جائے تو تم یہ کلمات پڑھ کر وادی خار کے چاروں طرف پھونک مار دینا۔ تم بہت قسمت والے ہو بیٹا کہ اللہ نے تمہیں اس کام کے لئے منتخب کیا ہے"...... ضعیف خاتون نے عمران سے کہا اور پانی کی بوتل اسے دے دی اور پھر ایک کاغذ دیا جس پر چند کلمات لکھے ہوئے تھے۔ عمران نے وہ کلمات پڑھے اور پھر کاغذ جیب میں ڈال لیا۔

"اماں جی۔ ان کلمات پڑھنے سے کہا ہو گا"...... عمران نے ضعیف خاتون سے پوچھا۔

"بیٹا۔ یہ وادیٔ خار سینکڑوں سالوں سے اس شیطانی مخلوق کے قبضے میں ہے۔ تم یہ کلمات پڑھ کر وادی میں پھونکو گے تو تمام شیطانی مخلوق فنا ہو جائے گی"...... ضعیف خاتون نے کہا۔

"اماں جی۔ ان کلمات کو کوئی اور بھی تو پڑھ کر اس وادی میں پھونک سکتا ہے نا"...... عمران نے کہا۔

"بیٹا۔ یہ تو اس پاک ذات کی منشاء ہے کہ وہ کس سے کام لینا چاہتا ہے۔ اس کی منشاء کے سامنے میری یا تمہاری مرضی نہیں چلتی"۔ ضعیف خاتون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا عبدالجبار میرے ساتھ وادی خار تک جائے گا"...... عمران نے ضعیف خاتون سے پوچھا۔

"تم نے شام ہونے کے بعد تنہا وادی خار کے لئے روانہ ہونا ہے"...... ضعیف خاتون نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ یہ موتیا کے پھولوں کا عرق بھی ہے۔ وادی خار میں داخل ہونے سے قبل تم نے یہ خوشبو بھی لگانی ہے"...... ضعیف خاتون نے عمران سے کہا اور ایک چھوٹی سی شیشی اس کی طرف بڑھائی۔ عمران نے وہ شیشی لے کر جیب میں رکھ لی اور پھر مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد عمران عبدالجبار کی ٹیکسی میں اکیلا وادی خار کے لئے روانہ ہوا۔ جب وہ وادی خار کے قریب پہنچا تو رات نے اپنی سیاہ چادر پوری کائنات پر پھیلا دی تھی۔ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا جس کی وجہ سے ستارے بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ اندھیرا اتنا گہرا ہو چکا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

عمران نے ضعیف خاتون کی ہدایت کے مطابق آب زم زم پیا اور اس کے چند قطرے اپنے سر پر بھی ڈال لئے۔ اس کے بعد اس نے موتیا کی خوشبو بھی اپنے کپڑوں پر لگائی اور وادی خار میں داخل ہونے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ وہ چونکہ کچھ دیر تک کھڑا رہا تھا اس لئے اس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئی تھیں اور اسے دھندلا دھندلا نظر آنے لگا تھا۔ وادی کے چاروں طرف پر ہیبت پہاڑ تھے اور وادی میں داخلے کا صرف ایک ہی راستہ تھا جس کے بارے میں عبدالجبار نے عمران کو بتایا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد عمران نے وہ راستہ تلاش کر لیا اور پھر وہ اس راستے پر محتاط انداز میں چلنے

لگا۔

تقریباً آدھ گھنٹے تک وہ پہاڑی راستے پر چلتا رہا اور پھر وہ میدانی علاقے میں آ گیا۔ اس علاقے میں جگہ جگہ کانٹے دار جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ عمران کو ان سے اپنا دامن بچانا مشکل ہو رہا تھا لیکن پھر بھی وہ ان سے بچتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر اس کے کانوں میں خوفناک آوازیں آنے لگیں لیکن اس نے ان آوازوں کی پرواہ نہ کی وہ دل ہی دل میں آیت کریمہ کا ورد کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ شیطانی مخلوق صرف اسی پر حاوی ہو سکتی ہے جو اس سے ڈر جائے اور جو اس سے نہ ڈرے یہ مخلوق اس سے خوف کھا کر بھاگ جاتی ہے اور پھر اسے اپنے اللہ پر بھی یقین کامل تھا۔

کچھ دیر تک چلنے کے بعد اسے ایک عمارت کے کھنڈرات نظر آنے لگے۔ اس کے قدم مزید تیز ہو گئے جبکہ فضا میں رونے، چلانے اور چنگھاڑنے کی آوازیں مسلسل آ رہی تھیں بلکہ جیسے جیسے وہ ان کھنڈرات کی طرف بڑھ رہا تھا ان آوازوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور پھر وہ ان کھنڈرات تک پہنچ گیا۔ وہ ان کھنڈرات کے کمروں کی تلاشی لینے لگا۔ ایک کمرے میں اسے مگھومل نظر آ گیا جو آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ اس کمرے میں ایک چھوٹا سا چراغ روشن تھا جس کی روشنی مخصوص دائرے تک محدود تھی۔

اس دائرے کے بعد گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ اس کمرے میں

عمران نے شیطان کا ایک قد آور بت دیکھا جس کے قدموں میں ایک بڑی اور تیز چھری رکھی ہوئی تھی۔ چھری کے ساتھ چند دوسری چیزیں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ بت سے کچھ فاصلے پر جولیا بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی۔ عمران کے اس کمرے میں داخل ہونے کے باوجود مگھو مل نے آنکھیں نہیں کھولیں تھیں حالانکہ اس وقت شور میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔ عمران نے صرف ایک لمحے میں ہی وہاں کا جائزہ لیا اور زبان پر ورد جاری رکھتے ہوئے اس نے آگے بڑھ کر شیطان کے بت کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ جیسے ہی اس نے شیطان کے بت کو اٹھایا فضا میں موجود چیخ و پکار میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی مگھو مل نے بھی اپنی آنکھیں کھول دیں۔

"اللہ اکبر"...... عمران نے بلند آواز میں نعرہ لگایا اور شیطان کے بت کو پوری طاقت سے زمین پر دے مارا۔ یہ نعرے کی طاقت کا اثر تھا کہ بت پاش پاش ہو گیا۔ شیطان کا بت پاش پاش ہونے پر چیخ و پکار میں اور اضافہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو ایسا لگا جیسے اس کے سینے پر بہت بڑا پتھر آ لگا ہو۔

یہ مگھو مل کی ٹھوکر تھی جو اس نے اچھل کر عمران کے سینے پر ماری تھی۔ عمران اچھل کر بوسیدہ دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے دیوار سے ٹکرانے سے دیوار کی اینٹیں بھی گر گئیں۔ عمران کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ عمران اٹھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن ابھی وہ

اٹھ نہیں سکا تھا کہ مگھو مل اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے عمران کے سر پر ایک ٹھوکر ماری اور عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور اٹھتا ہوا گر گیا۔ مگھو مل نے اسے گرتے دیکھ کر زمین پر پڑی ہوئی چھری اٹھا لی۔

"میں جولیا کی بھینٹ ضرور دوں گا"...... مگھو مل نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ چھری ہاتھ میں پکڑے جولیا کی طرف بڑھا۔ مگھو مل کے چیخنے کی آواز عمران کے دماغ سے ٹکرائی تو اس کے دماغ کو ایک جھٹکا لگا اور اس کی آنکھیں فوراً کھل گئیں۔ اس نے دیکھا کہ مگھو مل چھری لے کر جولیا کے قریب پہنچ چکا تھا۔ عمران کسی سپرنگ کی مانند اچھلا اور مگھو مل سے جا ٹکرایا۔ اس کی ٹکر سے مگھو مل منہ کے بل زمین سے گر پڑا۔

عمران نے دونوں پاؤں جوڑ کر مگھو مل کے سر پر مارے تو مگھو مل کا سر چکرانے لگا۔ عمران نے مگھو مل کی کلائی پکڑ کر الٹی قلابازی کھائی تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی مگھو مل کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کے منہ سے کربناک چیخ نکلی۔ چھری اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی جسے فوراً ہی عمران نے اٹھا لیا لیکن اسی لمحے عمران کو پھر مگھو مل کی لات لگی اور عمران کئی فٹ دور جا گرا۔ مگھو مل فوراً ہی کھڑا ہو گیا لیکن اب عمران اسے مزید کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

مگھو مل کی چھری اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس کا چھری والا ہاتھ

بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور چھری مگھومل کی گردن میں پیوست ہو گئی۔ چھری نے اس کی شہ رگ کاٹ دی تھی۔ مگھومل چند لمحے کھڑا لڑکھڑاتا رہا اور پھر زمین پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ فضا میں شور و غل اسی طرح جاری تھا۔ عمران نے ضعیف خاتون کے دیئے ہوئے کلمات کا ورد کیا اور چاروں طرف پھونک مارنے لگا۔ رونے، پیٹنے اور بین کرنے کی آوازوں میں ناقابل برداشت حد تک اضافہ ہو گیا تھا۔ پھر زمین پر تڑپتے ہوئے مگھومل نے آخری ہچکی لی اور ہلاک ہو گیا۔

فضا میں موجود شور و غل بھی کم ہو رہا تھا اور پھر ایک وقت ایسا بھی آ گیا کہ گہرا سکون چھا گیا۔ عمران نے کمرے سے باہر نکل کر دیکھا تو اب آسمان پر ستارے نکلے ہوئے تھے اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ عمران کی کامیابی پر مسکرا رہے ہوں۔ یہ دیکھ کر عمران وہیں سجدے میں گر گیا۔

ختم شد